إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ

الحمد للہ کہ در ابطال مذہب ہی ودا ہی دعوی امکان کذب الٰہی این رسالہ رائعہ وعجالہ نافعہ مہین کذب شنیع ومعین صدق منیع مسمّٰے بنام تاریخی مشعر سال ہجری

سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح

۱۳۰۷ھ

تالیف منیف تاج الفقہاء والمحدثین سراج العلماء المدققین حامی سنت مفتی ملت جناب مولٰنا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی حفظہ المولی القوی عن شر کل غبی وغوی

باہتمام واشاعت

جناب مولٰنا مولوی حکیم ابوالعلا امجد علی صاحب اعظمی رضوی

مطبع اہلسنت وجماعت واقع بریلی میں چھپکر شائع ہوا

بار سوم ۱۰۰۰ جلد — قیمت فی جلد ۸/

مستفتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمای دین ومفتیان شرع متین در بارہ مسئلہ امکان کذب باری تعالی جسکا اعلان تحریری تقریری علمای
گنگوہ و دیوبند اور انکے اتباع آجکل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں تحریر اکتاب براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھی
کے نام سے شایع کیگئی جسکی لوح پر لکھا ہے بامر حضرت مستجمع چنین و چنان مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خاتمہ پر انکی
تقریظ باین الفاظ ہے احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا حق
یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور اپنے مصنف کی وسعت نظر علم اور سعت فہم اور کار فہم پر دلیل واضح حق تعالی اس تالیف
نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین و معمول عاملین فرماوے جس سے ثابت ہے کہ گویا کتاب انہی کی تالیف
انکی ہے صفحہ تین پر یوں مکتوب ہے امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف
وعید آیا جائز ہے یا نہیں در مختار میں ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف و المقاصد ان الاشاعرۃ
قائلون بجوازہ پس اسپر طعن کرنا اپنے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے
انتہی ملخصا تقریظ مولوی ناظر حسن دیوبندی مدرس اول مدرسہ عربی میرٹھ نے مسجد کوٹلہ پر بلند آواز
سے چند مسلمانوں سے کہا کہ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے مگر بول سکتا ہے بہشتیوں کو دوزخ
اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجدے تو کسی کا اجارہ نہیں اور یہی امکان کذب ہے انتہی پس ایسا اعتقاد رکھنیکا
اور اسکے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جس کا عقیدہ ایسا ہو کچھ بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

المستفتی

ابو محمد صادق علی ہدایت عفی عنہ گڑھ مکتیسری از میرٹھ بالاے کوٹ

فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحٰن ربك رب العزة عما يصفون ۝ وسلٰم على المرسلين ۝ والحمد لله رب العٰلمين ۝
الحمد لله المتعالى شانه عن الكذب والجهل والسفه والهزل والعجز والبخل
وكل ما ليس من صفات الكمال المنزه عظيم قدرته بكمال قدوسيته و
جمال سبوحيته عن وصمة خروج ممكن او ولوج محال ـ قوله الحق ووعده
الصدق ومن اصدق من الله قيلا وكلامه الفصل وما هو بالهزل
فسبحٰن الله بكرة واصيلا لذاته القدم ولنعته القدم فلا حادث يقوم
ولا قائم يجول وكلامه ازلى وصدقه ازلى فلا الكذب يحدث ولا الصدق
يزول والصلٰوة والسلام على الصادق المصدوق سيد المخلوق النبى
الرسول الاٰتى بالحق من عند الحق لدين الحق على وجه الحق والحق يقول فهو
الحق وكتابه الحق بالحق انزل وبالحق نزل وعلى الحق النزول واشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له حقا حقا واشهد ان محمدا
عبده ورسوله بالحق ارسله صدقا صدقا ـ صلوات الله وسلامه عليه
وعلى اله وصحبه وكل من ينتمى اليه ـ وعلينا معهم ـ وبهم ولهم يا ارحم

الراحمین آمین آمین ۔ آلہ الحق آمین قال المصدق لربہ بتوفیقہ العظیم المسبّح لمولاہ عن کل وصف ذمیم عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری ۔ البرکاتی البریلوی صدق اللہ تعالیٰ قولہ فی الدنیا والاخرۃ وصدق فیہ ظنہ بالعفو والمغفرۃ ۔ آمین ۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بحول و قوت رب الارباب اس مختصر جواب موضح صواب مزیح ارتیاب مین اپنے مولیٰ جل وعلا کی تسبیح و تقدیس اور اس جناب رفیع و جلال منیع پر جرات وجسارت والونکی تقبیح و تفلیس کے لیے کلام کو چار تنزیہون پر منقسم اور ایک خاتمہ پر مختتم اور بنظر ہدایت عوام وازاحت اوہام ایک ضروری مقدمہ اون پر مقدم کرتا ہے ۔ تنزیہ اوّل مین ائمہ دین و علمائے معتمدین کے ارشادات متین جنسے بحمد اللہ شمس و امس کی طرح روشن و مبین کہ کذب الٰہی بالاجماع محال اور اُسے قدیم سے ائمہ سنت مین مختلف فیہ ماننا عناد و مکابرہ یا جاہلانہ خیال تنزیہ دوم مین بفضل ربانی دعوے اہل حق پر دلائل نورانی جنسے واضح ہو کہ کذب الٰہی قطعاً مستحیل اور ادعائے امکان باطل و بے دلیل تنزیہ سوم مین امام وہابیہ و معلم ثانی طائفہ نجدیہ مصنف ساطع کی خدمت گزاری اور اون حضرت کے اوہام باطلہ و ہذیانات عاطلہ کی نازبرداری کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام ہین اور اینکے مرجع و ملجا و ماخذ و منتہی اونھین کے سخن تنزیہ چہارم مین جہالات جدیدہ کا علاج کافی اور اس امر حق کا ثبوت وافی کہ مسئلۂ خلف وعید ممکن نہ جاننے سے تنزلون بعید خاتمہ مین جواب مسائل و حکم قائل والحمد للہ مجیب السائل

مقدمہ

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق مسلمان کا ایمان ہے کہ مولی سبحانہ و تعالی کے سب صفات صفات کمال برِوجہ کمال ہین جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اوس سے ممکن نہین یونہین معاذاللہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہین رکھتا اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یعنی کہ جسقدر چیزین اوسکے تعلق کی قابلیت رکھتی ہین اونکا کوئی ذرہ اوسکے احاطہ و دائرہ سے خارج نہو نہ یہ کہ موجود و معدوم و باطل و موہوم ہین کوئی شے ومفہوم بے اسکے تعلق کے نرہے اگرچہ وہ اصلا صلاحیت تعلق نرکھتی ہو اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو آب احاطہ و دائرکا تفرقہ دیکھیے (۱) خلاق کبیر جل وعلا فرماتا ہے خالق کل شئ فاعبدوہ وہ ہر چیز کا بنانیوالا ہے تو اوسی وجہ (۲) یہان صرف حوادث مراد ہین کہ قدیم یعنی ذات و صفات باری عز مجدہ مخلوقیت سے پاک سمیع بصیر جل مجدہ فرماتا ہے انہ بکل شئی بصیر وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے یہ تمام موجودات

قدیمہ وحادثہ سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنی مطلقاً یا جس چیز نے ازل سے ابتک کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک پہنے کہ ابصار کی صلاحیت موجود ہی مین ہے جو اصلا ہے ہی نہین وہ نظر کیا آئیگا تو نقصان جانب قابل ہے نہ جانب فاعل شرح فقہ اکبر مین ہے قد افتی ائمۃ سمرقند وبخارا انہ (یعنی المعدوم) غیر مرئی وقد ذکرہ الامام الزاہد الصفار فی اخر کتاب التلخیص ان المعدوم مستحیل الرؤیۃ وکذا المفسرون ذکروا ان المعدوم لا یصلح ان یکون مرئی اللہ تعالی وکذا قول السلف من الاشعریۃ والماتریدیۃ ان الوجود علۃ جواز الرؤیۃ مع الاتفاق ان المعدوم الذی یستحیل وجودہ لا تتعلق برؤیتہ سبحانہ اھ شرح السنوسی للجزائریہ مین ہے انہما (یعنی سمعہ تعالی وبصرہ) لا یتعلقان الا بالموجود والعلم یتعلق بالموجود والمعدوم والمطلق والمقید اھ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین ہے المعدومات التی ما ارادھا[1] اللہ تعالی ولا تعلقت القدرۃ بایجادھا فی ازمنتہا المقدرۃ لہا ولا کشف عنہا العلم موجودۃ فی تلک الازمنۃ فلا یتعلق بہا السمع والبصر وکذلک المستحیلات بخلاف العلم فانہ یتعلق بالموجود والمعدوم (۳) قوی قدیر تبارک وتعالی فرماتا ہے وھو علی کل شیء قدیر وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے) یہ موجود ومعدوم سب کو شامل بشرط

---

[1] اقول قولہ ما ارادہ ولا تعلقت ولا کشف عبارات شتی عن معبر واحد ھو دوام العدم المناقض للوجود بالفعل فان کل ما ارادہ اللہ تعالی فقد تعلقت القدرۃ بایجادہ بالفعل وبالعکس وما کان کذلک فقد کشف العلم عنہ موجودا بالاطلاق العام وبالعکس وذلک لان العلم موجودا تابع للوجود ولا وجود للمخلوق الا بتعلق القدرۃ ولا تعلق للقدرۃ الا بترجیح الارادۃ کما تقرر کل ذلک فی مقرہ واللہ تعالی اعلم ۱۲ منہ

حدوث وامکان کہ واجب محال اصلا لائق مقدوریت نہین تو اقف مین ہی القدیم
لایستند الی القدرۃ شرح مقاصد مین ہے لا شئی من الواجب والممتنع بمقدور
امام یافعی فرماتے ہین جمیع المستحیلات العقلیۃ لا تعلق للقدرۃ بہا کنز
الفوائد مین ہے خرج الواجب والمستحیل فلا یتعلقان ای القدرۃ و
الارادۃ بہما شرح فقہ اکبر مین ہے ما یمتنع بنفس مفہومہ کجمع الضدین و
قلب الحقائق واعدام القدیم لا یدخل تحت القدرۃ القدیمۃ (۴) علیم
خبیر عز شانہ فرماتا ہے وھو بکل شئی علیم ٥ وہ ہر چیز کو جانتا ہی یہ کلیہ واجب و
ممکن و قدیم وحادث و موجود و معدوم و مفروض و موہوم غرض ہر شے و مفہوم کو
قطعاً محیط جسکے دائرے سے اصلا کچھ خارج نہین یہ اون عمومات سے ہی جو عموم قضیہ
ما من عام الا و قد خص منہ البعض سے مخصوص ہین شرح مواقف مین فرمایا
علمہ تعالی یعم المفہومات کلہا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ فہو اعم من
القدرۃ لانہا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات اب دیکھیے
لفظ چارون جگہ ایک ہی یعنی کل شئی مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزون
کو احاطہ فرمایا جو اوسکے قابل اور اوس کے احاطہ مین داخل تھین تو جس طرح ذات و
صفات خالق کا دائرۂ خلق مین نہ آنا معاذ اللہ عموم خالقیت مین نقصان نہ لایا
نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا یا معدومات کا دائرۂ ابصار سے
مہجور رہنا عیاذاً باللہ احاطۂ بصر الٰہی مین باعث فتور نہوا فتور جب ہوتا کہ کوئی مبصر

لہ ای شملت ما فی دائرتہا وان لم یشملہ اللفظ کما فی العلم ولم تشمل ما لیس فیہا وان شملہ اللفظ
کما فی الخلق و ذلک لان الشئی عندنا یختص بالموجود قال تعالی او لا یذکر الانسان انا خلقنہ من
قبل ولم یک شیأ و یعم الواجب قال تعالی۔ قل ای شئی اکبر شہادۃ قل اللہ ۱۲ فافہم منہ سلمہ

خارج رہ جاتا اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات[۱] مین
ہونے کے قابل ہے اوس سب پر قادر ہو کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہ
نہ کہ واجبات و محالات عقلیہ کو بھی شامل ہو جو اصلا تعلق قدرت کی صلاحیت
نہین رکھتے۔ سبحن اللہ محال کے معنی ہی یہ ہین کہ کسی طرح موجود نہو سکے اور
مقدور وہ کہ قادر چاہے تو موجود ہو جائے پھر یہ دونون کیونکر جمع ہو سکتے ہین اور
اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرہ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت
کہ محالات مصداق وذات سے بہرہ ہی نہین رکھتے حتی کہ فرض و تجویز[۲] عقلی مین بھی تو
اصلا یہان کوئی شے تھی ہی نہین جسے قدرت شامل نہوئی یا ان اللہ علی کل شئی
قدیر کے عموم سے رہ گئی یہان سے ظاہر ہو گیا کہ سخویان تازہ جو اسی مسئلہ
کذب و دیگر نقائص و غیرہا کی بحث مین بے علمون کو بہکاتے ہین کہ مثلا کذب یا
فلان عیب یا فلان بات پر اللہ عز وجل کو قادر نمانا تو معاذ اللہ عاجز ٹھہرا اور ان اللہ
علے کل شئی قدیر کا انکار ہوا یہ اون ہوشیارون کی محض عیاری و تزویر اور بیچارے
عوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے۔ ایہا المسلمون قدرت الٰہی صفت کمال ہو کر ثابت
ہوئی ہے نہ معاذ اللہ صفت نقص و عیب اور اگر محالات پر قدرت مانیے تو ابھی انقلاب
ہوا جاتا ہے۔ وجہ سنیے جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال محال سب ایک سے
معہذا تمھارے جاہلانہ خیال پر جس محال کو مقدور نہ کہیے اوسنا ہی عجز و قصور سمجھیے
تو واجب کہ سب محالات زیر قدرت ہون اور منجملہ محالات سلب قدرت الٰہیہ بھی ہے

[۱] یشیر الی ان مصحح المقدوریۃ نفس الامکان الذاتی ۱۲ منہ

[۲] اورد ہ تفسیرا للمراد بالفرض ۱۲ منہ۔

تو لازم کہ اللہ تعالی اپنی قدرت کھو دینے اور اپنے آپکو عاجز محض بنا لینے پر بھی قادر ہو اچھا عموم قدرت مانا کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی یونہین منجملہ محالات عدم باری عز وجل ہے تو اسپر بھی قدرت لازم اب باری جل و علا عیاذاً باللہ واجب الوجود نہ ٹھہرا تعمیم قدرت کی بدولت الوہیت ہی پر ایمان گیا تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا ۱۵ پس بحمد اللہ ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے جناب باری عز اسمہ کو سخت عیب[۱] لگانا اور تعمیم قدرت کے پردے مین اصل قدرت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہو جانا ہے للہ انصاف حضرات کے یہ تو حالات اور اہل سنت پر معاذ اللہ عجز باری عز وجل ماننے کے الزامات ہمارے دینی بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھ لین کہ حضرات کے مغالطہ و تلبیس سے امان مین رہین واللہ الموفق

تنزیہ اول ارشادات علما مین

اقول و باللہ التوفیق مین یہان ازالۂ اوہام حضرات مخالفین کو اکثر عبارات ایسی

---

[۱] مگر ہیہات حضرات نجدیہ سے کیا گلہ اون کا امام علم الٰہی کو صراحۃً اختیاری لکھ چکا کما سیاتی فی التنزیہ الثالث تو جب اوس کے نزدیک باری تعالی اپنے آپ کو جاہل بنانے پر قادر ٹھہرا عاجز بنانے پر بھی سہی چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست ۱۲ س عفا عنہ [۲] مگر ہیہات حضرات وہابیہ سے کیا شکایت اونکا امام باری عز وجل کے حق مین تمام عیوب و نقائص و فواحش کو ممکن مان چکا جس کا ایضاح بازغ و رد بالغ حضرت مصنف علام تنزیہ سوم مین افادہ فرمائینگے اور طائفہ نجدیہ کا ایک رکن رکین کہ امام الطائفہ کی حمایت جاہلیت حائفہ کی حمیت جواب تحقیق الفتوی مین سپر لائی کہ باری سبحانہ کا تمام قبائح و شنائع سے متصف ہونا صاف صاف ممکن لکھدیا پھر جب علمائے اہل سنت کیطرف سے وار و گیر ہوئی تو دوسرے رسالہ مین یہ طرفہ اعجوبہ گڑھا کہ نہ ممکن نہ محال بلکہ ممتنع بالغیر ہے ای سبحان اللہ کسی نے سچ کہا تھا کہ مصنفان رسالہ یکروزی کلام الفاضل نہ مسلم نہ کافر بلکہ وہابی ہین پھر اضطراب کی یہ حالت کہ خود اسی رسالہ مین لکھ گیا ممتنع بالغیر وہی ہوتا ہے جو ممکن ہو سچ ہے خدا جسے گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین ۱۲ س عفا عنہ

نقل کرونگا کہ امتناع کذب الٰہی پر تمام اشعریہ و ماتریدیہ کا اجماع ثابت کرین جسکے باعث
وسوسہ و وہم عاطل کا علاج قاتل ہو کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہا ہے حاش للہ
بلکہ بطلان امکان پر اجماع اہل حق ہے جس مین اہل سنت کیساتھ معتزلہ وغیرہم فرق
باطلہ بھی متفق ناظر ماہر دیکھے گا کہ میرا یہ مدعا اون عبارتون سے کن کن طور پر رنگ
ثبوت پائیگا اول ظاہر و جلی یعنی وہ نصوص جنمین امتناع کذب پر صراحۃً اجماع منصوص
دوم اکثر عبارتین علمائے اشعریہ کی ہونگی تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلافی نہین سوم وہ
عبارات جنمین بنائے کلام حسن و قبح عقلی کے انکار پر ہو کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے تو لاجرم
مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کا اجماعی ہوا اگرچہ عند التحقیق صرف حسن و قبح بمعنی استحقاق مدح
و ثواب و ذم و عقاب کی شرعیت و عقلیت مین تجاذب آرا ہے نہ بمعنی صفت کمال و صفت
نقصان کہ بایںمعنی باجماع عقلا عقلی ہین کما نصوا علیہ جمیعا و نبہ علیہ ھھنا
المولے سعد الدین التفتازانی فی شرح المقاصد و المولی المحقق علے الاطلاق
کمال الدین محمد بن الھمام وغیرھما من الجہابذۃ الکرام اب بتوفیق اللہ تعالے
نصوص ائمہ و کلمات علما نقل کرتا ہون **نص ا** شرح مقاصد کے بحث کلام مین ہے
الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء
وھو علی اللہ تعالی محال ملخصاً جھوٹ باجماع علما محال ہے کہ وہ باتفاق
عقلا عیب ہے اور عیب اللہ تعالی پر محال **نص ۲** اوسی کی بحث حسن و قبح مین
ہے قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارع تعالی ہم بحث کلام
مین ثابت کر آئے کہ اللہ عز و جل پر کذب محال ہے **نص ۳** اوسی کی بحث تکلیف
بالمحال مین ہے محال جہلہ او کذبہ تعالی عن ذلک اللہ تبارک و تعالی کا جہل

یا کذب دونون محال ہین برتری ہے اُسے ان سے نص ۴ اوسی مین ہے الکذب
فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصی ومطاعن فی الاسلام لا تخفی
منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد ومنہا بطلان
ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ
تعالیٰ بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا
قطعا علمنا ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعا اھ ملتقطا
یعنی خبر الٰہی مین کذب پر بیشمار خرابیان اور اسلام مین آشکار اطعن لازم آئینگے فلاسفہ
حشر مین گفتگو لائینگے۔ ملحدین اپنے مکابرون کی جگہ پائینگے کفار کا ہمیشہ آگ مین ہنا
کہ بالاجماع یقینی ہے اسپر سے یقین اوٹھ جائینگے کہ اگرچہ خدا نے صریح خبر دی مگر
ممکن ہے کہ واقع نہون اور جب یہ امور یقینًا باطل ہین تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی مین
کذب کو ممکن کہنا باطل ہے نص ۵ شرح عقائد نسفی مین ہے کذب کلام اللہ تعالےٰ
محال اھ ملخصًا کلام الٰہی کا کذب محال ہے نص ۶ طوالع الانوار کی فرع متعلق
بمبحث کلام مین ہے الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال جھوٹ عیب ہے
اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال نص ۷ مواقف کی بحث کلام مین ہے انہ تعالیٰ یمتنع
علیہ الکذب اتفاقًا اما عند المعتزلۃ فلان الکذب قبیح وھو سبحانہ
لا یفعل القبیح واما عندنا فلانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اجماعًا
یعنی اہلسنت ومعتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے معتزلہ تو اسے
لیے محال کہتے ہین کہ کذب برا ہے اور اللہ تعالیٰ برا فعل نہین کرتا اور ہم اہل سنت
کے نزدیک اس دلیل سے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع

محال ہے نص ۸ مواقف و شرح مواقف کی بحث حسن و قبح مین ہے وحدث امتناع
الکذب منہ تعالی عندنا لیس ھو قبحہ العقلی حتی یلزم من انتفاء قبحہ ان لا یعلم امتناعہ
منہ اذلہ مدرک اخر قد تقدم اھ ملخصا یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الٰہی محال ہونیکی دلیل
قبح عقلی نہین ہے کہ اوسکے عدم سے لازم آئے کہ کذب الٰہی محال نجانا جائے بلکہ اوسکے لیے دوسری
دلیل ہے کہ اوپر گزری یعنی وہی کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالی مین عیب محال نص ۹ اونھین کی
بحث معجزات مین ہے قد مر فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب
علیہ سبحانہ وتعالی یعنی ہم موقف الٰہیات سے مسئلہ کلام مین بیان کر آئے کہ اللہ تعالی کا کذب
زنہار ممکن نہین نص ۱۰ امام المحقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ مین فرماتے ہین
یستحیل علیہ تعالی سمات النقص کالجھل والکذب جتنی نشانیان عیب کی ہین
جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالی پر محال ہین نص ۱۱ علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی
شریف قدسی اوسکی شرح مسامرہ مین فرماتے ہین لاخلاف بین الاشعریۃ وغیرھم
فی ان کل ما کان وصف نقص فالباری تعالی عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالی
والکذب وصف نقص اھ ملخصا یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس مین خلاف
نہین کہ جو کچھ صفت عیب ہے باریتعالی اوس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالی پر ممکن نہین
اور کذب صفت عیب ہے نص ۱۲ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین
قولہ تعالی فلن یخلف اللہ عھدہ یدل علی انہ سبحانہ منزہ عن الکذب فی
وعدہ ووعیدہ قال اصحابنا لان الکذب صفۃ نقص والنقص علی اللہ تعالی
محال وقالت المعتزلۃ لان الکذب قبیح لانہ کذب فیستحیل ان یفعلہ فدل علی
ان الکذب منہ محال اھ ملخصا اللہ عز وجل کا فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا۔

دلالت کرتا ہے کہ مولی سبحانہ وتعالی اپنے ہر وعدہ و وعید مین جھوٹ سے منزہ ہے۔ ہمارے اصحاب اہل سنت وجماعت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہین کہ وہ صفت نقص ہے اور اللہ عزوجل پر نقص محال۔ اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع ملتے ہین کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری عزوجل سے صادر ہونا محال۔ غرض ثابت ہوا کہ کذب الٰہی اصلا امکان نہین رکھتا نص ۳ اللہ عزوجل فرماتا ہے وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وھو السمیع العلیم ٭ پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف مین کوئی بدلنے والا نہین اوسکی باتون کا اور وہی ہے سنتا جانتا) امام ممدوح اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین اعلم ان ھذہ الآیۃ تدل علی ان کلمۃ اللہ تعالی موصوفۃ بصفات کثیرۃ (الی ان قال) الصفۃ الثانیۃ من صفات کلمۃ اللہ کونہا صدقا والدلیل علیہ ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالی محال یہ آیت ارشاد فرماتی ہے کہ اللہ تعالی کی بات بہت صفتون سے موصوف ہے ازانجملہ اوسکا سچا ہونا اور اسپر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالی پر محال نص ۴ نہین فرماتے ہین صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالی محال دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اسپر موقوف ہے کہ کذب الٰہی محال مانا جائے نص ۵ از یر قولہ تعالی ماکان للہ ان یتخذ من ولد سبحنہ بعض تمسکات معتزلہ کے رد مین فرماتے ہین اجاب اصحابنا عنہ بان الکذب علی اللہ تعالی محال اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال ہے نص ۶ علامہ سعد تفتازانی شرح مقاصد مین انھین امام ہمام سے ناقل صدق کلامہ تعالی لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ کلام خدا کا صدق جبکہ ہم اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے تو اوس کا کذب

محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اوس کا عدم محال ہے)
تنبیہ انہین امام علام کا ارشاد کہ کذب الٰہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہی انشاء اللہ تعالیٰ تنزیہ چہارم مین آئیگا **نص ۱۷** تفسیر بیضاوی شریف مین ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا انکار ان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وہو علی اللہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ اس آیت مین انکار فرماتا ہے اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اوسکی خبر تک تو کذب کو کسی طرح راہ ہی نہین کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال **نص ۱۸** تفسیر مدارک شریف مین ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا تمییز وہو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالیٰ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشئ بخلاف ماہو علیہ آیت مین استفہام انکاری ہے یعنی خبر و وعدہ و وعید کسی بات مین کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہین کہ اوسکا کذب تو محال بالذات ہی کہ خود اپنے معنی ہی کے رو سے قبیح ہی کہ خلاف واقع خبر دینے کا نام ہی **نص ۱۹** تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعود عمادی مین ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالیٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحٰنہ دون غیرہ آیت مین

۱۷ **اقول** استدل قدس سرہ بالقبح اما فی نظر الظاہر فلانہ رحمہ اللہ تعالیٰ من ائمتنا الماتریدیۃ ولذا اعرض عنہ الاشاعرۃ کصاحب المواقف وصاحب المفاتیح کما سمعت نصہما واما عند التحقیق فلان عقلیۃ القبح بہذا المعنی من المجمع علیہ بین العقلاء وہولاء الاشاعرۃ رحمہم اللہ تعالیٰ انفسہم ناصون بہ لذلک فلا علیک من ذہول من ذہل لما ومأنا الیہ فی صدر البحث واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ

انکار ہے اسکا کہ کوئی شخص اللہ تعالی سے زیادہ سچا ہو وعدہ مین یا اور کسی خبر مین اور بیان
ہے اس زیادت کے محال ہونیکا اور کیون نہ محال ہو کہ اللہ تعالی کا کذب تو ممکن ہی نہین
بخلاف اورون کے **نص ۲۰** تفسیر روح البیان مین ہے ومن اصدق من اللہ
حدیثا انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فان الکذب نقص وھو علی
اللہ محال دون غیرہ اھ ملخصا آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق
مین اللہ سے زائد ہو کہ کذب عیب ہے اور وہ خدا پر محال ہے نہ اوسکے غیر پر **نص ۲۱** شرح
السنوسیہ مین ہے الکذب علی اللہ تعالی محال لانہ دناءۃ اللہ تعالی پر کذب محال
ہے کہ وہ کمینہ پن ہے **نص ۲۲** فاضل سیف الدین ابہری کی شرح مواقف مین
ہے ممتنع علیہ الکذب اتفاقا لانہ نقص والنقص علی اللہ تعالی محال
اجماعا کذب الہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالی پر
بالاجماع محال **نص ۲۳** شرح عقائد جلالی مین ہے الکذب نقص والنقص علیہ
محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ
تعالی کالجہل والعجز جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالی پر محال تو کذب الہی ممکنات
سے نہین نہ اللہ تعالی کی قدرت اوسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل
وعجز الہی کہ سب محال ہین اور صلاحیت قدرت سے خارج **نص ۲۴** اوسی
مین ہے لا یصح علیہ تعالی الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانہا
نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اللہ تعالی پر حرکت وانتقال وجہل وکذب کچھ
ممکن نہین کہ یہ سب عیب ہین اور عیب اللہ تعالی پر محال **نص ۲۵** کنز الفوائد مین ہے
قدس تعالی شانہ عن الکذب شرعا وعقلا اذ ھو قبیح یدرک العقل قبحہ

من غیر توقف علی شرع فیکون محالا فی حقہ تعالی عقلا وشرعا کما حققہ
ابن الہمام وغیرہ اللہ عزوجل بحکم شرع وبحکم عقل ہر طرح کذب سے پاک مانا گیا اسلیے
کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اوسکے قبح کو مانتی ہے بغیر اسکے کہ اوسکا پہچاننا
شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالی کے حق مین عقلاً وشرعاً ہر طرح محال ہے جیسے کہ
امام ابن الہمام وغیرہ نے اسکی تحقیق افادہ فرمائی نص ۶ مولٰنا علی قاری شرح فقہ اکبر
امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ مین فرماتے ہین الکذب علیہ تعالی محال
اللہ تعالی پر کذب محال ہے نص ۷ مسلم الثبوت مین ہے المعتزلۃ قالوا لولا کون
الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالی عقلا والجواب انہ نقص فیجب
تنزیہہ تعالی عنہ کیف وقد مر انہ عقلی باتفاق العقلاء ولان ماینافی
الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالی ومن الاستحالات
العقلیۃ علیہ سبحٰنہ اھ ملخصا مع الشرح حاصل یہ کہ معتزلہ نے اہل سنت سے
کہا اگر حکم عقلی نہو تو اللہ تعالی کا کذب محال نرہے حالانکہ اُسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی
مانتے ہین اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب اسلیے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا
کہ اللہ تعالی کو اُس سے منزہ مانین اسکے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے دوسری وجہ یہ ہے
کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالی کے حق مین عیب
ہے اور اوسکی شان مین محال عقلی نص ۸ مولٰنا نظام الدین سہالی اوسکی شرح
مین لکھتے ہین الکذب نقص لان ماینافی الوجوب الذاتی من الاستحالات
العقلیۃ بذلک اثبت الحکماء الذین ہم غیر متشرعین بشریعۃ الاستحالۃ
المذکورۃ فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام اھ ملخصا جھوٹ بولنا عیب ہے

کہ جو کچھ خدا ہونیکے منافی ہو وہ سب محال عقلی ہی اسی لیے کہ حکماتک اسکو محال جانتے ہین جو کسی شریعت پر ایمان نہین رکھتے کہ خدائی اور دروغ گوئی جمع نہوگی جیساکہ علم کلام مین ثابت ہو چکا ہی نص ۲۹ مولانا بحر العلوم عبد العلی ملک العلما فواتح الرحموت مین فرماتے ہین اللہ تعالیٰ صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھھنا یعنی اللہ تعالیٰ یقینا سچا ہی کہ وہان کذب کا امکان ہی نہین نص ۳۰ افسوس کہ امام وہابیہ کے نسبا چچا اور علما باپ اور طریقۃً دادا یعنی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر نامور کی رعایت نہ فرمائی کہ تفسیر عزیزی مین زیر قول تعالیٰ فلن یخلف اللہ عھدہ یون تصریح کی ٹھہرائی خبر او تعالیٰ کلام ازلی اوست وکذب در کلام نقصا نیست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نیابد در حق وتعالیٰ کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقا نقصان محض ست اہ ملخصا دعیان جدید سے پوچھا جائے جناب باری مین کہانتک نقصان ممکن مانتے ہین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالیٰ سچا ایمان سچا ادب نصیب فرمائے آمین یہان نصوص ائمہ و تصریحات علما مین نہایت کثرت اور جسقدر فقیر نے ذکر کیے عاقل منصف کیلیے انمین کفایت بلکہ ایسے مسائل مین ہنگام تنبیہ ادنی تنبیہ پر سلامت عقل و نور ایمان دو شاہد عدل کی گواہی معتبر والدعوۃ عیتما علیک للبراء وتبین الجماع وبازان لیس لکحد نزاع فلا علیک من اضطراب مضطرب الحمد للہ المنزہ عن الکذب۔

تنزیہ دوم دلائل قاہرہ و حجج باہرہ مین

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بتوفیق مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ان مختصر سطور مین بلحاظ ایجاز کذب باری عز اسمہ کے محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس ۳۰ دلیلین ذکر کرتا ہی جن مین خمسہ اولے کلمات طیبات ائمہ کرام و علمائے عظام علیہم رحمۃ الملک العلام مین ارشاد و انعام ہوئین اور باقی پچیس ہادی اجل عزوجل کے فیض ازل سے عبد اذل کے قلب

پر القا کی گئین والحمد للہ رب العلمین ٥

دلیل اول کہ نصوص سابقہ مین مکرر گزری جسپر طوالع و شرح مقاصد و مسایرہ و مسامرہ و مفاتیح الغیب و مدارک و بیضاوی و ارشاد العقل و روح البیان و شرح سنوسیہ و شرح ابہری و شرح عقائد جلالی و کنز الفوائد و مسلم الثبوت و شرح نظامی و فواتح الرحموت وغیرہا کتب کلام و تفسیر و اصول مین تعویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عزوجل کے حق مین محال آور فی الواقع یہ کلیہ اصول اسلام و قواعد علم کلام سے ایک اصل عظیم و قاعدہ جلیلہ ہے جسپر تمام عقائد تنزیہ بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع کما لا یخفی علی من طالع کلمات القوم شرح عقائد نسفی مین ہے الحی القادر العلیم السمیع البصیر الشائی المرید لان اضدادها نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالی عنها شرح سنوسیہ مین ہے اما برهان وجوب السمع والبصر والکلام للہ تعالی فالکتاب والسنۃ والاجماع وایضا لو لم یتصف بها لزم ان یتصف باضدادها وهی نقائص والنقص علیہ تعالی محال شرح مواقف مین ہے لا طریق لنا الی معرفۃ الصفات سوی الاستدلال بالافعال والتنزہ عن النقائص اقول وباللہ التوفیق بداہت عقل شاہد ہے کہ اللہ عزمجدہ جمیع عیوب و نقائص سے منزہ اور اس کلام اور اسکی شرح پر موقوف نہین ولہذا بہت عقلاے غیر اہل ملت بھی تنزیہ باری جل وعلا مین ہمارے موافق ہوئے وان یثبتوا بجهلهم ما یستلزم النقص غیر دارین انہ کذلک بل زاعمین انہ هو الکمال ولا عبرۃ بسخافات الحمقاء

ك اى عقلا اذ فیہ الكلام بدلیل الحصر فافادان التنزہ عن النقائص واجب لذات الواجب عقلا لا لاتصاف [illegible] منها المحال عقلا ۱۲ منہ ك وقد صرح بہ فی الکنز و شرح المواقف اما الکنز فقد سمعت نصہ اما السید فلما عرفت ۱۲ منہ ك کما قالوا فی صدور العالم بالایجاب کما سیاتی

الذین لا عقل لهم ولا دین اعاذنا اللہ تعالیٰ من شرهم اجمعین یہان تک
کہ فلاسفہ نے بھی بزعم خود اس اصل اصیل پر مسائل متفرع کیے منہا ما فی المواقف و
شرحها قال جمهور الفلاسفۃ لا یعلم الجزئیات المتغیرۃ والا فاذا علم مثلا
ان زیدا فی الدار الان ثم خرج عنها فاما ان یزول ذلک ویعلم انہ لیس
فی الدار او یبقی ذلک العلم بعینہ بحالہ والاول یوجب التغیر فی ذاتہ من
صفۃ الی اخری والثانی یوجب الجهل وکلاهما نقص یجب تنزیهہ تعالیٰ
عنہ اھ ومنها ما فیہ ایضا اما الفلاسفۃ فانکروا القدرۃ بالمعنی المذکور
لاعتقادهم انہ نقصان واثبتوا لہ الایجاب زعما منهم انہ الکمال التام
پھر شرع مطہر کیطرف رجوع کیجیے تو مسئلہ اعلی ضروریات دین سے ہے جس طرح قرآن و
حدیث نے باری جل مجدہ کی توحید ثابت فرمائی یونہی ہر عیب و منقصت سے اوسکی
تنزیہ و تقدیس اور خود کلمۂ طیبہ سبحان اللہ و اسمای حسنیٰ سبوح و قدوس کے معنی
یہی ہین ولہذا تسبیحات حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مین وارد سبحن
الذی لا ینبغی التسبیح الا لہ جسکے باعث توقیتہ پر وقف اور تسبیح کو اوس سے
فصل کیا گیا پھر مرتبۂ اجمال مین اوسپر اجماع اہل اسلام منعقد کوئی لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والا اپنے رب عز وجل پر عیوب و نقائص
روا نہ رکھے گا فالاجماع فی الدرجۃ الثالثۃ من الادلۃ لا انہ العمدۃ فی اثبات
المسئلۃ کما وقع عن بعض الاجلۃ فاعرف دلیل دوم۔ العظمۃ للہ اگر کذب
الٰہی ممکن ہو تو اسلام پر وہ طعن لازم آئین کہ اوٹھائے نہ اوٹھین کا فرون ملحدون کو
اعتراض و مقال و عناد و جدال کی وہ مجالین ملین کہ مٹائے نہ مٹین دلائل قرآن عظیم

ووحی حکیم یکدست ہاتھ سے جائین حشر ونشر وحساب وکتاب وجنت ونار وثواب وعذاب
کسی پر یقین کی کوئی راہ نہائین کہ آخران امور پر ایمان صرف اخبار الٰہی سے ہے جب
معاذ اللہ کذب الٰہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خبر الٰہی مین احتمال رہیگا شاید یو ہین فرما
دی ہو شاید ٹھیک پڑے سبحنہ وتعالیٰ عما یصفون - ولاحول ولاقوۃ الا
باللہ العلی العظیم - یہ دلیل شرح مقاصد مین افادہ فرمائی جس کی عبارت نص چہارم
مین گزری اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر مین زیر قولہ تعالیٰ وتمت کلمت ربک صدقا
وعدلا اس کی طرف اشعار کیا کذب الٰہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کرکے فرماتے
ہین ولایجوز اثبات ان الکذب علی اللہ محال بالدلائل السمعیۃ لان صحۃ
الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال فلو ثبتنا
امتناع الکذب علی اللہ تعالیٰ بالدلائل السمعیۃ لزم الدور وھو باطل
اقول وباللہ التوفیق تقریر دلیل یہ ہے کہ عقل جس امر کو ممکن جانیگی اور ممکن وہی جسے
وجود وعدم دونون سے یکسان نسبت ہو تو چاہے وہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش
خویش اوسکے ازلاً ابداً عدم وقوع پر جزم نہین کرسکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح
تعلق ارادہ اور ارادہ الٰہیہ امر غیب ہے جس تک عقل کی اصلا رسائی نہین پھر وہ بطور
خود کیونکر کہہ سکتی ہے کہ اگرچہ کذب الٰہی زیر قدرت ہو مگر مجھے اوسکے ارادہ پر خبرت ہی
کہ ازل سے ابد تک بولا نہ بولے ارادہ پر حکم وہین کرسکتے ہین جہان خود صاحب ارادہ
جل مجدہ خبر دے کہ فلان امر ہم کبھی صادر نہ فرمائینگے کقولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا
الا وسعھا وقولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولایرید بکم العسر - امام
فخر الدین رازی تفسیر سورۂ بقرہ مین زیر کریمہ ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون

فرماتے ہین الآیۃ تدل علی فوائد (الی ان قال) ثانیہا ان کل ما جاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات او الی النفی الا بدلیل سمعی اور تفسیر سورۂ انعام مین زیر قولہ تعالی قل اللہ شہید بینی وبینکم قف فرماتے ہین۔ المطالب علی اقسام ثلثۃ منہا ما یمتنع اثباتہ بالدلائل السمعیۃ فان کل ما توقف صحۃ السمع علی صحتہ امتنع اثباتہ بالسمع والا لزم الدور ومنہا ما یمتنع اثباتہ بالعقل وہو کل شئ یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا فلا امتناع فی احد الطرفین اصلا فالقطع علی احد الطرفین بعینہ لا یمکن الا بالدلیل السمعی الخ امام الحرمین قدس سرہ کتاب الارشاد مین ارشاد کرتے ہین اعلموا وفقکم اللہ تعالی ان اصول العقائد تنقسم الی ما یدرک عقلا ولا یسوغ تقدیر ادراکہ سمعا والی ما یدرک سمعا ولا یتقدر ادراکہ عقلا والی ما یجوز ادراکہ سمعا وعقلا فاما ما لا یدرک الا عقلا فکل قاعدۃ فی الدین یتقدم علی العلم بکلام اللہ تعالی ووجوب اتصافہ بکونہ صادقا اذ السمعیات تستند الی کلام اللہ تعالی وما سبق ثبوتہ فی المرتبۃ علی ثبوت الکلام وجوبا فیستحیل ان یکون مدرکہ السمع واما ما لا یدرک الا سمعا فہو القضاء بوقوع ما یجوز فی العقل فلا یتقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الا بسمع الخ شرح عقائد نسفی مین ہے القضایا منہا ما ہی ممکنات فلا طریق الی الجزم باحد جانبیہا فکان من فضل اللہ وجہتہ ارسال الرسل لبیان ذلک اھ ملخصًا مین کہتا ہون اب آدمیون ہی مین دیکھ لیجیے کہ جو کام زید کی قدرت مین ہے دوسرا ہرگز اوس پر جزم نہین کر سکتا کہ وہ کبھی اسے نہ کریگا پھر یہان بعد اخبار زید بھی جزم وتیقن کی راہ نہین۔ مثلا زید کہے مکا قسم بھی

کھائے کہ مین اس سال ہرگز سفر نہ کرونگا تاہم دوسرا اگرچہ صدق زید کا کیسا ہی معتقد
ہو قسم نہین کھا سکتا کہ زید اس سال یقیناً سفر نہ کریگا اور کھائے تو سخت جری بیباک
اور نگاہ عقلا مین ہلکا ٹھہریگا تو وجہ کیا وہی کہ غیب کا حال معلوم نہین اور زید کی بات سچی
ہی ہونی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑ جائے۔ جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو لیا اور اب تم نے
کذب الٰہی کو زیر قدرت مانا تو عقلاً تو ہر خبر مین احتمال کذب ہوا ہی رہا یہ کہ خبر الٰہی یقین
دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر نہ کبھی بولا نہ بولے ہیہات اس
یقین کیطرف بھی کوئی راہ نہین کہ آخر یہ خبر کلام الٰہی سے خود ایک کلام ہوگی تو عقلاً
ممکن کہ یہی بروجہ کذب صادر ہوئی ہو پھر کونسا ذریعۂ وثوق رہا جس کے سبب عقل
یقین کر سکے کہ یہ ممکن جو قدرت الٰہی مین تھا واقع نہوا خلاصہ یہ کہ جب کذب عقلاً ممکن
تو استحالۂ عقلی تو تم خود نہین مانتے رہا استحالہ شرعی وہ دلیل شرع سے مستفاد ہوتا ہے اور
دلائل شرع سب کلام الٰہی کیطرف منتہی کما مر از ارشاد امام الحرمین تو جس کلام
الٰہی سے کذب الٰہی کا استحالہ ثابت کیجیے پہلے خود اوسی کلام الٰہی کا وجوب صدق شرعاً
ثابت کر لیجیے لاجرم دور یا تسلسل سے چارہ نہین اب عقلی و شرعی دونون استحالے
اوٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بات معاذ اللہ زید و عمرو کی سی بات ہو کر رہ گئی تعالی اللہ
عما یقولون علوا کبیرا ۵ پھر حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا تمام سمعیات پر ایمان لانے
کا کیا ذریعہ ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ھذا ما عندی فی
تقریر دلیل ھؤلاء الاعلام وفی المقام ابحاث طوال تعرف بالغوص فی لجج
الکلام دلیل سوم مواقف و شرح مواقف مین ہے اما امتناع الکذب علیہ تعالی عندنا
فلثلثۃ اوجہ الی ان قال و ایضاً فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ سبحانہ

ان نکون نحن اکمل منہ فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا یعنی کذب الٰہی محال ہونا ہم اہل سنت کے نزدیک تین دلیل سے ہے ایک تہ کہ اوسکے کلام مین کذب آئے تو بعض وقت ہم اوس سے اکمل ہو جائین جبکہ ہم اپنے کلام مین سچے ہون **اقول** تقریر دلیل یہ ہے کہ ہر مخلی عنہ مین امکان عقلی کہ انسان اوسے بروجہ صحیح حکایت کرے اور شک نہین کہ جس حکایت مین جو سچا ہو وہ اوسمین جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رو سے فضل رکھتا ہے اگرچہ اور کروڑون وجہ سے مفضول ہو اب اگر کذب الٰہی ممکن ہو تو معاذ اللہ جسوقت جھوٹ بولے اور انسان اوسی بات کو مطابق واقع ادا کرے تو لازم کہ آدمی اسوقت اُس سے افضل ہو جائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی مخلوق کو کسی طرح کا فضل جزئی بھی اگرچہ نہایت ضعیف و مضمحل ہو ملنا محال تو ثابت ہوا کہ امکان کذب محض باطل خیال فافہم والعزۃ للہ ذی الجلال **ثم اقول** اس دلیل کی ایک مختصر تقریر یون ممکن کہ اگر کذب خالق ممکن ہو تو صدق خلق محال ہو کہ اوسکے امکان پر یہ بھی ممکن ہو تو کتنی بڑی شناعت ہے کہ خلق سچی اور خالق جھوٹا ہو والعیاذ باللہ رب العلمین لیکن صدق خلق محال نہین تو کذب خالق ممکن نہین **دلیل چہارم** جسکی طرف امام فخر الدین رازی نے نص[۲] مین اشارہ فرمایا کہ جب اہل سنت کے نزدیک اللہ عزوجل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی ممتنع الزوال **اقول** وباللہ التوفیق تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر اسم صادق کا اطلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن[۱]

---

[۱] اما القرآن فقولہ تعالیٰ ذلک جزینٰھم ببغیھم وانا لصٰدقون ۝ وقولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا ۝ فان المعنی ان اللہ تعالیٰ اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زیادۃ و اما الحدیث فقد عد الصادق من الاسماء الحسنی فی حدیث ابن ماجۃ وحدیث الحاکم فی المستدرک وابی الشیخ وابن مردویہ فی تفسیرہما وابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنی کلھم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واما الاجماع فظاھر لا ینکرہ من

وحدیث واجماع سے ثابت مخالف[۵۱] عنید یعنی طائفہ جدید کو بھی مقبول کہ وہ بھی اللہ عزوجل
کو صادق بالفعل تو مانتے ہین اگرچہ صادق بالضرورۃ ہونے سے صاف انکار کرتے ہین کہ جب
کذب ممکن جانا اور امکان نہین مگر جانب مخالف سے سلب ضرورت تو لاجرم باری تعالے
کے صادق ہونے کو ضروری نہ مانا مگر جاہل کہ صادق بالفعل ماننا ہی اونکے مذہب نامہذب
کا استیصال کر گیا کہ جب وہ صادق ہے اور صدق مشتق قیام مبدا کو مستلزم تو واجب
صدق اوسکی ذات پاک سے قائم اور ذات الٰہی سے قیام حوادث محال تو ثابت کہ صدق
الٰہی ازلی ہے بعینہ اسی طریقہ سے ہمارے ائمہ کرام نے تکوین وغیرہ کا صفات ازلیہ ہونا
ثابت فرمایا شرح عقائد نسفی مین ہے (التکوین صفۃ) للہ تعالی لاطباق العقل
والنقل علی انہ تعالی خالق للعالم مکون لہ وامتناع اطلاق الاسم المشتق
علے الشئی من غیر ان یکون ماخذ الاشتقاق وصفالہ قائما بہ (ازلیۃ) بوجوہ الاول
انہ یمتنع قیام الحوادث بذاتہ تعالی لما مراہ ملخصا اوسی مین ہے اللہ تعالے
متکلم بکلام ہو صفۃ لہ ضرورۃ امتناع اثبات المشتق لشئی من غیر قیام
ماخذ الاشتقاق بہ منح الروض مین مسامرہ سے ہے الایمان من صفات
اللہ تعالی لان من اسمائہ الحسنی المؤمن کما نطق بہ الکتاب العزیز
وایمانہ ہو تصدیقہ فی الازل لکلامہ القدیم ولا یقال ان تصدیقہ
محدث ولا مخلوق تعالی ان یقوم بہ حادث اہ ملخصا اور جب صدق
الٰہی ازلی ہوا تو امکان کذب کا محل نہ رہا کہ اوس کا وقوع بے انعدام صدق ممکن نہین

---

[۵۱] اجماعی مسائل پر اس قسم کے دلائل مین مخالف فرض کیا جاتا ہے کہ اگر نہ مانو تو یون ثابت ہے۔ خدا کی شان کہ اس
دورۂ اخیرہ مین وہ فرضی مخالف بشکل انسان متشکل ہی ہو گیا آگے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے ۱۲ منہ عفا عنہ

تحقیقا لمعنے التضاد اور انعدام صدق محال ہے کہ علم کلام مین مبین ہو چکا کہ قدیم اصلا
قابل عدم نہین فتبصر دلیل پنجم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہو سکے تو اوس کا
کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اوسکی کوئی صفت حادثہ نہین اور جو قدیم ہے معدوم نہین
ہو سکتا تو لازم کہ صدق الٰہی محال ہو جائے حالانکہ یہ بالبداہتہ باطل تو کذب سے اتصاف
ناممکن یہ دلیل تفسیر کبیر و مواقف و شرح مقاصد مین افادہ فرمائی امام کی عبارت یہ ہے
زیر قولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثا امتناع کذب الٰہی پر اہل سنت کی دلیل
بیان کرتے ہین اما اصحابنا فدلیلھم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما و لو کان

کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع العدم علی القدیم ولو امتنع زوال
کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الآخر فلو
کان کاذبا لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من
علم شیأ فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ
والعلم بھذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما کان امتناع
الکذب حاصلا لا محالۃ **اقول** وباللہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تمنے باری
عزوجل کا تکلم بکلام کذب تو ممکن مانا اوس کا کاذب و متصف بالکذب ہونا بھی ممکن
مانتے ہو یا نہین اگر کہیے نہ تو قول بالمتناقضین اور بداہت عقل سے خروج ہو کہ کاذب و
متصف بالکذب نہین مگر وہی جو تکلم بکلام کذب کرے اسے ممکن کہکر اوسے محال ماننا نرا
جنون ہے اور اگر کہیے ہان تو اب ہم پوچھتے ہین یہ اتصاف صرف لم یزل مین ممکن یا ازل
مین بھی شق اول باطل کہ امکان قیام حوادث کو مستلزم اور شق ثانی پر حسب ازلیت

(۱) وانشاء الحکایۃ اذ کلام فیھا لما لا یخفی ففی القرآن العظیم جمل عن الکفار من اراجیفھم الباطلۃ ۱۲ منہ

کذب ممکن ہوئی تو اوس کا ممتنع الزوال ہونا ممکن ہوا کہ ازلی واجب الابدیۃ اور کذب کا
امتناع زوال استحالۂ صدق کو مستلزم کہ کذب و صدق کا اجتماع محال جب اوس کا زوال
محال ہوگا اس کا ثبوت ممتنع ہوگا اور امکان وجود ملزوم امکان وجود لازم کو مستلزم
تحقیقا لمعنی اللزوم حیث کان ذاتیا لا بالعرض کما ھھنا تو لازم آیا کہ صدق الٰہی
کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالہ اوسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہو بھی کہ ممکن کا
محال ہوجانا ہرگز ممکن نہین ورنہ انقلاب لازم آئے اور وہ قطعاً باطل تو ثابت ہوا کہ اگر
باری تعالی کا امکان کذب مانو تو اوس کا صدق محال ہوگا لیکن وہ بالبداہتہ محال
نہین تو امکان کذب یقیناً باطل اور استحالۂ کذب قطعاً حاصل والحمد للہ اصدق قائل
الدلائل الفائضۃ علی قلب الفقیر بعون القدیر عز جدہ وجل مجدہ
دلیل ششم اقول وبحول اللہ اصول کلام الٰہی ازل مین بایجاب کلی حق تھا یا
معاذ اللہ اوس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل شق ثانی تو کفر صریح اور ثالث مین مطابقت
ولا مطابقت دونون کا ارتفاع اور وہ قطعاً محال اولاً بالبداہتہ فان ارتفاع محمولی
الانفصال الحقیقی عن الموضوع کارتفاع النقیضین ثانیاً باجماع عقلا حتی
الجاحظ المعتزلی وانما نزاعہ فی مجرد التسمیۃ ثالثاً خود قرآن عظیم نفی واسطہ

لہ ای فلا یرضی بہ المخالف ایضاً فلا یناف عقلیۃ البرھان وانما اکتفی بہ قصرا للمسافۃ والا
فلہ طریق قد عرفت وھو وجوب الکذب فی امتناع الصدق الباطل ببداھۃ العقل ۱۲
لہ فیہ المقنع وحدیث الاجماع والنص تبرعی ۱۲ منہ لہ الخبر عند الجمھور اما صادق او کاذب
لانہ اما مطابق للواقع الذی ھو المخبر عنہ وھو الصادق او لا مطابق وھو الکاذب
ھذہ المنفصلۃ حقیقیۃ دائرۃ بین النفی والاثبات ونزاع من نازع لیس الا فی اطلاق
لفظ الصدق والکذب لغۃ ھل ھما بھذین المعنیین لا فی صدق ھذہ المنفصلۃ
اھ مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولانا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲

پر ناطق قال مولٰنا ذو الجلال فماذا بعد الحق الا الضلال تو لاجرم شق اول متعین
اور شاید مخالف بھی اوس سے انکار نہ رکھتا ہو اب ہم پوچھتے ہین کذب ممکن علی فرض
الوقوع صرف کسی کلام لفظی کو عارض ہوگا یا نفسی کو بھی اول محض بے معنی کہ صدق
وکذب حقیقۃً وصف معنی ہے نہ صفت عبارت ولہذا شرح مقاصد مین فرمایا
طریق اطراد ھذا الوجہ فی کلامہ المنتظم من الحروف المسموعۃ انہ
عبارۃ عن کلامہ الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنی بر تقدیر ثانی
یہ کلام نفسی نہی کلام قدیم یا علی تقدیر التجزی اوس کا بعض ہوگا جو ازل مین ایجاباً
کلیاً صادق تھا یا اوس کا غیر شق ثانی پر قیام حوادث لازم اور اول مین انقلاب
صدق بکذب کہ کلام بشر مین بھی محال سچی بات کبھی جھوٹی[۱] نہین ہو سکتی نہ جھوٹی
کبھی سچی ورنہ مطابقت ولا مطابقت مین تصادق لازم آئے اور نقیضین باہم نقیضین
نہ ہین بالجملہ کلام صادق کے لیے ثبوت صدق ضروری تو سلب ضرورت ضرورۃً مسلوب
وہو المطلوب وانت تعلم ان صدور الکلام القدیم منہ سبحانہ وتعالی لیس
علی وجہ الاختیار فان القدیم لا یستند الی المختار من حیث ہو مختار
والقران کلام اللہ غیر مخلوق ولا فی اقتدار فلا یسترق الشیطان ان لا استماع
انما جاءت من قبل ان المولی سبحانہ وتعالی لم یصدق فی الازل الا کلاماً صادقاً
وہو لا یقدر ان یخلق لنفسہ صفۃ حادثۃ فبقی الامکان فی بدء الامر علی ما کان

[۱] یہان بعض اذہان مین یہ شبہہ گزرتا ہے کہ زید آج قائم ہے تو قضیہ زید قائم حق ہے کل قائم نہ رہا تو زید لیس بقائم حق ہو گیا اور اسکی حقیت
اسکی کذب کو مستلزم اقول ان صاحبون نے فعلیہ ودائمہ مین فرق نکیا یا انجانا کہ دو مطلقہ عامہ مین تناقض نہین
مسلم الثبوت مین ہے الخبر الصادق صادق دائماً والکاذب کاذب دائماً مولٰنا قدس سرہ فواتح مین فرماتے
ہین ای لا یمکن ان یختلف فی شی من الاخبار وفرق بین تحقق مصداق الخبر وصدقہ فان الاول قد یختلف
بحسب الاوقات واما صدق الخبر فدائم فان صدق المطلقۃ دائم فالصادق صادق دائماً فلا یتخلف

م الکذب اصلا و کذلک الکاذب کاذب دائما فلا یتخلف الصدق عنہ ملخصا ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ

دلیل ہفتم وہو اخصر و اظہر اقول وباللہ التوفیق امکان کذب اوسکی فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت کو مستلزم کہ اگر کلام نفسی ازلی ابدی واجب للذات مستحیل التجدد کذب پر مشتمل نہو تو کلام لفظی کا کذب ممکن نہین ورنہ وجود دال بلا مدلول[ف] یا کذب دال مع صدق المدلول لازم آئے اور دونون بالبداہۃ محال اور جب کلام لفظی مین کذب ممکن نہو تو نفسی مین بھی ممکن نہین ورنہ باری عزوجل کا عجز عن التعبیر لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا اور اوسکے کلام نفسی مین کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہان فعل و دوام و وجوب متلازم و بوجہ آخر اوضح واظہر اقول وباللہ التوفیق تمھارے دعوے کا حاصل یہ کہ بعض ما ہو کلام اللہ تعالی فہو ممکن الکذب اور شک نہین کہ کل ما ہو ممکن الکذب کاذب بالضرورۃ کہ کلام واحد مین بالضرورۃ امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہین اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناع صدق ضرورت کذب ہے نتیجہ نکلا بعض ما ہو کلام اللہ تعالی کاذب بالضرورۃ اب اس مین وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل لو کما ہو المشہور خواہ بالامکان کما ہو عند الفارابی ہر طرح باری عزوجل کا معاذ اللہ کاذب بالفعل ہونا لازم برتقدیر اول تو لزوم بدیہی اور برتقدیر ثانی اس قضیہ یعنی بعض ما ہو کلام اللہ بالامکان العام کاذب بالضرورۃ کو کبری کیجیے اور قضیہ کل ما ہو کلام اللہ بالامکان العام فہو کلام اللہ بالفعل کو صغری ثبوت صغری یہ کہ باری تعالی کے لیے کوئی حالت منتظرہ نہین شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دیگی کہ بعض ما ہو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضرورۃ والعیاذ باللہ تعالی بلکہ حقیقۃً یہ

[ف] المدلول ہو المعنی فلا نقض بالمعدوم ۱۲ منہ

وجہ دلیل مستقل ہونے کے قابل کما لا یخفی علی المتامل واللہ الموفق لابطال
الباطل دلیل ہشتم۔ اقول وباللہ التوفیق صدق الٰہی صفت قائمہ بذات کریم
ہے ورنہ مخلوق ہوگا کہ ذات وصفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے
مسبوق تو لازم کہ غیر متناہی دور ازل میں اللہ تعالیٰ سچا نہو تعالیٰ عن ذلک علواً
کبیرا اور جب صدق صفت قائمہ بالذات ہے اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے
ذات میں تغیر محال کہ تغیر مقتضی تغیر مقتضی کو مقتضی اور تغیر ذات عموماً محال خصوصاً جناب
عزت میں جہاں تغیر صفت بھی مستحیل تو لاجرم کذب منافی ذات ہوا اور منافی ذات
کا وقوع نافی ذات اس سے بڑھکر اور کیا استحالہ متصور دلیل نہم۔ اقول۔ وباللہ
التوفیق ہم زیر دلیل چہارم و ہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائمہ بالذات ہے
تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہوکر ممکن ہوگا فانہما ضدان والتضاد انما یکون بحسب
الورود علی محل واحد اب مخالف متعسف متورا استحالات دیکھے والا لازم کہ کذب الٰہی موجود
بالفعل ہو کہ صفات باری میں کوئی صفت منتظرہ غیر واقعہ ماننا باطل ورنہ تاثر بالغیر یا تخلف

حاصل الوجہ الاول علی قول الامکان لابد من فعلیتہ فی الکلام النفسی والا لامتنع فی اللفظ
لانہ لا یکون الا تعبیرا عن نفسی لامکان فہنا النفسی اخر غیر ہذا الموجود المفروض ان لا کذب فیہ
والتعبیر عن الصادق بالکاذب محال واذا امتنع فی اللفظ امتنع فی النفسی والا لزم العجز عن التعبیر
فلو لم یوجد فی النفسی بالفعل لامتنع اصلا لکنہ ممکن عندک فیجب ان یوجد فیہ وہو محال
وحاصل الثانی ان لو امکن فی کلام لہ لوجد ذلک الکلام لعدم الانتظار فیکون بعض ما ہو
کلامہ بالفعل ممکن الکذب ولا یمکن کذب کلام الا اذا کان کاذبا والکاذب کاذب بالضرورۃ
فبعض کلامہ بالفعل کاذب بالضرورۃ وظاہر ان بین الوجہین بونا بینا فہما دلیلان مستقلان
حقیقۃ والحمد للہ وبہ التوفیق ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ ؎ ان کلن الاتصاف لا من قبل الذات اقول ولو تعلق
الارادۃ فان المتعلق حادث والحادث غیر فافہم فانہ علم فی نصف سطر ۱۲ منہ ؎ ان اقتضی الذات انہ لوم

مقتضے یا تاخر اقتضا یا حدوث مقتضی لازم آئے تعالی عنہ علوا کبیرا ثانیا واجب کر
کذب واجب ہو کہ صفات الٰہیہ سب واجب للذات ہیں ثالثاً صدق آلہی محال ٹھہرے کہ
وجوب کذب امتناع صدق ہے رابعاً کذب صفت کمال ہو کہ صفات باری سب صفات
کمال خامساً صدق صفت نقصان ہو کہ وہ عدم کذب کو مستلزم اور اب عدم کذب عدم کمال اور عدم
کمال عین نقصان سادساً سابعاً ثامناً صدق کلی وکذب جزئی جب دونون صفت اور
دونون ممکن تو دونون واجب تو دونون محال تو اجتماع نقیضین وارتفاع نقیضین و اجتماع
اجتماع وارتفاع سب حاصل تاسع عاشر حادی عشر بعینہ اسی طریقہ سے دونون کمال
تو دونون نقصان تو دونون مجمع کمال ونقصان ثانی عشر ثالث عشر رابع عشر
جب دونون صفت تو دونون مقتضی تو دونون منافی تو دونون جامع اقتضا وتنافی
خامس عشر جب دونون مقتضی تو وجود ذات مستلزم اجتماع نقیضین اور جس کا وجود
مستلزم محال ہو خود محال تو بر تقدیر امکان کذب وجود باری معاذ اللہ محال ٹھہرتا ہی
مدعی معاند دیکھے کہ اوسکی سلگائی آگ نے بھڑک کر کہا تک پھونکا یہ سر دست پندرہ
استحالے ہین اور ہر استحالہ بجاے خود ایک دلیل مستقل تو اب تک آٹھ اور پندرہ تیئیس

---

۵۱ اذ اقتضے فیما لا یزال لا فی الازل ۱۲ منہ ۵۲ ان فرعن الکل والتزم تخلف المقتضے والمقتضے ۱۲ منہ ۵۳ یعنی ہر خبر مین صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲ منہ ۵۴ یعنی بعض اخبار مین صادق ہو کہ مخالف ممکن ما متناہی ۱۲ منہ
۵۵ للاول لما فی الدلیل الرابع والثامن والثانی لما مر انفا ۱۲ منہ ۵۶ ای بالامکان لعامہ الاول
فللوجود واما الثانی فبالفرض ۱۲ منہ ۵۷ فان کل صفۃ تجب للذات ۱۲ منہ ۵۸ فان وجوب کل
یستلزم استحالۃ الاخر کما مر مرارا ۱۲ منہ ۵۹ فان الصدق الکلے یستلزم عدم الکذب الکذب
الجزئی عدم الصدق الکلے ۱۲ منہ ۶۰ فرق بین بناء الکلام علی قدم الصفۃ وان ما ثبت قدمہ
استحال عدمہ وھی مقدمۃ عویصۃ الاثبات وبین بنائہ علی وجوبھا وامتناع ضدھا
للذات وھو من اجلی الواضحات والحمد للہ رب البریات ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالی

دلیلین ہوئین دلیل بست و چہارم اقول وباللہ التوفیق بالفرض اگر
کذب کو عیب و منقصت نمانیے تو اتنا تو بالضرورۃ ضرور کہ کوئی کمال نہین ورنہ مولی تعالی
کے لیے واجب الثبوت ہوتا اور عقل سلیم شاہد کہ باری عزوجل کے لیے ایسی شے کا
ثبوت بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص ہو علامہ سعد الدین تفتازانی مبحث
رابع فصل تنزیہات شرح مقاصد مین فرماتے ہین ان لم یکن من صفات الکمال امتنع
اتصاف الواجب بہ للاتفاق علی ان کل ما یتصف ہو بہ یلزم ان یکون صفۃ
کمال علامہ ابن ابی شریف شرح مسایرہ مین فرماتے ہین یستحیل علیہ تعالی کل
صفۃ لا کمال ولا نقص لان کلا من صفات الالٰہ صفۃ کمال دلیل بست و پنجم
اقول وباللہ التوفیق بداہت عقل شاہد عدل کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا کذب مطلق
پر بھی قدرت رکھے گا کہ بعض کلام مین کذب پر قادر اور بعض مین اُس سے عاجز ہونیکے
کوئی معنی نہین اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضایا مثل قولہ تعالی لا الٰہ الا
اللہ و قولہ تعالی محمد رسول اللہ وغیرہما کے صدق پر عقل صرف بے توقف شرع و
توقیف سمع خود حکم کرتی ہے تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضاے ذات ہو ورنہ کذب مطلق
مقدور رہیگا کہ کلام صادق ہرگز کاذب نہین ہو سکتا اور جو کچھ ذات نہ مقتضاے
ذات وہ قطعاً حادث و مخلوق تو کذب الٰہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم کلام اللہ کے حادث و
مخلوق ماننے کو مستلزم اب بعد تنبیہ بھی اصرار کرو تو اپنے معتزلی کرامی گمراہ ہونیسے
کیون انکار کرو دلیل بست و ششم اقول وباللہ التوفیق جب بر تقدیر امکان
کذب بوجہ بطلان ترجیح بلا مرجح و نیز بحکم بداہت غیر مکذوبہ ہر فرد کذب قدرت الٰہی مین
ہوا تو ہر فرد صدق بھی مقدور رہوگا ورنہ صدق فی البعض واجب یا محال ہوگا تو کذب

فی البعض محال یا واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور نا تھا ہذا خلف پس صدق وکذب کا
ہر ہر فرد مقدور ہوا اور ہر مقدور حادث تو کلام الٰہی سے ازل مین مطابقت و لامطابقت
دونون مرتفع اور یہ بداہۃً محال دلیل بست و ہفتم **اقول** وباللہ التوفیق کتب
حدیث وسیر مطالعہ کیجیے بہت خوش نصیب ذی عقل بسبب صرف جمال جہان آرائے
حضور پر نور سید عالم سرور اکرم مولائے اعظم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم دیکھکر ایمان لائے
کہ لیس هذا وجہ الکذاب یہ موتھ جھوٹ بولنے کا نہین اے شخص یہ اوسکے حبیب
کا پیارا موتھ تھا جسپر خوبی وبہار دو عالم نثار صلے اللہ تعالی علیہ وسلم اور پاکی وقدوسی
ہے اوسکے وجہ کریم کے لیے واللہ اگر آج حجاب اوٹھادین تو ابھی کھلتا ہے کہ اس وجہ کریم پر
امکان کذب کی تہمت گستاخی جھوٹی تھی۔ مخالف اسی دلیل خطابی کہے کہے مگر مین اوسے حجت
ایقانی لقب دیتا اور مسلمان کی بداہت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے
پاس اوس دن کے لیے ودیعت رکھتا ہون یوم ینفع الصٰدقین صدقھم یوم
لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم باینہمہ اگر مجادل باز نہ آئے
تو دلیل ہفتم مین وجہ دوم کو بجائے خود دلیل مستقل تھی اس کے عوض معدود جانے
بہر حال تیس کا عدد کامل ماننے دلیل بست و ہشتم قال اللہ عزوجل ومن اصدق
من اللہ قیلا٥ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے) **اقول** وباللہ التوفیق
آیہ کریمہ نص جلی کہ کذب الٰہی محال عقلی ہے وجہ دلالت سنیے خادم تفسیر وحدیث
وواقف کلمات فقہا پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہین
مگر حقیقۃً تفضیل مطلق ونفی برتر وہمسر کے لیے مسوق ہوتی ہین سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم سے افضل کوئی نہین یعنی سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سب سے افضل ہین ومن

احسن من الله صبغة یعنی صبغة الله سب سے احسن ہے و من احسن قولا ممن دعا الی
الله ای هو احسن قولا من کل من عداه علامة الوجود سیدی ابو السعود علیہ رحمة الودود
تفسیر ارشاد مین زیر قولہ تعالی عزوجل و من اظلم ممن افتری علی الله کذبا فرماتے
ہین هو انکار و استبعاد لان یکون احد اظلم ممن فعل ذلک او مساویا له وان
کان سبک الترکیب غیر متعرض لانکار المساواة ونفیها یشهد به العرف الفاشی
والاستعمال المطرد فانه اذا قیل من اکرم من فلان او لا افضل من فلان
فالمراد به حتما انه اکرم من کل کریم وافضل من کل فاضل الا یری الی قوله عزوجل
لا جرم انهم فی الاخرة هم الاخسرون بعد قوله تعالی و من اظلم ممن افتری علی الله
کذبا الخ والسر فی ذلک ان النسبة بین الشیئین انما تتصور غالبا لا سیما فی
باب المغالبة بالتفاوت زیادة ونقصانا فاذا لم یکن احدهما ازید تحقق النقصان
لا محالة تو لاجرم معنی آیت یہ ہین کہ مولی عزوجل کی بات سب کی باتون سے زیادہ
صادق ہے جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہین پہنچتا اور پر ظاہر کہ صدق[۱] کلام
فی نفسہ اصلا قابل تشکیک نہین کہ باعتبار ذوات قضایا خواہ اختلاف قدم وحدوث
کلام یا بقاو فنای سخن یا کمال ونقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اوس مین تفاوت ہان
سکین سچی سچی باتین مطابقت واقع مین سب یکسان اگر ذرا بھی فرق ہو تو سرے
سے سچ ہی نہ رہا اصدق وصادق کہان سے صادق آئیگا یہ معنی اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہین
مگر کلام واحد مین لحاظ کرنے سے اون اغبیا پر بھی انکشاف تام پائینگے جنھین بدیہیات
مین بھی حاجت شانہ جنبانی تنبیہ ہوتی ہے قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول الله

[۱] الصدق تارة ینسب الی القول واخری الی القائل والکلام ههنا فی المعنی الاول فلا یذهبن هذا عنه ۱۲ منه

ہم بھی کہتے ہین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ
کہ قرآن مین آیا زیادہ مطابق واقع ہے اور ہم نے جو محمد رسول اللہ کہا کم مطابق
ہے حاشا کوئی مجنون بھی اس مین تفاوت گمان کریگا یا متعدد باتون مین دیکھیے
تو یون نظر کیجیے فرقان عزیز نے فرمایا وحمله وفصاله ثلثون شهرا ہم کہتے ہین
لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کیا وہ ارشاد کہ بچے کا پیٹ مین رہنا اور دودھ
چھوٹنا تیس مہینے مین ہے زیادہ سچا ہو اور اس قول کے صدق مین کہ اللہ کے سوا
کوئی سچا معبود نہین معاذ اللہ کچھ کمی ہے تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقۃ
للواقع غیر معقول ہے ہان نظر سامع مین ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک صدق
وصادق مین وہی مقصود و معتبر جسے دو عبارتون سے تعبیر کر سکتے ہین ایک یہ کہ وقعت
وقبول مین زائد ہے مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہو یعنی ایک کلام کہ
ولی سے منقول اگر وہی بعینہ رسول سے ثابت ہو جائے قلوب مین وقعت و قبول
کی قوت اور دلون مین سکون و طمانینت ہی اور پیدا کریگا کہ ولی سے ثبوت تک اوس کا
عشر نتھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہو دوسرے احتمال کذب سے بعید ہونا مثلاً مستور
کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اوسکے احتمال کذب سے زیادہ
دور ہے اور حقیقۃً تعبیر اول اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جسقدر
احتمال کذب سے دوری ہوگی اوسی درجہ وقعت ومقبولیت پوری ہوگی جب یہ امر
ممہد ہو لیا تو آیہ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عز وجل کی بات ہر بات سے زیادہ
احتمال کذب سے پاک ومنزہ ہو کوئی خبر اور کسی کی خبر اس امر مین اوسکے مساوی نہین
ہو سکتی اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے کچھ خوف خدا دل مین لائین آپ

جو ہم خبر اہل تواتر کو دیکھتے ہین تو وہ بالبداہۃ بروجہ عادت دائمہ ابدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت غیر محتمل النقیض کو مفید ہوتی ہے جس مین عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہین رکھتی اگرچہ بنظر نفس ذات خبر و مخبر امکان ذاتی باقی ہو کہ اونکا جمع علی الکذب قدرت الٰہیہ سے خارج نہین تلویح مین ہے المتواتر یوجب علم الیقین بمعنی ان العقل یحکم حکما قطعیا بانھم لم یتواطؤا علی الکذب وان ما اتفقوا علیہ حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للنقیض لا بمعنی سلب الامکان العقلی عن تواطئھم علی الکذب اھ ملخصا مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنے الاخص بھی نہین ہوتا کما حققہ فی المواقف وشرحھا واشار الیہ فی شرح المقاصد وشرح العقائد وغیرھما اسے پیش نظر رکھکر کلام باری عزوجل کی طرف چلیے امکان کذب ماننے کے بعد مباحث مذکورۂ دلیل دوم وفرق امور عادیہ وارادۂ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو تو غایت درجہ اسقدر کہ کلام ربانی وخبر اہل تواتر کانٹے کی تول ہم پلہ ہونگے جیسا احتمال کذب یعنی نافی قطع ومنافی جزم اس کلام پاک مین نہین اوس سے خبر تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو احتمال عقلی خبر تواتر مین ناشی وہ بعینہ کلام الٰہی مین بھی باقی پھر کلام الٰہی کا سب کلامون سے اصدق ہونا اور کسی کی بات کا اوس سے صدقا کبھی ہمسری نہ کرسکنا کہ مفاد آیۂ کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا بخلاف عقیدۂ مجیدۂ اہلسنت وقایۃ اللہ لھم دامت یعنی امتناع عقلی کذب الٰہی کہ اس تقریر پر کلام مولیٰ جل وعلا مین کسی طرح احتمال کذب کا امکان نہین بخلاف خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے اور یہ بات قطعا صرف اوسی کے کلام پاک سے خاص محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہوجائے

عصمت اگر بمعنی امتناع صدور و عدم قدرت ہی لیجیے تاہم امتناع ذاتی نہین کہ سلب عصمت
خود زیر قدرت۔ اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن درخشندہ ہوگیا کہ آیۂ ومن اصدق
من اللہ قیلا اور العزۃ للہ کیونکر صادق آئے کہ آخر من اصدق من اللہ حدیثا دیکھو
یہ منشا تھا علما کے اوس ارشاد کا کہ زیر آیۂ کریمہ استدلال فرمایا کہ کوئی اوس سے کیونکر
اصدق ہو سکے کہ اوسپر تو کذب محال اور ون پر ممکن والحمد للہ رب العلمین
دلیل بست و نہم قال المولی سبحانہ وتعالی قل ای شئ اکبر شہادۃ قل اللہ
(اے نبی تو کافرون سے پوچھ کون ہے جسکی گواہی سب سے بڑی ہے تو خود ہی فرما کہ اللہ)
اقول اللہ کے لیے حمد و منت کہ یہ آیۂ کریمہ آیۂ سابقہ سے بھی جلی و اظہر اور افادہ مراد
مین اجلے و ازہر ہے وہان ظاہر نظم نفی اصدقیت غیر تھا اور اثبات اصدقیت کلام اللہ بحوالۂ
عرف یہان صراحۃً ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کی گواہی سب گواہیون سے اکبر و اعظم و اعلی
ہے اب اگر معاذ اللہ امکان کذب کو دخل دیجیے تو ہرگز شہادت الہی کو شہادت اہل
تواتر پر تفوق نہین کہ جو یقین اس سے ملے گا اوس سے بھی مہیا اور جو احتمال اس
مین باقی اس مین بھی پیدا تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہب مہذب
اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکان کذب سے برائت پر
ایمان لائے باقی تقریر دلیل مثل دلیل سابق ہے فافہم واعلم واللہ اعلم
دلیل سیم قال ربنا عز من قائل وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل
لکلمتہ وھو السمیع العلیم (اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق و انصاف
مین کوئی بدلنے والا نہین اوسکی باتون کا اور وہی ہے سننے والا جاننے والا) علما فرماتے
ہین یعنی باری عزوجل کا کلام انتہا درجہ صدق و عدل پر ہے جس کا مثل اون سو من

متصو نہین - بیضاوی مین ہے بلغت الغایۃ اخبارہ واحکامہ ومواعیدہ صدقا فی الاخبار والمواعید وعدلا فی الاقضیۃ والاحکام ارشاد العقل السلیم مین ہے المعنے انہا بلغت الغایۃ القاصیۃ صدقا فی الاخبار والمواعید وعدلا فی الاقضیۃ والاحکام لا احد یبدل شیأ من ذلک بما ھو اصدق واعدل ولا بما ھو مثلہ اقول وباللہ التوفیق صدق قائل کے لیے درجات ہین درجہ ا روایات وشہادات مین قطعا کذب سے محترز ہو اور مخاطبات مین بھی زنہار ایسا جھوٹ روا نہ رکھے جس مین کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسیقدر کہ غلط بات کا باور کرانا مگر مزاحاً یا عبثاً ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سننے والا یقین لا سکے مثلاً آج زید نے منون کھانا کھایا آج مسجد مین لاکھون آدمی تھے[۱] ایسا شخص کاذب گنا جائیگا یا آثم ومردود الروایۃ نہوگا تاہم بات خلاف واقع ہے اور محض فضول وغیر نافع اگرچہ نفس کلام مین حکایت واقع مراد نہونے پر دلیل قاطع ولہذا حدیث مین ارشاد فرمایا انی وان داعبتکم فلا اقول الا حقا اخرجہ احمد والترمذی باسناد حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درجہ ۲ - ان لغو وعبث جھوٹون سے بھی بچے مگر نثر یا نظم مین خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو جس طرح قصائد کی تشبیبین ع بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ہم سب جانتے ہین کہ وہان نہ کوئی عورت سعاد نامے تھی نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالی عنہ اوسپر مفتون

صدق قائل کے سات درجے

[۱] قال الامام حجۃ الاسلام محمد ان الغزالی قدس سرہ العالی فی منکرات الضیافۃ من کتاب الامر بالمعروف من احیاء العلوم کل کذب لا یخفی انہ کذب ولا یقصد بہ التلبیس فلیس من جملۃ المنکرات کقول الانسان مثلا طلبتک الیوم مائۃ مرۃ واعدت علیک الکلام الف مرۃ وما یجری مجراہ مما یعلم انہ لیس یقصد بہ التحقیق فذلک لا یقدح فی العدالۃ ولا ترد الشہادۃ بہ ۱۲ منہ سلمہ

نہ وہ ان سے جدا ہوئی نہ یہ اوسکے فراق مین محزون محض خیالات شاعرانہ ہین مگر نہ
فضول بحت کہ تشحید خاطر وتشویق سامع وترقیق قلب وتزیین سخن کا فائدہ رکھتے ہین
تاہم از انجا کہ حکایت بے محکی عنہ ہے ارشاد فرمایا گیا وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ ہ
ہمنے اوسے شعر سکھایا نہ وہ اوسکی شان کے لائق صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ ۳
ان سے بھی تحرز کرے مگر سوا عظ وامثال ہین اون امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لیے
حقیقت واقعہ نہین جیسے کلیلہ دمنہ کی حکایتین منطق الطیر کی روایتین اگرچہ کلام
قائل بظاہر حکایت واقع ہے مگر تغلیط سامع نہین کہ سب جانتے ہین وعظ ونصیحت کے
لیے یہ تمثیلی باتین بیان کی گئی ہین جنسے دینی منفعت مقصود پھر بھی انعدام مصداق
موجود و لہذا قرآن عظیم کو اساطیر الاولین کہنا کفر ہوا جیسے آج کل کے بعض کفار یام
مدعیان اسلام نئی روشنی کے پرانے غلام دعوی کرتے ہین کہ کلام عزیز مین آدم و
حوا کے قصے شیطان وملک کے افسانے سب تمثیلی کہانیان ہین جنکی حقیقت مقصود
نہین تعٰلی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا ۱۰ درجہ ۴ ہر قسم حکایت بے محکی عنہ کے
تعمد سے اجتناب کلی کرے اگرچہ براہ سہو وخطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو درجہ
خُلَّص اولیاء اللہ کا ہے درجہ ۵ اللہ عز وجل سہواً وخطأ بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے
مگر امکان وقوعی باقی ہو یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے کہ ان اللہ تعالیٰ یکرہ فوق سمائہ
ان یخطأ ابو بکر الصدیق فی الارض رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر والحارث فی مسندہ
وابن شاہین فی السنۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ ۶ معصوم من اللہ ومؤید بالمعجزات ہو کہ کذب کا امکان
وقوعی بھی نہ ہے مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو یہ رتبہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ

والسلام اجمعین کا ہے ورجہ ۷ کذب کا امکان ذاتی بھی نہو بلکہ اوسکی عظمت جلیلہ و جلالت عظیمہ بالذات کذب و غلط کی نافی و منافی ہو اور اوسکی ساحت عزت کے گرد اس گرد لوث کا گزر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے جس سے مافوق متصور نہیں آیہ کریمہ ارشاد فرما رہی ہے کہ تیرے رب کا صدق و عدل اعلی درجہ منتہی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اوس سے صدور ظلم و خلاف عدل باجماع اہل سنت محال عقلی ہے یونہیں صدور کذب و خلاف صدق بھی عقلاً ممتنع ہو ورنہ صدق الٰہی غایت و نہایت تک نہ پہنچا ہوگا کہ اوسکے مافوق ایک درجہ اور بھی پیدا ہوگا یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے بھی خلاف فثبت المقصود والحمد للہ العلی الودود تنبیہ - **اقول** فرق ہے دلیل سمعی کے مناط استحالہ و مظہر استحالہ ہونے مین اول کے یہ معنی کہ استحالہ صدق آیت پر موقوف ہو یعنی ورود دلیل نے محال کر دیا اگر سمع مین نہ آتا عقلاً ممکن تھا یہ استحالہ شرعی ہوگا اور ثانی کا یہ حاصل کہ صدق آیت ماننا تسلیم استحالہ پر موقوف یعنی اگر محال عقلی نہ مانیے تو مفاد آیت صادق نہین آتا یہ استحالہ عقلی ہوگا فقیر نے ان تینون دلیل آخرین مین یہی طریقہ برتا ہے غایت یہ کہ کلام مقدمات مسلمہ پر مبنی ہوگا اسقدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہین کرتا کما لا یخفی خلاصہ یہ کہ آیات ان اثبات مین نہ لم ثبوت والحمد للہ مالک الملکوت یہ بحمد اللہ تیس دلیلین ہین کہ عجالۃً حاضر کی گئین اور اگر غور و استقصا کی فرصت ہوتی تو باری عز و جل سے امید زیادت تھی پھر بھی ۶۰ در خانہ اگر کس ست یک حرف بس ست واللہ الہادی الی الحق المبین والحمد للہ رب العلمین

تنزیہ سوم - رد ہذیانات امام وہابیہ مین[1]

[1] تنبیہ ضروری قطع نظر اس سے کہ اونکے امام کا رد او نکا امام ہے بنظر لعض وقائع فتنہ گران بھی دستبا باعث یہ استفتا یہ سے آیا اور حضرت مولٰنا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا (باقی در صفحہ ۲۰)

یا معشر المسلمین آن ہمارے عنایت فرما مخالفین ھداھم اللہ تعالی الی الحق المبین کا
معاملہ سخت نازک مجملہ براہ سادگی ایک شخص کو امام بنالیا اور پیش خویش آسمان برین پر
اوٹھا کر رکھدیا اب اوسکے خلاف کسی کی بات قبول ہوئی تو بڑی بات کان تک آئی اور
طبیعت نے آگ کی آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی سننے سے پہلے ہی ٹھہرالیا کہ ہرگز نہ سنینگے
بگڑینگی قسم کہ بنا ہے نہ بنینگے ان ہٹونکا پاس ہدایت یاس دلا رہا ہے مگر پھر بھی اظہار حق کے بغیر چارہ کیا ہے

من انچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم		تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال	

کاش خدا انہی توفیق دے کہ اک ذرا دیر کے لیے تعصب و نفسانیت کو یہان رخصت دو قائل امام
طریقہ معترض خصم فریق ان حیثیتون کے لحاظ سے نظر بچکر چلے پھر گوش ہوش کو اجازت
شنیدن ہو پھر میزان خرد کو حکم سنجیدن آپ اگر قول خصم قابل قبول ہو تو اتباع حق سے
کیون ناحق عدول ہو ورنہ پھر وہی تم وہی تمھارے امام جو بادہ آج بکام ہے کل بھی وہ جام
اس چند ساعت مین نہ کچھ بنے بگڑے نہ رنگ امامت جما ہوا اوکھڑے ہان اہوہ سورج خو
جوس کے دونون طرف گوہر سماعت کے کان بنے ہو جنپر ہوا کی موجین نیسان سخن سے بلا
ہوکر مہین مہین پھوہارے آوازونکا جھالا برساتی اور ان قدرتی سیپون مین اُن
ننھی ننھی بوندیون سے سننے کے موتی بناتی ہین کیا تم مین کوئی القی السمع وھو شھید

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس تنزیہ کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اومن براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل
کا یہ قول ہے امام الوہابیہ کی حمایت مین ہے انوار ساطعہ نے اسی شخص کیطرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی جناب باری عز
اسمہ کو امکان کذب کا دھبا لگاتا ہے اور براہین قاطعہ نے اسی کے ورد حمایت و حمیت جاہلیت مین لکھا امکان
کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا الی آخر جہالاتہ الفاحشۃ تو اولاً بپاس امامت ثانیاً بشرم حمایت ہر طرح لازم تھا کہ گنگوہی
صاحب (بشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھکر ہدایت نپائین اور بعلت نجدیت نجدیت و ہمت مکابرہ پر آئین) اس تنزیہ کا جواب دینا
ابھی اگر نفخ صور سے پہلے دے سکین نہایت ضروری و لازم ہے تو کوئی مقتضائے غیرت نہین کہ گھر بیٹھے حمایت امام کا بیڑا
اوٹھائیے اور جب شیر شرزہ کا نعرہ جانگداز سنیئے امام کو چھوڑکر حمایت سے منہ موڑ لیجئے یہی مناسب انکی شان کی ٹھہرائیے والسلام

کے قابل نہین ہان اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو جو سینون کے بائین پہلوون مین
ملک بدن کے تخت نشین ہو جنکی سرکار مین آنکھونکی عرض نہ ہوگی کانون کے جاسوس بیرونی
اخبار کے پرچے سناتے اور خرد کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر سے نظم و نسق کی ڈیری
اوٹھاتے ہین کیا تم مین کوئی نہین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا قائل نہین بن جا
برادر یقین جان تعصب باطل و اصرار عاطل کا وبال شدید ہے آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے شب
درمیان فردا لو کنا نسمع او نعقل کا یوم عصیب الا ان موعدهم الصبح الیس الصبح
بقریب آو اس دن رب ارجعون اعمل صالحا کا جواب کلا ہوگا اور طعن بے امان الم یاتکم
نذیر کے جگر دوز تیر مین بلا کا پلا ابھی سویرا ہے ہوش سنبھالو آنکھین ملو اور آ
سوجھنے کی راہ نکالو چل تو دیکھ بھی دیکھتے ہو کہ اس جھگی اندھیری مین کس کے پیچھے
ہو جس نے نہ فقط ایک مسئلہ کذب باری بلکہ خوارج روافض معتزلہ مرجئیہ ظاہریہ کرامیہ
وغیرہم طوائف ضالہ کی بدعات شنیعہ اور اونکے علاوہ صدہا ضلالات قبیحہ قطعیہ کی
خندقین جھنکائین اور تمھین ان مین ٹھوکرون ستم لغزشون کی ضرب کھائی ہوئی چشم فہم
مین وہ بلا کی نیندین جھکائین اور پھر گمان یہ کہ اس بہتر راہ کا ہدایت مآل ہیہات ت
ہیہات کہان ہدایت اور کہان یہ چال ع

اذا کان الغراب دلیل قوم		سیہدیہم طریق الہالکینا

لکھ اپنی حالت پر رحم کرو قبل اسکے کہ پھر معذرت رہنا ہو لاء الذین اضلونا
السبیلا کا کام نہ آئے اور لا تختصموا لدي کی غضب جھنجھلاہٹ اذ تبرأ الذین
اتبعوا کا رنگ دکھائے ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین
فقیر اس تمہید حمید و تہدید رشید کو اپنا شفیع بنا کر مجال مقال مین قدم دھرتا اور ڈرتے

ڈرتے نازک طبعون گران سمعون چین بجبینون ناتوان بینون سے کچھ عرض کرتا ہے۔

ڈرہے کہ شان ناز پہ شکوہ گران ہو		کہتے تو اون سے کہتا ہون احوال دل مگر

ایہا القوم ان حضرت امام اول وہابیت ہندیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی اوج کا مزہ بقدم تھا پیا کرنے ہی مین اپنے کا عالم تھا قربان کیے آگے بارہ پل چلتے جب اوبلتے پھر کیا کسی کے سنبھالے سنبھلتے جدھر جانکلے مسجد ہو یا دیر لگی رکھنے سے پورا بیر ؎

	از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد		گہ بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش

اسی لیے حضرت کی ایک کتاب مین جو کفر ہے دوسری مین ایمان آج جو ولی ہے کل پکا شیطان۔ ایک آنکھ سے راضی دوسری سے خفا ایک پر مین زہر دوسرے مین شفا دور کیون جائیے ایک ہاتھ پر صراط ایک پر تقویت رکھیے ایک دوسری کا رد کرے تو سہی آب ایک بڑی مصلحت سے جس کے لیے حضرت نے اپنی تصانیف مین بڑے بڑے بانی باندھے اور بیش خویش آہستہ آہستہ سب سامان کر لیے جسے فقیر نے اپنے مجموعۂ مبارکہ **البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ** مجلد سوم فتاوائے فقیر مسمّٰی بہ **العطایا النبویہ فی الفتاوے الرضویہ** مین مفصل و مدلل بیان کیا یہ سوجھی کہ وہ مطلب نہ نکلے گا جبتک اللہ تعالی کا وجوب صدق باطل نہو لہذا رسالہ یکروزی مین امکان کذب کے قائل ہوئے اور اس بیہودہ دعوے کے ثبوت کو ہزار جان کنی دو ہذیان بین البطلان ظاہر کیے۔

ہذیان اول امام وہابیہ اگر کذب[1] الٰہی محال ہو اور محال پر خدا کو قدرت نہین تو۔

[1] لہ مسلمانو دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال حضرت اوسکے وہ معنی لیکر اپنا خبث نفس ظاہر کرتے ہین قولہ وہو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالی محال اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس تسلیم نکرد کہ ہر محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقای آن بر ملائکہ و انبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست الخ الالازم آید حق سبحانہ بیشمار ند الخ بقیہ عبارت سرزیاشرارت زیر ہذیان دوم آتی ہے ۱۲ حشمت عفا اللہ تعالی عنہ۔

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہوگا حالانکہ اکثر آدمی اوسپر قادر ہین تو آدمی کی قدرت اللہ
کی قدرت سے بڑھ گئی یہ محال ہے تو واجب کہ اوس کا جھوٹ بولنا ممکن ہوا ایہا المسلمون
حماکما اللہ شر المجنون للہ نظر انصاف اس اغوای عوام وطغوای تمام کو غور کرو کہ اس
بس کی گانٹھ مین کیا کیا زہر کی پڑیان بندھی ہین اولًا دھوکا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے
ہین خدا نہ بول سکے تو قدرت انسانی اوسکی قدرت سے زائد ہو حالانکہ اہل سنت کے
ایمان مین انسان اور اوسکے تمام اعمال و اقوال و اوصاف و احوال سب جناب باری
عزوجل کے مخلوق ہین قال المولی سبحانہ وتعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون ٥ تم اور جو
کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے) انسان کو فقط کسب یعنی ایک گونہ اختیار ملا ہے
اوسکے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہین آدمی کی کیا
طاقت کہ بے اوسکے ارادہ و تکوین کے پلک مارسکے انسان کا صدق کذب کفر ایمان
طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اوسی قدیر مقتدر جل و علا نے پیدا کیا اور اوسی کی عمیم قدرت
عظیم ارادت سے واقع ہوتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب
العلمین ٥ تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ع
اوس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا ٥

ما شئت کان وما تشاء یکون		لا ما یشاء الدھر والافلاک

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الٰہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیائے
معتزلہ کا مذہب نامہذب اور قرآن عظیم کا مردود و مکذب۔
ثانیاً اقول۔ اس ذی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنے جھوٹ بولنے
اللہ عزوجل سے بلوانے پر پھر

پر قدرت ہے یا معاذ اللہ

امام و اہمہ معتزلی ہیں کہ افعال انسان کو خدا تعالیٰ کی قدرت سے جدا مانتے ہین

قدرت بڑھنا تو جب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر
قادر نہوا تو انسان کو اوس عزیز جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الٰہی سے
اوسکی قدرت زائد ہو گئی و لکن من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ثم الشاحت
کو اسی یکروزی مین پر تسلیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے اور بیشک باری عز و جل مین
عیب و نقصان آنا محال عقلی اور ہم اسی رسالے کے مقدمے مین روشن کر چکے کہ محال
پر قدرت ماننا اللہ عز و جل کو سخت عیب لگانا بلکہ اوسکی خدائی سے منکر ہو جانا ہے حضرات
مبتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان
دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب
ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پس پشت ڈال
کتاب الملل والنحل مین بک گیا کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان
عاجزا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لیے بیٹا بنانے پر قادر ہے کہ قدرت نہ ہو تو عاجز ہوگا۔

محال پر قدرت [illegible]

ف فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ ایہا المسلمون پر ظاہر کہ قدرت بڑھنے کے یہ معنی کہ ایک شے پر اسے
قدرت ہو اوسے نہین یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہو وہ تو اوسکی قدرت مین بھی داخل مگر ایک چیز اوس کی قدرت
سے خارج جو ہرگز اسکی قدرت مین بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھیگا یہان بھی دو چیزین ہین
ایک کذب انسانی وہ قدرت انسانی مین مجالا ہے اور قدرت ربانی مین حقیقۃً دوم کذب ربانی اسپر نہ قدرت
انسانی نہ قدرت ربانی تو انسان کی قدرت کس بات مین معاذ اللہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ گئی
ہوا یہ کہ ملاجی نے بغایت سفاہت و غباوت کہ تمغائے عامۂ اہل بدعت ہے یون خیال کیا کہ انسان
کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور بعینہٖ یہی لفظ جناب عزت مین بول کر دیکھا کہ اوسے بھی اپنے کذب پر قدرت
چاہیے ورنہ جو چیز مقدور انسان تھی مقدور رحمن نہوی ختم الٰہی کا ثمرہ کہ دونون جگہ اپنے اپنے لفظ دیکھ لیا
اور فرق معنی اصلا نہ جانا ایک جگہ اپنے سے مراد ذات انسان ہے دوسری جگہ ذات رحمن جل و علا پھر جو شے
قدرت انسانی مین تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوئی کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۱۲ منہ

تعلی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا لقد جئتم شیئا ادا تکاد السموت
یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا وما
ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی
مطالب وفیہ مین ابن حزم کا یہ قول نقل کرکے فرماتے ہین فانظر اختلال ھذا
المبتدع کیف غمض عما یلزم علے ھذہ المقالۃ الشنیعۃ من اللوازم
التی لا تدخل تحت وھم وکیف فاتہ ان العجز انما یکون لو کان القصور
جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم قبول المستحیل تعلق القدرۃ
فلا یتوھم عاقل ان ھذا عجز یعنی اس بدعتی کی بدحواسی دیکھنا کیونکر
غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتین لازم آتی ہین جو کسی وہم مین نہ سمائین
اور کیونکر اوسکے فہم سے گیا کہ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب
وجہ یہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہین رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو
عجز کا وہم نہ گزریگا) اوسی مین فرمایا وبالجملۃ فذلک التقدیر الفاسد یؤدی الی
تخلیط عظیم لا یبقی معہ شئی من الایمان ولا من المعقولات اصلا یعنی
یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی وبرہمی کا باعث
ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان کا نام رہے نہ اصلا احکام عقل کا نشان) اوسی مین فرمایا
وقع ھھنا لابن حزم ھذیان بین البطلان لیس لہ قدوۃ فیہ الا
شیخ الضلالۃ ابلیس یعنی مسئلۂ قدرت مین ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی
باطل واقع ہوئی جسمین اوسکا کوئی پیشوا نہیں مگر سردار گمراہی ابلیس) کنز الفوائد مین
ہے القدرۃ والارادۃ صفتان مؤثرتان والمستحیل لا یمکن ان یتاثر بھما اذ

یلزم ح ان یجوز تعلقهما باعدام انفسهما واعدام الذات العالیة واثبات الالوهیة لما لا یقبلها من الحوادث وسلبها عن مستحقها جل وعلا فای قصور وفساد ونقص اعظم من هذا وهذا التقدیر یؤدی الی تخلیط عظیم و تخریب جسیم لا یبقی معه عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر ولعماءة بعض الاشقیاء من المبتدعة عن هذا صرح بنقیضه فانظر عماء هذا المبتدع کیف عمی عما یلزم علی هذا القول الشنیع من اللوازم التی لا یتطرق الیها الوهم یعنی قدرت وارادہ دونون صفتین مؤثرہ ہین اور محال کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہین ورنہ لازم آئے کہ قدرت وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالی کے عدم اور مخلوق کو خدا کردینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتون سے متعلق ہوسکے اس سے بڑھکر کونسا قصور وفساد ونقصان ہوگا اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئیگی جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل نہ ایمان نہ کفر اور بعض اشقیاے بدمذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے آب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو کیونکر اوسے نہ سوجھین وہ شناعتین جو اس بُرے قول پر لازم آئینگی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہین مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعین جو علمانے اُس بدمذہب ابن حزم پر کین اس بدمشرب عدیم الحزم سے کتنی بچ رہین کذلک قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم ط واللہ لا یهدی کید الخائنین رابعاً

اقول العزة للہ اگر دہلوی ملا کی یہ دلیل سچی ہو تو دو خدا دس خدا ہزار خدا بیشمار خدا ممکن ہوجائین وجہ سنیے جب یہ قرار پایا کہ آدمی جو کچھ کرسکے خدا بھی

اپنی ذات پاک کے لیے کر سکتا ہے اور معلوم کہ نکاح کرنا عورت سے ہم بستر ہونا
اوس کے رحم مین نطفہ پہنچانا قدرت انسانی مین ہے تو واجب کہ ملاجی کا موہوم
خدا بھی یہ باتین کر سکے ورنہ آدمی کی قدرت جو اوس سے بڑھ جائیگی اور جب اتنا ہو چکا
تو وہ آفتین جن کے سبب اہل اسلام اتخاذ ولد کو محال جانتے تھے امام وہابیہ نے
قطعاً جائز مان لین آگے نطفہ ٹھہرنے اور بچہ ہونے مین کیا زہر گھل گیا ہے وہ کونسی
ذلت وخواری باقی رہی ہے جس کے باعث انھین مانتے جھجکنا ہوگا بلکہ یہان آکر
خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہین جب
دنیا بھر مین بزعم ملاجی سب کے لیے اوس کی قدرت سے واقع ہوتے ہین^۱ تو کیا
اپنی زوجہ کے بارے مین تھک جائے گا آخر بچہ نہونا یون ہوتا ہے کہ نطفہ استقرار
نہ کرے اور خدا استقرار پر قادر ہے یا یون کہ منی نا قابل عقد و انعقاد یا مزاج
رحم مین کوئی فساد یا خلل آسیب مانع اولاد تو جب^۲ خدائی ہے کیا ان موانع
کا ازالہ نہ کر سکے گا بہر حال جب امور سابقہ ممکن ٹھہرے تو بچہ ہونا قطعاً ممکن اور خدا کا

---

^۱ یعنی اہل حق کے نزدیک ان کامون اور تمام کائنات کا وقوع اوس سچے خدا کی قدرت سے ہی
جو کذب و فحش و زن و ولد و ہر عیب و منقصت سے پاک ہے اس خدائے موہوم کی قدرت سے ہونا
بزعم ملاجی ہے ۱۲ اسس عفا عنہ ^۲ یعنی جب وہ امور ممکنہ واقع ہو لیے اور فرض کیجیے کہ خدائے
موہوم کی زن مکتوم کے حضو مختوم مین آب معلوم کی رسائی ہولی پھر اگر فساد مزاج منی یا رحم یا فعل
آسیب مانع آئے تو کیا اپنی یا زوجہ کی اصلاح نہ کر سکے گا یا دہلی کے حکیمون سے علاج نہ کرائے گا
یا قول الجمیل کا گنڈا نہ ملے گا یا کسی گنگوہی پیر کا منتر نہ چلے گا بہر حال بچہ بن ہوئے ہرگز نہ ٹلے گا و کا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ اسس عفا عنہ۔

بچہ خدا ہی ہوگا قال[۱] اللہ تعالی قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین نہ تو فرما
اگر رحمٰن کے لیے کوئی بچہ ہے تو مین سب سے پہلے پوجنے والا ہون، تو قطعاً وجود خدا کا امکان
ہوا اگرچہ منافی غیرت ہو کر امتناع بالغیر ٹھہرے اور جب[۲] ایک ممکن تو کرورون ممکن
کہ قدرت خدا کی انتہا نہین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

خامسًا ملاے دہلی کا خداے موہوم کہان کہان آدمی کی حرص کریگا آدمی کھاتا
کھاتا ہے پانی پیتا ہی پاخانہ پھرتا ہے پیشاب کرتا ہے آدمی قادر ہی کہ جس چیز کو دیکھنا
نہ چاہے آنکھین بند کرلے سننا نہ چاہے کانون مین اونگلیان دے لے آدمی قادر
ہے کہ اپنے آپ کو دریا مین ڈبوے آگ سے جلالے خاک پر لیٹے کانٹون پر لوٹے
رافضی ہو جائے وہابی[۳] بنجائے مگر ملاے ملوم کا مولاے موہوم یہ سب باتین اپنی
لیے کر سکتا ہوگا ورنہ عاجز ٹھہرے گا اور کمال قدرت مین آدمی سے گھٹ رہیگا

اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دہو بیٹھنا ہے نہ کر سکا تو حضرت کے زعم مین
عاجز ہوا اور عاجز خدا نہین کر سکا تو ناقص ہوا ناقص خدا نہین محتاج ہوا محتاج خدا نہین
ملوث ہوا ملوث خدا نہین۔ تو ہیئت شمس وامس کی طرح اظہر وازہر کہ دہلوی بہادر کا

---

[۱] حمل ادسکا علی الظاہر وعلیہ عول فی تکملۃ المفاتیح والبیضاوی والمدارک وارشاد العقل وغیرہ ولاشک انہ صحیح صاف لا غبار علیہ فای حاجۃ الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲ منہ

[۲] کیا خوب جب امکان ٹھہرا تو کیا ایک ہی بچہ ہو کر رہ جائیگا خدای مفتری کی زوجہ تو لربا ایک مرغی سے بھی گئی گزری جو مہینے مین بیس انڈے دیتی ہے یہ دن مین لاکھ لاکھ دیگی اور خداؤن کی بوچھاڑ ہکر بندون کے بسنے کو جگہ نہ رہیگی ۱۲ س عفی عنہ

[۳] ایک رافضی قادر ہے کہ کسی مجتہد سے تین ان کے لیے ستائیس سو سون اور نو بار جماع پر متعہ کرے ایک وہابی قادر ہے کہ اپنی بیناہ کو کشنر دہلی سے چٹھی لے جب حج کو جاتے اہل حرمین سر ڈپٹے ایک نجدی قادر ہے کہ گٹھل چاقو سے اپنی ناک ڈالے یا گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالے ایک انبہٹی قادر ہے کہ کسی گنگوہی یا جنگلی کوہی معلم سے سبق پیٹے یا دیوبندی مدرسہ مین امتحان دیکر دستار فضیلت سر پر لپیٹے مگر دہلوی ملوم کا خدای موہوم ان سب باتون پر قادر ہوگا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س غفرلہ۔

یہ قول ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر ما قدروا اللہ حق قدرہ - والعیاذ
باللہ من اضلال الشیطین مگر سبحن ہمارا سچا خدا سب عیبون سے
پاک اور قدرت علی المحال کی تہمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے
اعیان اعراض ذوات صفات اعمال اقوال خیر شر صدق کذب حسن قبیح سب
اوسی کی قدرت کاملہ و ارادہ ازلیہ سے ہوتے ہین نہ کوئی ممکن اوسکی قدرت سے
باہر نہ کسی کی قدرت اوسکی قدرت کے ہمسر نہ اپنے لیے کسی عیب و منقصت پر قادر
ہونا اوسکی شان قدوسی کے لائق وہ دور تعلی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا
وسبحن اللہ بکرۃ واصیلا والحمد للہ حمدا کثیرا ثم اقول زہے فقیر مین ان
پانچ کے علاوہ ہذیان مذکور پر اور ابحاث دقیقہ کلامیہ ہین جن کے ذکر کے لیے مخاطب
قابل فہم دقائق درکار نہ وہ حضرات جن مین اجلہ واکابر کا مبلغ علم سیدھی سیدھی
نص عبارت مشکوۃ وغیرہ سن سنا کر اجازت وسند کی داد وستد تا بہ ادلہ واصاغر
چہ رسد امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم واللہ الہادی وولی الایادی

ہذیان دوم مولاے نجدیہ

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ میشمارند و اجل شانہ بآن مدح میکنند بخلاف
اخرس و جماد کہ ایشان را کسے بعدم کذب مدح نمیکند و پر ظاہر ست کہ صفت
کمال ہمین ست کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت
و مقتضی حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہمان شخص ممدوح
میگردد بسلب عیب کذب و اتصاف بکمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف
شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد

کہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع نمیتواند کرد یا شخصیکہ ہر گاہ کلام صادق میگوید کلام مذکور
از و صادر میگردد و ہر گاہ کہ ارادہ تکلم بکلام کاذب می نماید آواز او بندمی گردد یا زبان
او ماؤف میشود یا کسے دیگر دہن او را بندمی نماید یا حلقوم او را خفہ میکند و یا کسیکہ
چند قضایا صادقہ را یاد گرفتہ است و اصلا بر ترکیب قضایاے دیگر قدرت نمی دارد
و بنا بر علیہ کلام کاذب از و صادر نمیگردد این اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح نیستند
بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب و تنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح
ست و بنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچگونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آن بسیار دون
ست از مدح اول انتہی بلفظہ الرکیک المختل اس تلمیع باطل و تطویل لاطائل کا یہ حاصل
بے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالیٰ کے کمالات و صفات مدائح سے ہو اور صفت
کمال و قابل مدح یہی ہو کہ متکلم با وجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب و آلائش سے بچنے
کو کذب سے باز رہے نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف
نہ کرے گا کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذب الٰہی مقدور و ممکن ہو **اقول**
وباللہ التوفیق اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع و مفاسد حد شمار سے
زائد مگر ان تو سنیوں بد لگامیوں پر جو تازیانے بنگاہ اولین ذہن فقیر میں حاضر
ہوئے پیشکش کرتا ہون وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ تازیانہ (۱)
اقول العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی لا الٰہ الا ہو. کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم ان یقولون الا کذبا. یہ شدید ظلم شدید و ضلال بعید تماشا کردنی کہ جا
بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب و لوث کہتا جاتا ہے پھر اوسے باری عزوجل کیلیے
ممکن بتاتا اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہو اور مصلحت کی رعایت

رکھتا ہے لہذا ترفعاً عن عیب الکذب و تنزہا عن التلوث بہ یعنی اس لحاظ سے کہ کہین
عیب و لوث سے آلودہ نہ ہو جاؤن کذب سے بچتا ہے دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری
عزوجل کا عیب دار و ملوث ہونا ممکن وہ چاہے تو ابھی عیبی و ملوث بن جائے مگر یہ امر
حکمت و مصلحت کے خلاف ہے اسلیئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً
کبیرا ۵ اور خودسری کو اصل رہنما ہے خودسری دیکھیے ملای متقبوح کا یہ املاے مقدح
اس کلام ائمہ کے رد مین ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص باری تعالی پر محال اس کے
جواب مین فرماتے ہین محال بالذات ہونا ہمین تسلیم نہین بلکہ ان دلیلون (یعنی
دونون ہذیانون) سے ممکن ہے تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب
بلکہ ہر عیب و آلائش کا خدا مین آنا ممکن واہ بہادر کیا نیم گردش چشم مین تمام عقائد
تنزیہ و تقدیس کی جڑ کاٹ گیا عاجز جاہل احمق کاہل اندھا بہرا ہکلا گونگا سب کچھ ہونا ممکن
ٹھہرا کھانا پینا پاخانہ پھرنا پیشاب کرنا بیمار پڑنا بچہ جننا اونگھنا سونا بلکہ مرجانا مر کے پھر
پیدا ہونا سب جائز ہو گیا غرض اصول اسلام کے ہزارون عقیدے جنپر مسلمانون
کے ہاتھ مین یہی دلیل تھی کہ مولی عزوجل پر نقص و عیب محال بالذات ہین دفعۃً سب باطل و بے
دلیل ہو کر رہ گئے۔ فقیر تنزیہ دوم مین پیر دلیل اول ختم کر گیا کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا
اصل دینی تھا جسپر ہزارہا مسئلہ ذات و صفات باری عزوجل متفرع و مبنی اس ایک کے
انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے دہمین شرح مواقف سے گزرا کہ ہمارے لیے معرفت صفات
باری کیطرف کوئی راستہ نہین مگر افعال الہی سے استدلال پایہ کہ اوسپر عیوب و
نقائص محال اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کر دیا رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل
لانا کہ اوس نے ایسی عظیم چیزین پیدا کین اور اُن مین یہ حکمتین ودیعت رکھین تو لاجرم

امام وہابیہ نے اللہ تعالی کو عیبون سے پاک جاننا اور اوسکے لیے صفات کمال ازلی و ابدی و
ضروری ماننے کی جڑ کاٹ دی

ان کا خالق بالبداہتہ علیم و قدیر و حکیم و مرید ہے۔ **اقول اولا**
یہ استدلال صرف اونھین صفات کمال مین جاری جنسے خلق و تکوین کو
علاقہ داری باقی ہزارہا مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ پر دلیل کہان سے آئیگی مثلاً مصنوع کا
ایسا بدیع و رفیع ہونا ہرگز دلالت نہین کرتا کہ انکا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے
بھی متصف یا نوم و اکل و شرب سے بھی منزہ ہے **ثانیاً** جن صفات پر دلالت افعال ہان
بھی صرف اونکے حصول پر دال نہ یہ کہ اونکا حدوث ممنوع یا زوال محال مثلاً اس نظم
حکیم و عظیم بنانے کے لیے بیشک علم و قدرت و ارادہ و حکمت درکار مگر اس سے صرف
بنانے کے وقت انکا ہونا ثابت ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت اگر دلائل سمعیہ
کی طرف چلیے **اقول اولاً** بعض صفات سمع پر متقدم تو اونکا سمع سے اثبات دور کو
مستلزم **ثانیاً** سمع بھی صرف گنتی کے سلوب و ایجابات مین وارد ان کے سوا ہزارون مسائل
کس گھر سے آئینگے مثلاً نصوص شرعیہ مین کہین تصریح نہین کہ باری عزوجل اعراض و امراض
و بول و براز سے پاک ہے اسکا ثبوت کیا ہوگا **ثالثاً** نصوص بھی فقط وقوع و عدم پر دلیل
دینگے وجوب و استحالہ و ازلیت و ابدیت کا پتا کہان سے چلے گا مثلاً بکل شئ علیم علی
کل شئ قدیر سے یہ بیشک ثابت کہ اوسکے لیے علم و قدرت ثابت یہ کب نکلا کہ ازل سے
ہین اور ابد تک رہینگے اور اونکا زوال وس سے محال یونہین وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ
اور لَا تَأْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ کا اتنا حاصل کہ کھاتا پیتا سوتا اونگھتا نہین یہ کہ یہ باتین
اوسپر ممتنع **ہان ہان** ان سب امور پر دلالت قطعی کرنیوالا ان تمام دعاوی ازلیت
و ابدیت و وجوب و امتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اوترنیوالا ہزاران ہزار مسائل صفات ثبوتیہ

ف بلکہ کہہ سکتے ہین کہ آیت نفی شرب پر دلیل نہین کہ عرفاً طعام شراب کو شامل نہین ۱۲ منہ

وسلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا مخالف و بیہوش غیر مجنون و مدہوش
کے سونھ مین دفعۃً بھاری پتھر دیدینے والا نہ تھا مگر وہی دہی یقینی عقلی بدیہی اجماعی
ایمانی مسئلہ کہ باریتعالی پر عیب و منقصت محال بالذات جب یہی ہاتھ سے گیا سب کچھ
جاتا رہا اب دین ہے نہ نقل نہ ایمان نہ عقل انا للہ وانا الیہ راجعون ٭ کذلک
یطبع اللہ علی کل قلب متکبر مفتون ہان وہابیہ نجدیہ کو دعوت عام ہی
اپنے مولائے مسلم و امام مقدم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائین تو کہ اونکا
معبود بول و براز سے بھی پاک ہی یا نہین حاش للہ امتناع تو امتناع عدم وقوع
کے بھی لالے پڑینگے آخر قرآن و حدیث مین تو کہین اسکا ذکر نہین نہ افعال الٰہی
اس نفی پر دلیل اگر اجماع مسلمین کیطرف رجوع لائین اور بیشک اجماع ہے مگر جان
برادر یہ بیشک ہم نے یونہین کہا کہ یہ عیب ہین اور عیب سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان
تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا جب عیب سے تلوث ممکن ٹھہرا تو اب ثبوت
اجماع کا کیا ذریعہ رہا کیا نقل و روایت سے ثابت کروگے حاشا نقل اجماع درکنار
سلفاً و خلفاً کتابون مین اس مسئلے کا ذکر ہی نہین اگر کہیے بول و براز کا وقوع ایسے
آلات جسمانیہ پر موقوف جنسے جناب باری منزہ تو اولاً اون آلات کے بطور آلات
نہ اجزائے ذات ہونے کے استحالہ پر سوا اوس وجوب تنزہ کے کیا دلیل جسے تمھارا
امام ڈبولے و بیٹھا ثانیاً توقف ممنوع آخر بے آلات زبان دہن و مکش و پردۂ گوش
کلام و بصر و سمع ثابت یونہین بے آلات بول و براز سے کون مانع اسی طرح لاکھون
کفریات لازم آئینگے کہ تمہارے امام کا وہ بہتان امکان تسلیم ہو کر قیامت تک اون
سے مفر نہ ملے گی کذالک یحق اللہ الحق و یبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ٭

مسلمانون نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار و امام مدعی اسلام نے
کیا بِس بویا اور کیا کچھ کھویا اور لاکھون عقائد اسلام کو کیسا ڈبویا ہزارون کفر شنیع
وضلال فظیع کا دروازہ کیسا کھولا کہ اوسکا مذہب مان کر کبھی بند نہوگا پھر دعوی یہ ہے
کہ دنیا بھر مین ہمین موحد ہین باقی سب مشرک سبحان اللہ یہ موںہ اور یہ دعوی آد
ناقص وعیبی وملوث خدا کے پوجنے والے کس موںہ سے اوس اپنے تراشیدہ باطل
موہوم کو حضرت حق سبحانہ کہتا ہے سبحن اللہ وہی تو سبحانہ کے قابل جسمین دنیا بھر کے
عیبون آلائشون کا امکان حاصل العزۃ للہ مین اپنے رب ملک سبوح قدوس
عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف بہزار زبان وصد ہزار جان برات کرتا ہون تیرے اوس عیبی
آلائشی تراشیدہ معبود اور اوس کے سب پوجنے والون سے مسلمانو تمہارے رب
کی عزت وجلال کی قسم کہ تمہارا سچا معبود جل وعلا وہ پاک ومنزہ وسبوح وقدوس ہے جس کے
لیے تمام صفات کمالیہ ازلاً ابداً واجب للذات اور اصلا کسی عیب ولوث سے ملوث
ہونا جزماً قطعاً محال بالذات اوسکی پاک قدرت اس ناپاک شناعت سے بری ومنزہ
کہ معاذ اللہ اپنے عیبی وناقص بنانے پر حاصل ہو نعم المولی ونعم النصیر یہ ملاّ
ملوم کا مولائے موہوم تھا جو اپنے لیے عیوب وفواحش پر قدرت تو رکھتا ہے مگر لوگون
کے شرم لحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر وغضب سے ڈر کر باز رہتا ہے ضعف الطالب
والمطلوب ۰ لبئس المولی ولبئس العشیر ۰ او سفیہ ملوم کذوب ظلوم الوہیت
ومنقصت باہم اعلے درجہ تنافی پر ہین اگر وہی ہے جس کے لیے جمیع صفات کمال
واجب لذاتہ ہون تو کسی عیب سے اتصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جاننا ہے
پھر خدا خدا کب رہا ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون ۰ عنقریب انشاء اللہ تعالی

تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری کے لیے امکان ظلم ماننے کا یہی مطلب کہ اوسکی
خدائی ممکن الزوال ہے مین گمان نہین کرتا کہ اس بیباک کی طرح مسلمانون کی
تو خدا امان کرے کسی سمجھ وال کافر نے بھی بے دھڑک یہ تصریح کردی ہو کہ عیب و لوث
خدا مین آتو سکتے ہین مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لیے اون سے دور
رہتا ہے صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلاہ فانہا لا تعمی الابصار
ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ۲ بیشک آنکھین اندھی نہین ہوتین ولیکن وہ
دل اندھے ہوجاتے ہین جو سینون مین ہین والعیاذ بالمولی سبحانہ وتعالے

ثم اقول طرفہ تماشا ہے خدا کی شان متعلم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لیے ہر عیب
کا امکان اور ارباب طائفہ یون بے وقت کی چھیڑ کرنا حق ہلکان کہ تمام امت کے [۵۱]
خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھہراتا تو مولف کے پیشوایان دین کا ہے مولف اسیر
افسوس نہین کرتا حضرت ذرا گھر کی خبر لیجیے وہان مولای طائفہ عجز وجہل وظلم وبخل
وسفہ وہزل وغیرہا دنیا بھر کے سب عیوب ونقائص کے امکان کا ٹھیکا لے چکے
ہین پھر بفرض غلط اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان بھی لیا تو تمہارے امام کے ایمان پر [۵۲]
کیا بیجا کیا ایک امر کہ خدا کے لیے اوس سے کرور درجہ بدتر ممکن تھا اوس نے
اوس خرمن سے ایک خوشہ تسلیم کر لیا پھر کیا قہر کیا مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص

---

۵۱ یہ عبارت براہین کے اوسی صفحہ ۳ کی ہے جسکا خلاصہ ص۱۰ استفتا مین گزرا یہان ملا گنگوہی صاحب جناب لف یعنی
بکرمنا مولوی عبد السمیع صاحب مولف انوار ساطعہ پر یون منہ آتے ہین کہ تم لوگ اللہ کا عجز مانتے ہو جو محال پر اوسے
قادر نہین جانتے ہو اور ہم تو اوسکے لیے جھوٹ وغیرہ سب کچھ جائز رکھتے ہین تو عجز تو نہوا اگرچہ خدائی گئی بھاڑ تف اس
بھونڈی سمجھ پر یہاں مغالطہ عجز کا دندان شکن جواب اسی رسالہ مبارکہ مین جابجا گزرا سبحن اللہ محال پر قدرت ہونی
کو عجز جاننا آپ ہی جیسے ناشخص کی تشخیص ہے وہ اللہ الہادی ۱۲ منہ عفا عنہ ۵۲ وانتظر ما سنلقی علیک از السفیہ
القائل بالامکان الوقوعی بل بالوقوع ۷۶ بجہد الامکان الذاتی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالی۔

عیبی ملوث آلائشی ہوسکنے پر ایمان لایا نہ یہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے یہ تو تمھارے اعظم پیشوایان دین کی مت ہے معاذ اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بیچارے کی کیا بری گت ہے ثم اقول اس سے بڑھکر مظلمہ حائفہ تناقض صریح امام الطائفہ اوسی مونھ سے خدا کے لیے عیب و تلوث ممکن مانتا ہے اوسی مونھ سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے تو قدرت جو گھٹ جائیگی جی گھٹ جائیگی تو کیا آفت آئیگی آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے انھیں پر علم بس ہے یہ کہ رب کریم رؤف رحیم عز مجدہ اپنے اضلال سے اپنی پناہ مین رکھے آمین آمین بجاہ سید الہادین محمد الصادق الحق المبین صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین تازیانہ ۲- اقول وباللہ التوفیق- ایہا المسلمون حاشا یہ نہ جاننا کہ باری عزوجل کا عیوب و نقائص سے ملوث ہونا اس شخص کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے- نہین نہین بلکہ یقینا اوسے بالفعل ناقص جانتا اور کمال حقیقی سے دور مانتا ہے اے مسلمان کمال حقیقی یہ ہے کہ اوس صاحب کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات ومنافی جملہ تلوثات ہو اور قطعا جو ایسا ہوگا اوسپر ہر عیب و نقصان محال ذاتی ہوگا کہ ذات سے مقتضای ذات کا ارتفاع یا ذات ومنافی ذات کا اجتماع دونون قطعا بدیہی الامتناع اور بیشک ہم اہل سنت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہین اور بیشک وہ سچے کمال والا ایسا ہی ہے اس شخص نے کہ اوس عزیز جلیل پر عیب و نقصان کا امکان مانا تو قطعا کمالات کو اوسکا مقتضائے ذات نجانا تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقۃً ناقص و فاقد مرتبہ عالی ہوا آج وجہ معلوم ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپکو موحد اور اہل سنت کو مشرک کیون کہتا ہے اسکے زعم مین اللہ عزوجل کیلیے اثبات کمالات واجبہ للذات شرک ہے کہ لفظ وجوب جو مشترک ہے جایگا اگرچہ وجوب بالذات

و وجوب للذات کا فرق اوس طفل مکتب سے بھی مخفی نہین جو اربعہ وزوجیت کی حالت جانتا
ہی ولہذا اس فرقہ ضالہ نے باتباع کرامیہ کمالات الٰہیہ کو مقتضائی ذات ٹھہرایا تو جیسے
معتزلہ نے تعدد قدما سے بچنے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا یونہین
اس طائفۂ جدیدہ نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضاے ذات کی
اور اپنا نام موحد تراشا وفی ذلک اقول ؎

خسر الذین بالاعتزا ٭ ل وبالتوهب جاؤا ٭ ذا اهل توحید وذا
ک موحدی غواء ٭ نعم القلوب تشابهت ٭ فتناسب الاسماء

تنبیہ نبیہ جہول سفیہ کو جبکہ اوسکے استاذ قدیم ابلیس رجیم علیہ اللعن نے یہ نقصان
وتلوث باری عزوجل کا مہلکہ سکھایا تو دوسری کتاب فصاح الباطل مسمی بایضاح
الحق مین ترقی ضلال وشدت نکال کا رستہ دکھایا یعنی اوس مین بنہایت دریدہ دہنی
مسائل تنزیہ وتقدیس باری تعالی عزوجل کو جنپر تمام اہل سنت کا اجماع قطعی ہی صاف بدعت
حقیقیہ بتایا جری بیباک کی وہ عبارت ناپاک یہ ہے۔ تنزیہ او تعالی از زمان ومکان وجہت
واثبات رویت بلاجہت ومحاذات وقول بصدور عالم بر سبیل ایجاب واثبات قدم عالم
وامثال آن ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ را از
جنس عقائد دینیہ بیشمارد اھ ملخصاً دیکھو کیسا بے دھڑک لکھدیا کہ اللہ عزوجل کی یہ
تنزیہین تقدیسین کہ اوسے زمانہ ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اوسکا دیدار بلا کیف
حق ماننا سب بدعت حقیقیہ ہین سچ ہے جب اللہ تعالی کے لیے ہر عیب وآلائش کو ممکن ماننا
سنت ملعونۂ امام نجدیہ ہے تو اوس مجید جل مجدہ کی تنزیہ وتقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ
شریعت وہابیہ ہوگی وہی حساب ہے ع کہ توہم درمیان تا لخنی۔ مشرکین بھی تو دین اسلام کو

بدعت بتاتے تھے ما سمعنا بھذا فی الملۃ الاخرۃ ج ان ھذا الا اختلاق ۃ صلے خیر یہانتک توزری بدعت ہی بدعت تھی آگے شراب ضلالت تیز و تند ہو کر اونچی چڑھی اور نشے کی ترنگ کیف کی اُمنگ دون پر آکر کفر تک بڑھی کہ اللہ عزوجل کو پاک و منزہ اور دیدار الٰہی کو بے جہت و مقابلہ ماننے کو مخلوقات کے قدیم جاننے اور خالق تعالی کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا اور اوسے ان ناپاک مسئلونکے ساتھ کہ باجماع مسلمین کفر محض ہین ایک حکم مین شریک کیا آب کیا کہا جائے سوا اسکے کہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اچھے امام او اچھے ماموم ع مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم تازیانہ ۳۰- اقول وباللہ التوفیق سفیہ تحقیق کی اور جہالت و ضلالت دیکھیے خود مانتا جاتا ہے کہ صدق اللہ عزوجل کی صفات کمالیہ سے ہی حیث قال صفت کمال ہمین ست الخ پھر اُسے امر اختیاری جانتا ہے کہ باری تعالی نے باوجود قدرتِ عدم برعایتِ مصلحت بطور ترفع اختیار فرمایا اہل سنت کے مذہب مین اللہ عزوجل کے کمالات اوسکے یا کسی کے قدرت و اختیار سے نہین بلکہ باقتضائے نفس ذات بے توسط قدرت و ارادہ و اختیار اوسکی ذات پاک کے لیے واجب و لازم ہین نہ کہ معاذ اللہ وہ اوسکی صنعت یا اونکا عدم اوسکے زیر قدرت تمام کتب کلامیہ اسکی تصریح سے مالا مال وہ احادیث و آثار تمھارے کان تک بھی پہنچے ہونگے جنمین کلام الٰہی کو باختیار الٰہی ماننے والا کافر ٹھہرا ہے اور عجب نہین کہ بعض اونمین سے مین بھی ذکر کرون مگر مجھے یہان حیرت ہے کہ اس مباحث عتی کو کیونکر الزام دون اگرچہ کہتا ہون کہ صفات کمالیہ الٰہی کا اختیاری اور اونکے عدم کا زیر قدرت باری نہونا ائمہ اہل سنت کا مسئلہ اجماعی ہو تو اوس نے جیسے اوپر مسائل اجماعیہ تنزیہ و تقدیس کو بدعت حقیقیہ لکھدیا یہان

ہتے کون اوسکی زبان پکڑتا ہے کہ ائمہ اہل سنت سب بدعتی تھے اور اگر یون دلیل قائم کرتا
ہون کہ صفت کمال کا اختیاری اور اوسکے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب و منقصت
ہی کہ جب کمال اختیاری ہوا کہ چاہے حاصل کیا یا نہ کیا تو عیب و نقصان بھی روا ٹھہرا
اور مولی سبحانہ و تعالی کا موصوف بصفات کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہوا تو یہ اومن بدتر
کا عین مذہب ہے وہ صاف لکھ چکا کہ باری عزوجل مین عیب و آلائش کا آنا ممکن
مگر ہان ان پیرون سے اتنا کہونگا کہ آنکھ کھول کر دیکھتے جاؤ کس معتزلی کرامی کو
امام جانتے ہو جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہل سنت و جماعت کو رد کرتا جاتا ہی پھر نہ کہنا کہ ہم سنی ہین
تنبیہ نبیہ حضرت نے صفات کمالیہ باری جل و علا کا اختیاری ہونا کچھ فقط صفت صدق
ہی مین نہ لکھا بلکہ مسئلہ علم آلہی مین بھی اسکی تصریح کی کتاب تفویت الایمان مسمی بہ تقویۃ الایمان
ع برعکس نہند نام زنگی کافور مین صاف لکھدیا غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار مین ہو
کہ جب چاہیے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہی حاش للہ اللہ عزوجل
پر صریح بہتان ہی۔ دیکھو یہان کھلم کھلا اقرار کر گیا کہ اللہ تعالی چاہی تو علم حاصل کرے چاہے
جاہل رہے شاباش بہادر اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر اہل سنت کے مذہب مین ازلاً ابداً
ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہی کہ نہ وہ کسی کے ارادہ و اختیار سے نہ اوسکا حاصل ہونا یا
زائل ہو جانا کسی کے قابو و اقتدار مین پیرو صاحبو ذرا اپنے طائفہ کی بد مذہبیان گنتے جاؤ
اور اپنے امام معظم کے لیے ہم اہل سنت کے امام اعظم ہمام اقدم امام الائمہ سراج الامہ
امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو فقہ اکبر مین فرماتے
ہین صفاته تعالی فی الازل غیر محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة
او محدثة او وقف فيها او شك فيها فهو كافر بالله تعالی صفات آلہی ازلی ہین

نہ حادث نہ کسی کے مخلوق توجو اونھین مخلوق یا حادث بتائے یا اونمین تردد کرے
یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کا منکر **اقول** وجہ اسکی وہی ہے کہ صفات
مقتضائے ذات تو اونکا حادث و قابل فنا ہونا ذات کے حدوث و قابلیت فنا کو
مستلزم اور یہ عین انکار ذات ہو والعیاذ باللہ رب العلمین **تازیانہ ۲ اقول**
وباللہ التوفیق جب صدق الٰہی اختیاری ہوا اور قرآن عظیم قطعاً اوس کا کلام صادق
تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا مقتضائے ذات نہو ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور
صدق لازم قرآن اور لازم لازم لازم اور لازم کا اختیاری ہونا بداہۃً باطل اور باجماع
مسلمین جو کچھ ذات و مقتضائے ذات کے سوا ہے سب حادث و مخلوق تو دلیل قطعی سے
ثابت ہوا کہ مولائے وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم اس بارے مین اگرچہ حضرت
عبداللہ بن مسعود[1] و عبداللہ بن عباس[2] و جابر بن عبداللہ[3] و ابو درداء[4] و حذیفہ بن الیمان[5]
و عمران بن حصین[6] و رافع بن خدیج[7] و ابو حکیم شامی[8] و انس بن مالک[9] و ابو ہریرہ[10] دس صحابہ
کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حدیثون سے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مخلوق کہنے والے کو کافر بتایا مگر ازانجا کہ ائمہ محدثین کو ان احادیث

---

[1] الشیرازی فی الالقاب و الخطیب و من طریقہ ابن الجوزی بوجہ اخر ۱۲ منہ [2] ابو نصر السجزی
فی الابانۃ عن اصول الدیانۃ ۱۲ منہ [3] اخرج عنہ الخطیب ۱۲ منہ [4] الدیلمی فی مسند الفردوس
۱۲ منہ [5] الشیرازی فی الالقاب و الدیلمی فی مسند الفردوس بوجہ اخر ۱۲ منہ [6] الدیلمی من
طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ [7] کالذی قبلہ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ [8] روی عنہ الخطیب
۱۲ منہ [9] الدیلمی و ھو عند الخطیب بوجہ اخر ۱۲ منہ [10] ابن عدی فی الکامل ۱۲ منہ [11] البیہقی فی
الاسماء و الصفات اسانید مظلمۃ لا ینبغی ان یحتج بشئ منہا ولا ان یستشہد بہا ابن الجوزی
موضوع ۔ الذھبی فی المیزان و الحافظ فی اللسان و السخاوی فی المقاصد باطل
القاری فی المنح لا اصل لہ السیوطی فی اللآلی ما رأیت لہذا الحدیث من طرق ۱۲ منہ سلمہ

قرآن مجید کو مخلوق ماننے والے کو ہر پیشوا نے کافر کہا

مین کلام شدید ہے لہذا آثار و اقوال صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام علیہم رضا المنعام استماع کیجیے (ارشاد آثار ۱۰) امام لالکائی کتاب السنہ مین بسند صحیح روایت کرتے ہین انبأنا الشیخ ابو حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ انبأنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا محمد بن ہرون الحضرمی حدثنا القاسم بن العباس الشیبانی حدثنا سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار قال ادرکت تسعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقولون من قال القرآن مخلوق فہو کافر یعنی حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہین مین نے رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے نو صحابہ کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے کافر ہے (۱۱) بیہقی کتاب الاسماء و الصفات مین امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ و عن آبائہ الکرام سے راوی کہ مخلوقیت قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے انہ یقتل ولا یستتاب قتل کیا جائے اور اوس سے توبہ نہ لین (۱۲) اوسی مین امام علی بن مدینی سے منقول انہ کافر (۱۳) اوسی مین امام مالک سے مروی کافر فاقتلوہ کافر ہے اوسے قتل کرو (۱۴) جزء الفیل مین یحیی بن ابی طالب سے روایت من زعم ان القرآن مخلوق فہو کافر جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے ذکر ہذہ الاربع الامام السخاوی فی المقاصد الحسنۃ (۱۵) امام احمد کتاب السنۃ مین فرماتے ہین من قال القرآن مخلوق فہو عندنا کافر لان القرآن من صفۃ اللہ قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی صفتون سے ہے (۱۶) امام عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہین من قال القرآن مخلوق فہو زندیق جو کہے قرآن مخلوق ہے وہ بے دین ہے (۱۷) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہین

القرآن کلام اللہ من قال مخلوق فھو کافر قرآن کلام الٰہی ہے جو اوسے مخلوق کہے
کافر ہے (۱۸) عبداللہ بن ادریس کے سامنے خلق قرآن ماننے والون کا ذکر ہوا کہ
اپنے آپ کو موحد کہتے ہین فرمایا کذبوا لیس ھؤلاء بموحدین ھؤلاء زنادقۃ من
زعم ان القرآن مخلوق فقد زعم ان اللہ مخلوق ومن زعم ان اللہ مخلوق
فقد کفر ھؤلاء زنادقۃ جھوٹے ہین وہ موحد نہین زندیق ہین جس نے قرآن کو
مخلوق کہا اوس[۱] نے خدا کو مخلوق کہا اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہوا یہ بیدین
ہین (۱۹ تا ۲۱) وکیع بن الجراح ومعاذ بن معاذ ویحیی بن معین فرماتے
ہین من قال القرآن مخلوق فھو کافر (۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا من زعم
ان القرآن مخلوق فھو کافر (۲۳ و ۲۴) شبابہ بن سوار وعبدالعزیز بن ابان
قرشی فرماتے ہین القرآن کلام اللہ ومن زعم انہ مخلوق فھو کافر قرآن کلام اللہ
ہے جو اوسے مخلوق مانے کافر ہے (۲۵) امام یزید بن ہارون نے فرمایا واللہ الذی
لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم عالم الغیب والشھادۃ من قال القرآن مخلوق فھو
زندیق قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہین بڑا مہربان رحمت والا حاضر غائب
سب کا خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے اوردھذہ کلا واخر فی الحدیقۃ
الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ للعلامۃ النابلسی (۲۶) سیدنا امام اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصایا مین فرماتے ہین من قال ان کلام اللہ مخلوق فھو
کافر باللہ العظیم جو قرآن کو مخلوق کہے اوس نے عظمت والے خدا کیساتھ کفر کیا

[۱] اقول وجہ ملازمت ظاہر ہے کہ ہر مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات اور حدوث لازم حدوث ملزوم کو مستلزم اور ہر حادث مخلوق تو خلق صفت ماننے کو خلق ذات ماننا لازم۔ حضرات نجدیہ غور کرین کہ یہ لازم شنیع یعنی معاذ اللہ ذات باری کا حادث مخلوق ہونا اون کے امام پر بھی لازم آیا یا نہین۔ غنیمت جانین کہ لازم قول قول نہین ہوتا ۱۲ منہ دام فیضہ۔

(٢٧) امام فخر الاسلام فرماتے ہین قد صح عن ابی یوسف انہ قال ناظرت ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی فی مسئلۃ خلق القرآن فاتفق رأیی ورأیہ علی ان من قال بخلق القرآن فهو کافر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی سے بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ اونھون نے فرمایا مین نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مسئلہ خلق قرآن مین مناظرہ کیا بالآخر میری اور اونکی رائے متفق ہوی کہ خلق قرآن ماننے والا کافر ہو (٢٨) مولنا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اسے نقل کرکے فرماتے ہین صح ہذا القول ایضا عن محمد یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے بھی بسند صحیح مروی ہوا (٢٩ و ٣٠) فصول عمادی پھر فتاوی عالمگیری مین ہے من قال بخلق القرآن فهو کافر (٣١) خلاصہ مین ہے لو قال تا قرآن آفریدہ شدہ است یا پیغمبر نہادہ شد یکفر الخ (٣٢) خزانۃ المفتین مین ہے من قال بخلق القرآن فهو کافر فص سئل نجم الدین النسفی عن معلمۃ قالت تا قرآن آفریدہ شدہ است یا پیغمبر بی استاد نہادہ شدہ است هل یقع فی نکاحها شبهۃ قال نعم لانها قالت بخلق القرآن ایها المسلمون امام وہابیہ کے صرف اس ایک قول کے متعلق صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین و علمائے دین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے یہ بتیس ٣٢ فتوے ہین جن کی روسے اوس پر کفر لازم اور اوسکے بہت اقوال کہ اسکے مثل یا اس سے بھی شنیع تر ہین اونکا کہنا ہی کیا ہے ع قیاس کن ز گلستان او بہار مرا

اللھم انا نسألک الختام علی الایمان والسنۃ امین امین یا عظیم المنۃ

یہ چار تازیانے خاص اس امر کے اظہار مین تھے کہ مولائے نجدیہ نے اس ایک قول مین کتنی کتنی بدمذہبیان کین معتزلیت کرامیت وغیرہا کس کس طرح کی ضلالتین

ہین۔ کیسا کیسا عقائد اجماعیۂ اہل سنت کو جھٹلایا۔ اللہ عزوجل کی جناب مین گستاخی
وبے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا جب بحمد اللہ تضلیل مستدل سے فراغت پائی اب بتوفیقہ
تعالیٰ تذلیل دلیل کیطرف چلیے یعنی اس ہذیان دوم مین جو اوس نے امکان کذب باری
پر ایک فریبی مغالطہ دیا اوس کا رد بلیغ سنیے ذرا اوسکی تقریر مغالطہ پر پھر ایک نظر
ڈال لیجے کہ تازہ ہو جائے حاصل اوس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باریتعالی
کے صفات کمال سے ہو جس سے اوسکی مدح کی جاتی ہو اور صفت کمال و قابل مدح یہی ہے
کہ کذب پر قادر ہو کر اوس سے بچے سرے سے قدرت ہی نہوی تو عدم کذب مین کیا خوبی
ہو پتھر کی کوئی تعریف نکریگا کہ جھوٹ نہین بولتا یوہین جو کذب کا ارادہ کرے مگر کسی مانع
کے سبب بول نہ سکے عقلا اوسکی بھی مدح نہ کرینگے اب بتوفیق اللہ تعالیٰ پہلے نقوض اجمالی لیجے پھر حل
مغالطہ کا فرد ہ لیجیے واللہ الہادی وولی الایادی **تازیانہ ۵**۔ رب عزوجل فرماتا ہے وما انا بظلام
للعبید مین بندونکے حق مین ستمگر نہین اور فرماتا ہے ولا یظلم ربک احدا تیرا رب کسی پر ظلم نہین کرتا اور فرماتا ہے
ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہین فرماتا **اقول** ان آیات مین مولی
عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی۔ کیون ملاجی بھلا جو ظلم پر قدرت ہی نہ رکھے اوسکی بے ظلمی

---

۵۵ **اقول** اس احمق کا سارا ہذیان رفع کرنیکو حرف اوتنا جملہ کافی جو تنزیہ دوم مین زیر دلیل بست و چہارم گزرا کہ اللہ عزوجل ہر ہر
شے بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نرکھتی ہو ظاہر ہو کہ نفی کمال سے مدح ہو نیسے رہی مدح اوسکی نفی سے ہوگی جو کمال نہین اور
جو کچھ کمال نہین وہ سب باری عزوجل کیلیے محال یہان ٹھیک ہو تو یہی دو حرف بس ہین ۱۲ منہ ۵۶ بحمد اللہ یہ نقض رفیع وبدیع
لامی شنیع کی ساری تقریر قطع کو سرتاپا حاوی جس سے اوسکے ہذیانون کا ایک حرف نہ بچ سکے اوس تقریر پریشانکو پیش نظر رکھ لیجیے
اور یون کہہ چلیے ظلم الٰہی محال نہین ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت باری سے زائد ہو کہ ظلم وستم اکثر آدمیونکی قدرت مین ہی
ہان ظلم خلاف حکمت ہو تو ممتنع بالغیر ہوا اسیلیے عدم ظلم کو کمالات حضرت حق سبحانہ سے گنتے اور اس سے اوسکی تعریف کرتے ہین بخلاف
ججر وشجر کہ او نھین کوئی عدم ظلم سے ستائش نہین کرتا اور ظاہر ہو کہ صفت کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر رعایت مصلحت مقتضائے
حکمت آلائش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے آیسا ہی شخص سلب عیب ظلم و اتصاف کمال عدل سے ممدوح ہوگا بخلاف اوسکے جسکے اعضا
وجوارح بیکار ہو گئے ہون کہ ظلم کر ہی نہین سکتا یا قوت متفکرہ فاسد ہو گئی ہو کہ معنی ظلم سمجھنے اور اوسکا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے

کی کیا تعریف یون تو تپھر کی بھی ثنا کیجیے کہ ظلم نہین کرتا اسی طرح جو صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم
بالا کا خوف مانع آئے عقلا اوسکی بھی مدح نہ کرینگے تو لاجرم باری عزوعلا کو ظلم پر قادر کہیےگا
سبحن اللہ تم سے کیا دور جب کذب وغیرہ ہر عیب وآلائش پر قدرت مان چکے تو ظلم مین کیا ستم کھا
ہے مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ ظلم کہتے ہین ملک غیر مین تصرف بیجا کو جب باری سبحانہ وتعالی کو اسپر
قادر مانیےگا تو پہلے بعض اشیا کو اوسکی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجیے مسلمانو
کو تو بزور زبان و زور بہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر مشرک بنجایئے قال تعالی للہ
ما فی السموت وما فی الارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین)
وقال تعالی قل لمن ما فی السموت والارض قل للہ تو فرما کس کا ہے جو کچھ آسمانون اور
زمین مین ہے تو فرما اللہ کا ہے) وقال تعالی ام لھم شرک فی السموت والارض کیا
اون کا ساجھا ہے آسمانون اور زمین مین) ولہذا اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم
کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہین۔ شرح فقہ اکبر مین ہے لا یوصف اللہ تعالی
بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر
ولا یفعل باری تعالی کو ظلم پر قادر نہ کہا جائیگا کہ محال زیر قدرت نہین آتا اور معتزلہ کے
نزدیک قادر ہے اور کرتا نہین) بیضاوی وعمادی وغیرہما تفاسیر مین ہے الظلم
یستحیل صدورہ عنہ تعالی اھ ملخصا اللہ تعالی سے ظلم صادر ہوتا محال ہے) تفسیر
روح البیان مین ہے الظلم محال منہ تعالی اللہ تعالی سے ظلم محال ہے) تفسیر کبیر مین
ہے الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالی ان الظلم عبارۃ عن التصرف
فی ملک الغیر والحق سبحانہ لا یتصرف الا فی ملک نفسہ فیمتنع کونہ ظالما و
ایضا الظالم لا یکون الٰہا والشئ لا یصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ الظلم

لکان زوال الٰھیتہ صحیحا وذالک محال اھ ملخصاً ظلم الٰہی محال ہونیکی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملک غیر مین تصرف سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک مین کرتا ہے تو اوسکا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم خدا نہین ہوتا اور شئے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اوسکے سب لوازم ذاتیہ ممکن ہون تو اگر ظلم الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے اوسی مین زیر قولہ تعالیٰ ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ۔ الآیۃ کہتے ہین الظالم سفیہ خارج عن الالٰھیۃ فلو صح منہ الظلم لصح خروجہ عن الالٰھیۃ ظالم بے وقوف ہے خدائی سے خارج تو اگر خدا سے ظلم ممکن ہو تو اوس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو یہ تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول مین وعدہ کر آئے تھے **تازیانہ ۔٦۔** قال ربنا تبارک وتعالیٰ وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا (تو کہہ سب تعریفین اوس خدا کو جسنے اپنے لیے بیٹا نہ بنایا) وقال تعالیٰ حاکیا عن الجن وانہ تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا (بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے اپنے لیے نہ عورت اختیار کی نہ بچہ) **اقول** ان آیات مین سبوح قدوس جل جلالہ نے یون اپنی تعریف فرمائی اب بھلا میانجی کہین اپنی دلیل سے چوکتے ہین ضرور کہین گے کہ اونکا خدائے موہوم چاہے تو بیاہ کرے بچے جنائے مگر عیب ولوث سے بچنے کو فرد رہتا ہے جب تو صفت مدح ٹھہری ورنہ سرے سے قدرت ہی نہو تو خوبی ہی کیا ہے یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرمایا گیا سیدا وحصورا (سردار اور عورتون سے پرہیز رکھنے والا) حیز نامرد کی کون تعریف کریگا کہ عورتون سے بچتا ہے **تازیانہ ۔٧۔** قال المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ وما کان ربک نسیا (تیرا رب بھولنے والا نہین) **اقول** اب دہلوی ملا اپنی ہذیانی دلیل کو آیۂ کریمہ مین جاری کر دیکھے رب تعالیٰ

ذکر ہا نے عدم نسیان سے اپنی مدح فرمائی اور صفت کمال و قابل مدح یہی ہے کہ باوجود امکان نسیان عیب و لوث سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے پتھر کی کوئی تعریف نہ کریگا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان قطعًا اوسے بھی حاصل۔ یوہین اگر ایک شخص بالقصد کسی مسئلہ کا بھلا دینا چاہتا اور عمدًا اپنے دل کو اوسکی یاد سے پھیرتا ہی مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی یاد دلاتا ہے یون بھلانے پر قدرت نہین پاتا عقلا ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح کرینگے تو لاجرم واجب کہ باری سبحانہ کا نسیان ممکن ہو اور وہ اپنے علوم بھلا دینے پر قادر تعالیٰ عن ذٰلک علوًا کبیرًا **تازیانہ** ۔۸ آیہ کریمہ لا یضل ربی ولا ینسٰی (میرا رب نہ بہکے نہ بھولے) **اقول** موسیٰ کلیم علی سیدہ وعلیہ الصلاۃ والتسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی ثنا کی اگر دہلوی سیانجی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری عزوجل کا بہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی مین ہے کہ باوصف امکان عیب و لوث سے بچنے کو ضلال مین نہ پڑے اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی تو مجبوری کی بات مین تعریف کاہے کی پتھر کو کوئی نہ کہے گا کہ یہ راہ نہین بھولتا یا جب پھینکتے ہین تو سیدھا زمین ہی پر آتا ہے کبھی بہک کر آسمان کو نہین چلا جاتا اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ بتا دیجائے یون بہکنے نپائے اسمین بھی کوئی تعریف نہین **یہ چار تازیانے** نقض کے لیے بس ہین اور جو شخص طرز تقریر سمجھ لیا اوسپر اور نقوض کثیرہ کا استخراج آسان مگر انصاف یہ ہی کہ جو گستاخ دہان دریدہ حیا پریدہ اپنے رب کیلیے دنیا بھر کے عیب و آلائش روا کر چکا۔

لہ مثلًا قال اللہ تعالیٰ وما اللہ بغافل عما تعملون ہ اللہ غافل نہین تمہارے کامون سے) تو ملاجی کے مسلک پر لازم کہ اوسکی غفلت ممکن ہو۔ وقال اللہ تعالیٰ اولم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ولم یعی بخلقھن الآیہ۔ کیا اونھون نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھکا اون کے بنانے سے) اب ملاجی کہینگے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن وعلیٰ ہذا القیاس ۱۲ منہ۔

اور اس سے ان استحالون کا ذکر ہے حاصل کہ وہ سہو و ضلالت و جماع و ولادت سب کچھ گوارا کریگا

تیر بر جاہ انبیا انداز	طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب زی و انچہ دانی گو	بیحیا باش و ہرچہ خواہی کن

تازیانہ ۹۱ قول ع عیبے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوی ٭ جامعیت اوصاف عجب چیز ہے اور مجموعہ کا فضل آحاد پر ظاہر۔ دہلوی ملا کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف بدعت عطا فرمائی تھی دنیا بھر مین کم کوئی طائفہ ارباب ضلالت نکلے گا جس سے ان حضرت نے کچھ تعلیم نہ لی ہو پھر ایجاد بندہ او سپر علاوہ تو اس نئے فتنہ کو چاہے عطر فتنہ کہیے یا ضلالت کی گھانیون کا عطر مجموعہ۔ اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکان کذب باری عزوجل پر قائم کی حاشا اونکی اپنی تراشی نہین کہ وہ دین مین نئی بات نکالنے کو بہت برا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذہ کاملہ حضرات معتزلہ خذلہم اللہ تعالی سے سیکھ کر لکھی ہے اون خبیثون نے بعینہ حرف بحرف اسی دلیل سے مولی تعالی کا امکان ظلم نکالا تھا اور جو نقض فقیر نے ان حضرت پر کیے بعینہ ایسے ہی نقضون سے ائمہ اہل سنت نے اون ناپاکون کا رد فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین زیر قولہ عزوجل ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ فرماتے ہین قالت المعتزلۃ الآیۃ تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترک فعل قبیح لم یصح منہ ذلک التمدح الا اذا کان ہو قادرا علیہ الا تری ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ لا یذہب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالی تمدح بانہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ولم یلزم ان یصح ذلک علیہ وتمدح بانہ لا تدرکہ الابصار ولم یدل ذلک عند المعتزلۃ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار یعنی معتزلہ

نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالی ظلم پر قادر ہے اس لیے کہ رب عز
وجل نے اوس مین ترک ظلم سے اپنی مدح فرمائی اور کسی فعل قبیح کے ترک پر مدح بھی صحیح
ہوگی کہ اُسے اوسکے کرنے پر قدرت ہو آخر نہ دیکھا کہ نجا اپنی تعریف نہین کر سکتا کہ مین
راتونکو چوری کے لیے نہین جاتا ۔ مسلمان دیکھین کہ معتزلی ذلیل کی یہ بیہودہ دلیل بعینہ
وہی ہذیان ملاے ضلیل ہے یا نہین فرق یہ ہے کہ اونھون نے اوس قدیم العدل پر
تہمت ظلم رکھی اِنھون نے اوس واجب الصدق پر افترای کذب اوٹھایا اونھون نے
بتقدیر تنزہ اپنے رب کو نجے سو تشبیہ دی انھون نے گونگے اور پتھر سے ملایا وفی ذلک اقول ع

ہم امنوا ظلما بظلم ملیکھم	ذا قائل کذبا بکذب الٰہہ
لاغرو فیہ اذا القلوب تشابہت	فالشبہ نزاع الی اشباھہ

اب ائمہ اہل سنت کا جواب سنیے امام ممدوح فرماتے ہین اس دلیل سے جواب یہ ہے
کہ اللہ تعالی نے اپنی تعریف فرمائی کہ اوسے غنودگی و خواب نہین آتی اس سے یہ لازم نہ آیا
معاذ اللہ یہ چیزین اوسکے لیے ممکن بھی ہون اور اوسنے اپنی تعریف فرمائی کہ نگاہین اُسے
نہین پاتین اس سے معتزلہ کے نزدیک اُسپر نظر پہنچنے کا امکان نہ نکلا انتہی کیون ہم نہ کہتے تھے
ع انچہ شوخان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔ تازیانہ ۔ ا ۔ وھو الحل **اقول** وباللہ التوفیق
صفات مدائح کے درجات متفاوت ہین بعض مدائح اولی ہوتے ہین یعنی اعلی درجہ کمال اور بعض
تنزلی یعنی فائت الکمال کے مبلغ کمال پہنچو اُسکی حق مین مدح ہونگے جو مدائح اولی نہین رکھتا
صاحب کمال تام کا اُسپر قیاس جہل و وسواس مثلاً عبادت و تذلل و خشوع و خضوع و انکسار
و تواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہین اور باری جل شانہ پر محال کہ ان کا مدح ہونا فوت
کمال حقیقی یعنی معبودیت پر مبنی تھا معبود عالم عز جلالہ کے حق مین عیب و منقصت ہین

بلکہ اوسکے لیے مدح تعالی وتکبر ہے جل وعلاو سبحانہٗ تعالی یونہین ترک نقائص و معائب
مین مخلوق کی مدح بالقصد باز رہنے پر مبتنی ہونا بھی اوسکے نقصان ذاتی پر مبنی کہ وہ
اپنی ذات مین سبوح قدوس و واجب الکمال و مستحیل النقصان نہین بلکہ جائز العیوب
والقبوح ہے اور بنظر نفس ذات کے عیوب و نقائص سے منافات نہین رکھتا تو
غایت مدح اوسکے لیے یہی کہ جہانتک بنے اس ممکن سے بچے اور تلوث سے بھاگے ولہذا
جہان بوجہ فقدان اسباب و آلات بعض معایب و فواحش کی استطاعت نہ رہے
وہان مدح بھی نہوگی جیسے نامرد یا لنجھے اپاہج گونگے کا زنا نکرنا چوری کو نجانا جھوٹ نہ بولنا
کہ مناط مدح کہ وہ بھاگنا اور اپنے نفس کو باز رکھنا تھا یہان مفقود اور جب امکان ہی
تو کیا معلوم کہ عصمت بی بی از بیچادری نہین شاید اسباب سالم ہوتے تو مرتکب ہوتا۔ سفیہ
جاہل نے اپنے رب جل وعلا کو بھی انھین گونگون لنجھون بلکہ اینٹون پتھرون پر قیاس کیا اور
جبتک عیب و نقصان سے متصف نہو سکے عدم عیب کو مدح نہ سمجھا حالانکہ یہ مدح اوالی و کمال
حقیقی تھا کہ وہ اپنی نفس ذات مین متعالی و قدوس و سبوح و واجب الکمالات و
مستحیل القبوح ہے تعالی و تقدس تو یہان عیب ممکن سے باز رہنے اور بطور ترفع بالقصد
بچنے کی صورت ہی متصور نہین نہ حاشا للہ یہ اُسکے حق مین مدح بلکہ کمال مذمت و قدح
ہو وللہ العزۃ جمیعا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **تنبیہ نفیس** ایہا
المسلمون ایک عام فہم بات عرض کرون سفیہ جاہل کا سارا مبلغ سعی یہ ہے کہ کذب
پر قدرت پاکر ہی اوس سے بچنا صفت کمال ہے نہ کہ کذب ممکن ہی نہو **اقول** جب
کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا اور جو ضروری نہین وہ ممکن الزوال تو حاصل
یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے زوال ہو سکے اور جو ایسا کمال ہو جس کا زوال محال تو

کمال ہی کیا ہے سبحن اللہ یہ بھی ایک ہی ہوئی۔ آو احمق کمال حقیقی وہی ہے جس کا زوال
امکان ہی نہ رکھے ہر کمال قابل زوال عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال جسکلما نو شدا انصاف
باری عزوجل کا صدق یون ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہو سکتا ہے یہ کمال ہوا یا یون
کہ وہ سبوح قدوس تبارک و تعالی ایسا سچا ہے جسکا جھوٹا ہونا قطعاً محال آہ اہل اسلام
ان دونون باتون کو میزان ایمان مین تول کر دیکھین کہ کون گستاخ بے ادب اپنے رب
کی تنزیہ کو بدعت و ضلالت جاننے والا بحیلۂ مدح اوسکی مذمت و تنقیص پر اوترتا ہے اور
کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولی کی تقدیس کو اصل دین ماننے والا اُسکے صدق و
نزاہت و جملہ کمالات کو علی وجہ الکمال ثابت کرتا ہے والحمد للہ رب العلمین ہ وقیل
بعداً للقوم الظلمین ہ للہ الحمد اس **عشرہ کاملہ** نے ہذیان ناپاک گستاخ بیباک کی دھجیان
اوڑا دین مگر ہنوز اوسکی نزاکتون کو تو بس نہین ع صد سال میتوان سخن از زلف یار گفت
ابھی حضرت کی اس چار سطری چار دیواری مین شواہد و زوائد و غیرہا مفاسد سے بہت
ابکار افکار ستم کیش عیار آہوان[1] مردم شکار کی چہلبل نظر آتی ہے جنھین بے خدمت کا مل
تسکین بالغ ناشاد نامراد رہ سکتا بلکہ تا چھوڑ جانا خلاف مروت و فتوت ذاتی ہے
لہذا اپنے سمند رہوار غضنفر خونخوار صاعقۂ برق بار کی دوبارہ عنان لیتا اور خامۂ پختہ کار
شہزور شہسوار شیر گیر ضیغم شکار کو از سر نو رخصت جولان دیتا ہون و باللہ التوفیق

تازیانہ ۱۱ **قولہ** عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند **اقول** اس
ہوشیار عیار کی چالاکی دیدنی صدق کو چھوڑا عدم کذب پر مباحثہ چھیڑا تا کہ جماد وغیرہ
کی نظیر مین جا سکے ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہین کہہ سکتے مگر یہ ٹھیک ہے کہ جھوٹا نہین لہذا انکا

[1] آہو وحشی معروف و مجاز امعشوق و بمعنی عیب و خطا و این جا ہمین معنی مراد ست و وصف مردم شکاری بیام
معنی ثانی بر بنائے آن اضلال و اغوای عوام ست کہ ازین خطایای امام الوہابیہ سر برمیزند ۱۲

قلب حاضر اور عقل ناظر ہو تو فقیر ایک نکتہ بدیعہ القا کرے سلب کسی شے کا بنفسہ ہرگز صفت
کمال نہین ورنہ لازم آئے کہ معدومات کرورون اوصاف کمال سے موصوف و اعلی
درجہ مدح کے مستحق بلکہ باریتعالی کی تنزیہ و تقدیس مین اوسکے شریک ہون کہ بحالت
عدم موضوع سب سلب یہین جمع ہے سے موجود ہی نہین وہ جسم بھی نہین جہت مین بھی نہین زمان
مین بھی نہین مکان مین بھی نہین مصور بھی نہین محدود بھی نہین مرکب بھی نہین متجزی
بھی نہین حادث بھی نہین متناہی بھی نہین کاذب بھی نہین ظالم بھی نہین مخلوق بھی
نہین فانی بھی نہین ذی زوجہ بھی نہین ذی ولد بھی نہین اوسے خواب بھی نہین اونگھ
بھی نہین بہکنا بھی نہین بھول بھی نہین - بیس ۲۰ یہ اور ان جیسے صدہا اور سب صادق
ہین مگر کوئی مجنون ہی ان سلوب کو اوس مسلوب کے لیے صفت مدح و کمال جانیگا
ہان عیوب و نقائص کا سلب اوسوقت معرض مدح و بیان کمال مین آتا ہے جب کسی
صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور وصف مدح سے منبی ہو ولہذا قضایاے مذکورہ باری
عز و جل کے مدائح سے ہین کہ ان چیزونکا سلب اعظم صفات کمال یعنی وجوب وجود کے ثبوت سے
ناشی اور انکے بیان سے اوسکا سبوح و غنی و قدوس و متعالی ہونا ظاہر باری عز و جل کو
کہنا کہ متجزی نہین بیشک مدح ہے کہ اس سے اوسکا غنا سمجھا گیا اور نقطہ کو کہنے مین
کچھ تعریف نہین کہ اوسکے لیے خوبی نہ نکلی کہ وہان غنا درکنار تجزی محتاج کے محتاج
المحتاج کی محتاجی ہے و علی ہذا القیاس جب یہ امر ممہد ہو لیا تو ظاہر ہو گیا کہ حقیقۃً
صدق صفت کمال ہے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے مین
بھی صادق البتہ سلب کذب وہان مفید مدح جہان اوسکا سلب ثبوت صدق کو
مستلزم ہو مثلاً زید عاقل ناطق کی تعریف یہ کیجیے کہ جھوٹا نہین بیشک تعریف ہوی

نمبر ۷۰ سلب کسی شے کا صفت کمال نہین

کہ جھوٹا نہین تو آپ ہی سچا ہوگا اور سچا ہونا صفت کمال تو اس سلب نے ایک صفت
کمال کا ثبوت بتایا لہذا محل مدح مین آیا جہان ایسا نہو وہان زنہار نہ مفید مدح نہ مظہر کمال
یہ نکتہ بدیعہ ملحوظ رکھیے پھر دیکھیے کہ عیار بہادر کی دی ہوئی نظیرین کیا کیا گیے کو پہنچتی
ہین واللہ الموفق **تازیانہ ۱۲ و ۱۳ قولہ** اخرس وجماد کہ کسے ایشان را بعدم کذب
مدح نمی کند **اقول** دونون نظیرون پر پتھر پڑے ہین گنگ و سنگ کی کیون مدح کرین
کہ وہان سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہین گونگا یا پتھر اگر جھوٹا نہوا تو کیا خوبی کہ
سچا بھی تو نہین تو وہ استلزام صفت کمال جو مبنائے مدح تھا یہان منتفی۔ تسریہ ہے کہ منفصل
حقیقیہ کے مقدم و تالی مین جب دو صفت مدح و ذم محمول ہون تو جس فرد موضوع
سے ذمیہ کو سلب کیجیے مدحیہ ثابت ہوگی کہ یہان ہر ایک کا رفع دوسری کے وضع کو
مستلزم بخلاف اون چیزون کے جو زیر موضوع مندرج ہی نہین کہ اونسے دونون محمول کا
ارتفاع معقول پھر سلب مستلزم ثبوت مدح پر کیونکر محمول یہان قضیہ کل متکلم مخبر اما
صادق واما کاذب تھا اخرس وجماد پر سرے سے وصف عنوانی ہی صادق نہین
پھر عدم کذب انکے لیے کیا باعث مدح ہو دیکھا او ذی ہوش یہ فارق ہے نہ وہ کہ جبتک عیب
ممکن نہو کمال حاصل ہی نہین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **تکمیل جمیل**
اقول او جھوٹی نظیرون سے بیچارے عوام کو چھلنے والے اس تفرقہ کی سچی نظیر دیکھیے مسلمان
کو اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہیے رافضی وہابی خارجی معتزلی جبری قدری
ناصبی وغیرہ نہین تو بیشک اوسکی بڑی تعریف ہوئی اور بعینہٖ یہی کلمات کسی کافر کے
حق مین کہیے تو کچھ تعریف نہین حالانکہ یہ سالبہ قضیے دونون جگہ قطعاً صادق تو کیا
اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا لہذا محمود ہوا

اور اُس کافر کو رافضی وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی لہذا مدح نہ ٹھہرا کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا بلکہ تفرقہ وہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہین تو مسلمان کے حق مین اون پتھر کی نفی سنی ہونے کا اثبات کریگی لہذا اعظم مدائح سے ہوا اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج تو انکی نفی سے کسی وصف محمود کا اوسکے لیے اثبات نہ نکلا و لہذا مفید مدح نہ ٹھہرا والحمد للہ علی اتمام الحجۃ و وضوح المحجۃ

تازیانہ ۱۴ قولہ بخلاف کسیکہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد اقول اچھا ہوتا کہ تم بھی اوسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلامون کے بس تو نہ ہوتے اے عقلمند وہ ماؤف اللسان تکلم بکلام صادق بھی نہ کر سکے گا تو عدم مدح کی وہی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوت صدق نہین تازیانہ ۱۵- قولہ

یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد عقد قضیہ غیر مطابق للواقع نمی تواند کرد اقول تم سے بڑھکر فاسد المتفکرہ کون ہوگا پھر کتنے قضایاے باطلہ کا عقد کر رہے ہو بھلا حضرت کیا فساد متفکرہ صرف قضایاے کاذبہ ہی کے لیے ہوگا اور جب مطلقاً ہی تو عقد قضیہ مطابقہ پر بھی قدرت نہوگی تو صراحۃً وہی فارق صادق اور وہم زاہق- ہان جس تام العقل سالم النطق کو لطف الٓہی صدق محض کی استطاعت دی کہ بوجہ مانع غیبی اصدار کذب سے ممنوع و مصروف ہو تو عدم کذب بیشک مدح عظیم ہوگا اوسی وجہ سے کہ اب ثبوت صادقیت کبرے سے منبی اور کمان جلیل یعنی عصمت من اللہ پر مبنی خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موضوع مندرج اور بطور فساد تفکر خارج فظہر التفرقۃ و ذھب الوسوسۃ تازیانہ ۱۶ تا ۱۹- قولہ یا شخصے کہ کلام صادق ازو صادر گردد

و ہر گاہ ارادہ کاذب نماید آواز بند یا زبان ماؤف شود یا کسے دہن او بند یا حلقوم خفہ کند

اقول ایسا تو کیا کہون جو آپ کی طبع نازک کو بالکل خفہ کندہان اتنا کہونگا کہ اب کی
تو اوچھل کرتا رہے ہی توڑ لائے یہ چار نظیرین وہ بے نظیر دی ہین کہ باید وشاید۔ او
عقل کی ٹریا جب وہ عزم تکلم بکذب کر چکا تو کلام نفسی مین کاذب ہو چکا اگرچہ بوجہ مانع
صادر نہ ہو سکا تو اوسکے عدم سے حکم کذب کیونکر ٹرکا کذب حقیقۃً صفت معانی ہے
نہ وصف الفاظ پھر اوسکی مدح کیا معنی قطعاً مذموم ہوگا بھلا ے دے کر اگلی نظیرون
مین عدم کذب کی صورت تو تھی یہان اللہ کی عنایت سے وہ بھی نہ رہی صریح کذب
تحقق وموجود اور عدم کذب کی نظیرون مین معدود جبھی تو کہتے ہین کہ اللہ تعالی جب
گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین **تازیانہ ۴۰ قولہ**

یاکسے کہ چند قضایاے صادقہ یادگرفتہ واصلا بر ترکیب قضایاے دیگر قدرت ندارد

بنا بر علیہ تکلم بکاذب ازو صادر نہ گردد **اقول** یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے جس
مین فقط حفظ صوادق کا شعبدہ بڑھایا مگر کام نہ آیا قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی
اور ایسے شخص سے حفظ قضایا معقول بھی ہے یا نہین اولا انسان مرتبہ عقل بالملکہ
مین بالبداہتہ ترکیب قضایا پر قادر تو سرے سے تصویر ہی باطل اور عقل ہیولانی مین کہ
تعقل انطباعی نہین ہوتا اگر تعقل نسبت خبریہ معقول بھی ہو تاہم حکایت وقصد فاقد
قطعاً غیر معقول اور صدق وکذب باعتبار حکایت ہی ہین نہ باعتبار مجرد علم ورنہ معاذ اللہ
عالم کو اذب کاذب ٹھہرے تو یہان بھی سلب کذب سے ثبوت صدق لازم نہ ہوا اور
وہی فارق پیش آیا **ثانیا** جو اصلا کسی قضیہ حتی قضایای وہمیہ واحکام شخصیہ
بدیہیہ حسیہ پر بھی قادر نہو قطعاً مجانین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جماد سے ملحق تو اوسکا
کلام کلام نہوگا صوت بے صورت ہوگا اور صدق وکذب اولاً وبالذات صفت معانی ہے

نہ وصف عبارات تو بات اگرچہ باینمعنی سچی ہو کہ سامع اوس سے ادراک معنی مطابق للواقع کرے مگر اس سے اوس جمادی آواز کرنیوالے کا صدق لازم نہین کہ معنی متصف بالصدق اوسکے نفس سے قائم نہین حتی کہ علمانے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا اور پر ظاہر کہ صدق وکذب اوصاف خبر ہین نہ شامل مطلق آواز مولٰنا بحر العلوم قدس سرہ فواتح مین فرماتے ہین الکلام الصادر عن المجنون لایکون مقصوداً بالافادۃ فلا یکون حکایۃ عن امر حتی یکون خبراً **تنبیہ وائر وسائر بہ تسفیہ** جملہ نظائر **اقول** ایہا المسلمون سفیہ جاہل نے حتی الامکان اپنے رب مین راہ کذب کذب نکالنے کو تو نظیرین دین مگر بحمد اللہ سب بمعنی ہم نے اسوقت تک اون کے رد مین اس امر پر بنائے کار رکھی کہ عدم کذب بنفسہ کمال نہین جبتک ثبوت کمال پر مبنی نہو اور یہان ایسا نہین اوسکی سزا کو اسی قدر بس تھا مگر غور کیجیے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کاسہ منکوس اور تمام نظائر رو در قفا ہین یعنی یہان عدم قدرت علی الکذب کا بر بنائے کمال ہونا بالائے طاق اونکا بر بنائے عیوب و نقائص ہے کہین عدم عقل کہین عجز آلات کہین لحوق مغلوبی کہین عروض آفات پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح یہ وجہ ہے کہ ان صور مین سلب کذب سے تعریف نہین کرتے نہ وہ جاہلانہ وسفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت ہونا مانع کمال۔ اب ختم الٰہی کا ثمرہ کہ سفیہ جاہل کو خدا وجماد مین فرق نہ سوجھا اوسکا عدم کذب اوسکے کمال عالی یعنی سبوحیت وقدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی کہ الوہیت اپنی حد ذات مین ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور انکا عدم کذب عیوب و نقائص پر مبنی پھر کیسی پورے سرے کی کوری یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص

پر قیاس کرے اور اینٹون پتھرون کے عیوب و نقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے
جاہل پر ایسی نظیر دینی لازم تھی جس مین عدم کذب باآنکہ کمال سے ناشی ہوتا پھر بھی
بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا وانی لہ ذلک اب جو اوس کا حامی بنے سب کو دعوت
عام دیجیے کہ ایسی نظیر ڈھونڈھ کر لاؤ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیۃ **تنبیہ دوم**
اقول اس سے زائد قہر یہ ہے کہ اپنا لکھا خود نہین سمجھتا نظیرون دیکر بالجملہ کہکر آپ ہی
خلاصۂ مطلب یہ نکالتا ہے کہ عدم کذب اگر بربنائے عجز ہو تو مورث مدح نہین معلوم ہوا
کہ ان نظائر مین تحقق عجز و قصور پر مطلع ہے پھر باری عزوجل کے عدم کذب کو ان سے
ملاتا ہے حالانکہ وہان عیب و منقصت پر عدم قدرت زنہار عجز نہین بلکہ عین کمال و
مدحت اور معاذاللہ داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص و مذمت یہ تقریر کافی و وافی طور
پر مقدمۂ رسالہ و نیز رد ثالث ہذیان اول مین گزری اور وہین یہ بھی بیان ہوا کہ عجز
جب ہے کہ جانب فاعل قصور و کمی ہو جیسے اے سفیہ ان تیری نظیرون مین کہ گنگ و
سنگ اپنے نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہین بول سکتے نہ یہ کہ جانب قابل
نالائقی ہو کہ تعلق قدرت کی قابلیت نہین رکھتا جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب
وغیرہ تمام عیوب سے منزہ ہونا اسے ہرگز کوئی مسلم عاقل عجز گمان نہ کریگا مگر یا رب
ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرت سا جاہل اضل وباللہ العصمۃ عن مواقع
الزلل والحمد للہ لاعز لا جل بحمداللہ یہ صرف نظائر پر تازیانون کا دوسرا عشرہ
کاملہ تھا بلکہ خیال کیجیے تو یہانتک اسی مسئلہ کے متعلق سفاہات شریفہ پر سات
تازیانے اور گزرے۔ تازیانۂ اول مین دوسرا ثم اقول جسنے حضرت کا تناقص
بتایا اور ردِ دوم و سوم و دہم کے بعد کی تنبیہات اور بستم کا ثانیا اور اوسکے بعد کی دو

تنبیہین یہ ساتون جداگانہ تازیانے تھے تو حقیقۃً عشرۂ اولیٰ مین چودہ اور ثانیہ مین
تیرہ کل ستائیس تازیانے یہان تک ہوئے چلتے وقت کے تین اور لیتے جائیے
کہ تیس کا عدد جو دونون تنزیہ سابق مین بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہوجائے خصوصًا ان
مین ایک تو ایسا شدید وکامل جس سے جان بچانی مشکل جو آپ کا خلاصۂ مطلب کھولے
اصل مذہب سر چڑھکر بولے وباللہ التوفیق وافاضۃ التحقیق تازیانہ ۲۸
اقول وباللہ التوفیق شاطر عیار نے اگرچہ بظاہر اغوائے جہال کو کہ عوام اہل
اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق مین صریح دشنام سنکر بھڑک نجائین مطلب
دلی کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تقیہ کہ روافض سے بڑھکر اصل اصیل
مذہب نجدیہ ہے یہ کلمات بڑھادیے کہ کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس
ممتنع بالغیر ست مگر اسکے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جوش پر آیا اور نظیرین دینے کا شوق
گرمایا تو کھلے بندون علانیہ بتایا کہ کذب الٰہی مین اصلا امتناع بالغیر کی بو بھی نہین
قطعًا جزمًا جائز وقوعی ہے جس کے وقوع مین استحالۂ عقلی وشرعی درکنار استبعاد
عادی کا بھی نام ونشان نہین ثبوت لیجیے اگر اسکے مذہب مین کذب الٰہی ممکن بالذات
وممتنع بالغیر ہوتا تو نظیرین وہ دیتا جن مین کذب ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہان امتناع
ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث مدح نہین ہوتا اور باری عزوجل کے لیے مدح ہے
تو اوسکے حق مین امتناع ذاتی نہین بلکہ برخلاف اسکے مثالین وہ دین جن مین امتناع
ذاتی کا پتا نہین مثلا جس کا مونھ بند کرلین یا گلا گھونٹ دین اور اسوجہ سے وہ جھوٹ
نہ بول سکے تو ہر ظاہر کہ بولنے پر یقینًا قادر اگر بالفرض امتناع ہے تو اس عارض کی
وجہ سے تو ہوا مگر امتناع بالغیر امام نجدیہ اسے بھی مانع مدح جان کر باری عزوجل سے

۹ امام وہابیہ کے نزدیک خدا کے جھوٹے ہوجانے مین کچھ استبعاد بھی نہین

صراحۃً سلب کرتا ہے پھر کیون منافقانہ کہا تھا ممتنع بالغیر ست صاف کہا ہوتا اصلا از
امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد لے حضرت دور کیون جائیے پہلی بسم اللہ اخرس و جماد ہی
کی نظیر نہ لیجیے بھلا اخرس تو انسان ہے جماد کے لیے بھی کلام محال شرعی تک نہین
صرف محال عادی ہے کتب حدیث دیکھیے بطور خرق عادت ہزارہا بار پتھرون جمادون
سے کلام واقع ہوا اور ہزارہا بار ہوگا قریب قیامت آدمی سے اوس کا کوڑا باتین کریگا
جب اہل اسلام یہود عنود کو قتل کرینگے اور وہ پتھرون درختون کی آڑ لینگے شجر و
حجر مسلمان سے کہین گے اے مسلمان آ یہ میرے پیچھے یہودی ہے اسی طرح سید عالم
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث مین وارد واللہ عزوجل
فرماتا ہے وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی
انطق کل شئ کافر اپنی کھالون سے بولے تم نے کیون ہمپر گواہی دی وہ بولین ہمین
اوس اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی اگر کلام جماد و اخرس ممتنع بالغیر
یا محال شرعی ہوتا زنہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اوس غیر یعنی ممتنع
بالذات کے وقوع کو مستلزم تو وقوع نے ظاہر کر دیا کہ صرف خلاف عادت ہے
جب وقوع کلام ثابت اور اوسکے استحالہ کذب پر ہرگز کوئی دلیل عقلی نہ شرعی تو
یقیناً اوسکے لیے بھی جواز وقوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی آپ جیوٹ بہادر استدلال
کرتا ہے کہ ایسا عدم کذب مفید مدح نہین ہوتا اور باری عزوجل مین مدح تو لاجرم وہان
ایسا عدم بھی نہوگا اتنا تو اوسکے کلام کا منطوق صریح ہے آگے خود دیکھ لیجے کہ اخرس
و جماد مین کیسا عدم تھا جسکو باری عزوجل مین نہین مانتا زنہار نہ امتناع عقلی تھا
نہ استحالہ شرعی بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور ملا سے بیباک اپنے رب مین

کذب کو مستبعد بھی نہین جانتا العظمۃ للہ اگر لازم قول قول ٹھہرے تو اس سے بڑھکر
کفر جلی اور کیا ہے مگر یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہل سنت ہی کو عطا فرمایا
اہل بدعت خصوصاً نجدیہ کہ یہ شخص جنکا معلم و امام ہے کفر و شرک کو ٹکے سیر کیے ہوئے
وین بات پیچھے اور کفر و شرک پہلے اگر جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کی ٹھہرے
تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتواے کفر نہ دیتے مگر الحمد للہ یہان ادفع بالتی
ھی احسن پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہین والحمد للہ
رب العلمین تازیانہ ۲۹ - اقول منافات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع
بالغیر کہنا اس سفیہ کا صریح تناقض ہے شے ممتنع بالغیر جب ہو سکتی ہے کہ کسی محال
بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن کا ممکن کو ناممکن کرنا ناممکن اور انتفاے
حکمت اگرچہ ہم اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات مگر ان حضرت کے دین مین بالیقین
ممکن کہ آخر سلب حکمت ایک عیب و منقصت ہے او وہ تمام عیوب و نقائص کو ممکن مان
چکا پھر کس مونھ سے کہتا ہے کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوی الحمد للہ اہل
بدعت کے بارے مین اسی طرح سنت باری تعالی ہے کہ اونھین کے کلام سے اونھین
کے کلام پر حجت و الزام قائم فرماتا ہے ع دمنھا علے بطلانھا لشواھد سچ کہا
ہے دروغ گو را حافظہ نباشد تازیانہ ۳۰ - اقول سبحن اللہ ہم یہ ثابت کر رہے ہین
کہ امام الطائفہ نے امتناع بالغیر محض تقیۃً مانا حقیقۃً اوس کا مذہب جواز وقوعی ہے
مگر غور کیجیے تو وہان کچھ اور ہی گل کھلا ہے امام و ماموم خادم و مخدوم سارا طائفہ ملوم
کذب الہی کو واقع و موجود گا رہا ہے صراحۃً کہتے ہین کذب مقدور اور بلا شبہہ مقدور یت

کذب مقدوریت صدق کو مستلزم کما دللنا علیہ فی الدلیل السادس والعشرین
اور امام الطائفہ نے تو صاف بتایا کہ برعایت مصلحت صدق اختیار فرمایا۔ اب
کتب عقائد ملاحظہ کیجیے ہزار در ہزار قاہر تصریحین ملینگی کہ جو کچھ باختیار صادر ہو قدیم
نہین تو لاجرم صدق الٰہی حادث ٹھہرا اور ہر حادث ازل مین معدوم اور ازل کے
لیے نہایت نہین تو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی مین مولی تعالی سچا نہ رہا ہو
اور جب سچا نہ تھا تو معاذ اللہ ضرور جھوٹا تھا للانفصال الحقیقی بینہما پھر ضلال
پلشت کا چہرۂ زشت چھپانے کو کیون کہتے ہو کہ کذب الٰہی ممکن ہے کیون نہین کہتے
کہ خدائے موہوم طائفہ ملوم کرورون برس تک جھوٹا رہ چکا ہے پھر اب بھی اپنی
پرانی آن پر آئے تو کیا ہے تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا۔ تازیانہ ۱۳۱ مین
نے بارہا قصد کیا کہ تازیانون مین دس بیس تیس پر بس کرون مگر جب ان
حضرت کی شوخیان بھی مانین وہان تو ع ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم ۛ کرشمہ دامن
دل میکشد کہ جا اینجاست ۛ اسی رسالہ یکروزی مین عبارت مذکورہ سے دو سطر
اوپر جو نظر کرون تو وہان تو خوب ہی سانچے مین ڈھلے ہین یہان عروس مذہب کے
جمال مطلب پر پردۂ تقیہ تھا وہان حضرت بے نقاب چلے ہین اعتراض تھا کہ اگر
حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ مین
حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا
ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور وصف خاتمیت مین شرکت
نا ممکن حضرت اسکا ایک جواب یون دیتے ہین بعد اخبار ممکن ست کہ ایشان را
فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصے از

نصوص نگر دو و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست و داخل تحت قدرت الٰہیہ

کما قال اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد
لک بہ علینا وکیلا ٥ حاصل یہ کہ امکان کذب ماننا تکذیب قرآن کو اوسی صورت
مین مستلزم کہ آیات قرآن محفوظ بھی رہین حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالیٰ قرآن ہی کو فنا
کر دے پھر تکذیب کاہے کی لازم آئے **اقول** ایہا المؤمنون دیکھو صاف تصریح مان
لیا کہ خدا کی بات واقع مین جھوٹی ہو جائے تو ہو جائے اس مین کچھ حرج نہین حرج
تو اس مین ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانین یہ اوسی تقدیر پر ہو گا کہ آیات باقی رہین
جنکے ذریعے سے ہم جان لین کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی اور جب قرآن ہی
محو ہو گیا پھر جھوٹی پڑی تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہو گی تکذیب کون کریگا غرض سارا
ڈر اسکا ہے کہ بندون کے سامنے کہین جھوٹا نہ پڑے واقع مین جھوٹا ہو جائے تو کیا
پرواہ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ اے سفیہ ملوم یہ تیرا خدا ے موہوم ہو گا
جو بندون کے طعنہ سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور اون سے چرا چھپا بہلا بھلا کر
خوب پیٹ بھر کر بولے۔ ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب و منقصت سے پاک ہے
کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اوسکے سراپردہ عزت تک بار ممکن نہین اور جو
افعال اوس کے ہین حاشا وہ اون مین کسی سے نہین ڈرتا یفعل اللہ ما یشاء
ویحکم ما یرید ٥ اوسکی شان ہے اور لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون ٥
اوسکے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض سبحٰنہ وتعالیٰ
عما یصفون ٥ **تازیانہ ۴۲**۔ رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی

مسلک ہے تقویۃ الایمان مین بھی بحث شفاعت مین فرما گئے آئین بادشاہت

کا خیال کرکے بے سبب ہرگز نہیں کرتا کہ کہین لوگون کے دلون مین اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے العظمۃ للہ سفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایون واکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پوری کرنیکو لوگون کے لحاظ سے حیلے ڈھونڈھتا ہے

فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین۔ **تازیانہ ۴۳ قولہ** سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست **اقول** اے طرفہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید اللہ عزوجل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے نہ اوسکا وجود اللہ عزوعلا کے ارادہ واختیار وخلق وایجاد سے نہ اوسکا سلب واعدام اللہ تبارک وتعالی کی قدرت مین ورنہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کرسکے کہ مقتضائے ذات بے انتفای ذات منتفی نہین ہو سکتا **تازیانہ ۴۴ - قولہ** کما قال اللہ تعالی **اقول** کیا خوب کہان ذاہب کہان مسلوب مگر آپکو تحریف معنوی مرغوب **تنبیہ** ہیہات یہ گمان نکرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے **اولاً** جس ضرورت سے اسطرف جائیے وہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفات باری کو علانیہ مخلوق واختیاری مانتا ہی جیسا کہ علم الہی وصدق ربانی کے بارے مین اوسکی تصریحین ہم نے اوپر نقل کین اور بیشک جو چیز مخلوق ومقدور ہے اوسکی ذات کا سلب بھی ممکن تو بر خلاف مسلک قائل تاویل قول غلط وباطل **ثانیاً** ہمنے تنزیہ دوم مین بدلائل ثابت کردیا کہ صدق

لہ حضرت نے ہرگز نہین کرسکتا لکھا تھا اول اول جو تقویۃ الایمان چھپی اوسمین یہ لفظ یونہین موجود بعد کو مقتدیون نے سوچ سمجھکر کہ اوسمین تو صراحۃً عجز الہی کا اقرار ہے نہین کرسکتا کو نہین کرتا بنا دیا مگر اوسے کیا نفع جو لکھکر مرگیا یہ کوئی دیانت ہوی کہ خدا سے تو نہ ڈریے جس نے خدا کو یہ کچھ کہا اوسے امام ہی مانیے مگر بندون کے ڈر سے اوسکی حمایت کرنیکو یون تحریفین کیجیے اسی طرح تقویۃ الایمان کے ابتدائی چھاپون مین حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود کہین نہ لکھا اب جو نئی چھپی ہین اون مین جابجا صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہے اچھے امام اور اچھے مقتدی اللہ تعالی شیطان کے پھندون سے بچائے آمین ۱۲ س عفا عنہ۔

کو اختیاری ماننے والا قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے اور بیشک ہر حادث قابل فنا پھر اوسکے نزدیک فنائے قرآن یقیناً جائز تمالشاً خاص یہان بھی حضرت کا مطلب اونکی جاہلانہ نظر مین جبھی نکلے گا کہ قرآن مجید فی نفسہ معدوم ہوسکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہوگی ورنہ مجرد سہو ہوجانا ہرگز منافی کذب نہین ہوسکتا کما لا یخفےٰ فاعرف **تازیانہ ۳۵-اقول** بفرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہو تاہم جناب سفاہت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب۔ معترض نے لزوم کذب سے استحالہ قائم کیا تھا نہ لزوم تکذیب سے اور بیشک اس تقدیر پر لزوم کذب سے اصلا مفر نہین کہ خبر جب خلاف واقع ہو تو اوس کا صفحۂ عالم سے انعدام مانع کذب قائل نہوگا مانا کہ خبر معدوم ہوگئی اوسکے بعد اوسکا خلاف واقع ہوا تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا یہ وقت تھا نہ کہ کذب اسوقت اوسے عارض ہوتا جس کے لیے وجود معروض درکار تھا وہ جسوقت موجود تھی اوسیوقت بوجہ مخالفت واقع کاذب تھی گو ظہور کذب بعد کو ہو یا کبھی نہو اب انسان ہی مین دیکھیے اوسکا کلام کہ عرض ہے اور عرض علمائے[۱] متکلمین کے نزدیک صالح بقا نہین فوراً موجود ہوتے ہی معدوم ہوجاتا ہے باانیہمہ جب اوسکا خلاف واقع ہوتا ہے کہتے ہین فلان کی بات جھوٹی تھی غرض اس نفیس جواب ملائے عجاب اور اون دونہدیان تباہ و خراب کی قدر اونکے مثل مجانین ہی جانتے ہونگے یا معاذ اللہ عفو الٰہی بشرط صلاحیت

---

[۱] بلکہ مذہب بقا پر بھی مدعا حاصل کلام لفظی غیر قار کا انعدام تو ظاہر اور نفسی نسبت مخلوطہ بالارادہ ملحوظہ بقصد الافادہ کا نام ہے پر ظاہر کہ ارادۂ افادہ دائم نہین اور جو کچھ بعد کو محفوظ رہے صورت علمیہ ہے نہ کلام نفسی مع ہذا بحالت نسیان وہ بھی زائل علاوہ برین روح انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اوس کے ساتھ اوسکی سب صفات معدوم ہوسکتے ہین ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالےٰ۔

کام نہ فرمائے تو اوسکی سچی قدر اوسدن کھلے گی یوم یقوم الناس لرب العلمین ؁ الحمد للہ یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل سینتیس[۳۷] کوڑے ہین اور پانچ ہذیان اول پر گزرے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولی پر کذب وعیوب کا افترائے ممقوت کیا اور شرع مین افترا کی سزا اسّی کوڑے مگر غلام کے حق مین آدھی حد فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب تو چالیس[۵] کوڑے نہایت بجا واقع ہوئے اللہ عزوجل سے آرزو کہ قبول فرمائے اور ان تازیانونکو تبوع کے حق مین نکال و عقوبت تابع کے لیے ہدایت وعبرت اہل سنت کے واسطے قوت واستقامت بنائے آمین یا ارحم الرحمین بیشک ہماری طرف کے علما شکر اللہ مساعیھم الجمیلہ نے حضرت کے ہذیان دوم کی بھی ضرور دھجیان لی ہونگی مگر اسوقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے مین کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بحمد اللہ سب القاے ربانی ہو کہ عبد ضعیف پر فیض لطیف سے فائض ہوا امید کرتا ہون کہ انشاء اللہ العزیز اس بسط جلیل و وجہ جمیل پر نقد جزیل حصہ خاص فقیر ذلیل ہے فللہ المنۃ فی کل ان وحین والحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین امین۔

تنزیہ چہارم[۶] علاج جہالات جدیدہ مین

اقول وبحول اللہ اصول ایھا المسلمون امکان کذب الٰہی کو خلف وعید کی فرع

---

[۵] اور اگر تیس[۳۰] نص اور تیس[۳۰] دلیلین ساٹھ وہ بھی ان چالیس[۴۰] سے ملا لیجیے تو پورے سَو کوڑے ہوئے اسکی وجہ یہ کہ طائفہ کے علامۃ الدہر نے اپنی ناپاک ضلالتونکا معتزلہ وکرامیہ کے بیباک فسادون سے ناجائز طور پر جوڑا ملایا جبر کے باعث سَو کوڑونکا استحقاق پایا ۱۲ س عفا عنہ [۶] تنبیہ ضروری خوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اسکے مناسب تمام مواضع رسالہ مین ہمارا روی سخن ان ناقصون خاسرون کیطرف نہین جنھین عروسان منصب امامت طائفہ نے اپنی بھولے چہرہ کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطبہ اون نے قبوحون تازہ مقتداؤن سے ہی جو کتاب پر ۲

م تقریبا لکھین اور اوسکے حرف بحرف صحیح وسلم ہونیکی تصحیح کرین والسلام ۱۲ منہ

جاننا اور اوس مین اختلافِ ائمہ کی وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو
افترا دوسرے کتنا بے مزہ بیشک مسئلۂ خلف وعید مین بعض علما جانب جواز
گئے اور محققین نے منع و انکار فرمایا مگر حاشا اس سے امکان کذب ثابت نہ یہ
علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے بہزار زبان تبری و تحاشی کرتے ہین
پھر اون کی طرف امکان کذب کی نسبت سخت کذب و ستم جسارت جس کے بہتان
واضح البطلان ہونے پر حجج قاہرہ قائم **حجت اولی** یہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول
مین گزرے جنسے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منعقد تمام کتب
کلامیہ مین جہان اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف تصریح فرمادی کہ اسپر اجماع
و اتفاق علما ہے یا بے حکایت خلاف اوسپر جزم فرمایا ہے **حجت ثانیہ اقول**
طرفہ یہ کہ جو علما مسئلۂ خلف وعید مین خلاف بتاتے ہین وہی استحالہ کذب پر
اجماع نقل فرماتے ہین جس شرح مقاصد مین ہے ان المتاخرین منہم یجوزون
الخلف فی الوعید (اونکے متاخرین خلف وعید جائز مانتے ہین) اوسی شرح مقاصد
مین ہے الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء
وھو علی اللہ تعالی محال (کذب الٰہی باجماع علما محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا
عیب ہے اور عیب اوس پاک بے عیب پر قطعاً محال) مگر علما کو خبر نہ تھی کہ امکان
کذب جواز خلف وعید پر متفرع تو ہم اوسے مختلف فیہ لکھکر کیونکر اجماعی بتائے
دیتے ہین اب چودھوین صدی مین آکر ان حضرات کو اس تفریع کی خبر ہوئی
حجت ثالثہ۔ اقول طرفہ تر یہ کہ جو علما خلف وعید کا جواز مانتے ہین خود
وہی کذب الٰہی کو محال و اجماعی محال جانتے ہین جس مواقف مین ہے لا یعد

الخلف فی الوعید نقصاً خلف وعید نقص نہین گنا جاتا) اوسی مواقف مین ہی
انہ تعالی یمتنع علیہ الکذب اتفاقا کذب باری بالاتفاق محال ہی، جس
شرح طوالع مین ہے الخلف فی الوعید حسن اوسی مین ہے الکذب علے اللہ
تعالی محال) جن علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد مین لکھا ذھب بعض العلماء
الی ان الخلف فی الوعید جائز علے اللہ تعالی لا فی الوعد وبھذا وردت
السنۃ بعض علما اسطرف گئے کہ وعید مین خلف اللہ تعالی پر جائز ہی نہ وعدہ
مین اور یہی مضمون حدیث مین آیا) پھر بعد ذکر حدیث اوسے عرف وکلام
عرب سے مؤید کیا کما نقلہ افندی اسمٰعیل حقی فی روح البیان وہی علامہ جلال
فرما چکے الکذب علیہ تعالی محال لا تشملہ القدرۃ اللہ تعالی کا کذب محال ہی
قدرت الٰہی مین داخل نہین) مگر یہ علما خود اپنا لکھا نہ سمجھتے تھے کہ ہم متلازم
چیزون مین ایک کا جواز دوسرے کا استحالہ کیونکر مانے لیتے اور اپنے کلام سے
آپ ہی تناقض کرتے ہین اب صدہا سال کے بعد ان حضرات کو کشف ہوا
کہ مذہب کے معنی وہ تھے جو خود اہل مذہب کی فہم مین نہ تھے حجت العلماء
اقول افسوس ان مدہوشون نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علما مسلک جواز کا
محصل ومبنی کیا ٹھہراتے اور اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب کو کیونکر طرح
طرح سے دفع فرماتے ہین مین یہان اونسے بعض وجوہ نقل کرتا ہون۔
(وجہ ۱) وعید سے مقصود انشاے تخویف وتہدید ہی نہ اخبار تو سرے سے
احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا مسلم الثبوت اور اوسکی شرح فواتح الرحموت مین ہے
الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ یعدونہ فضلا لا نقصا

دون الوعد فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ ورد بان ایعاد اللہ تعالی خبر فہو صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھناک واعتذر بان کونہ خبرا ممنوع بل ھو انشاء للتخویف فلا باس فی الخلف یعنی وعید مین خلف جائز ہے کہ سلیم عقلین اوسے خوبی گنتی ہین نہ عیب اور وعدہ مین جائز نہین کہ اوس مین خلف عیب ہی اور عیب اللہ عزوجل پر محال آسپر اعتراض ہوا کہ اللہ تعالی کی وعید بھی ایک خبر ہی تو یقیناً سچی کہ باری جل وعلا کا کذب محال آور عذر کیا گیا کہ ہم اوسے خبر نہین مانتے بلکہ انشاے تخویف ہے تو اب خلف مین حرج نہین) دیکھو خلف وعید جائز ماننے والون نے استحالہ کذب الٰہی کا صراحۃً اقرار اور اُسکے امکان سے بہزار زبان اجتناب وانکار کیا اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی جس نے اس احتمال باطل کی گنجائش ہی نہ رکھی پھر معاذ اللہ امکان کذب ماننے کو اونکی سر باندھنا کیسی وقاحت و شوخ چشمی ہی (وجہ ۲) فرماتے ہین آیات وعید آیات عفو سے مخصوص و مقید ہین یعنی آیتین عفو و وعید دونون مین وارد تو اون کے ملانے سے آیات وعید کے یہ معنی ٹھہرے کہ جنھین معاف نہ فرمائیگا وہ سزا پائینگے جب یہ معنی خود قرآن عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جواز خلف کو معاذ اللہ امکان کذب سے کیا علاقہ رہا امکان کذب تو جب نکلتا کہ جزماً حتماً وعید فرمائی جاتی اور جب خود متکلم جل وعلا نے اوسے مقید بعدم عفو فرمادیا ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہو ہر طرح اوس کا کلام یقیناً صادق جس مین احتمال کذب کو اصلا دخل نہین یہ وجہ اکثر کتب علما مثل تفسیر بیضاوی انوار التنزیل و تفسیر عمادی

ارشاد العقل السلیم و تفسیر حقی روح البیان و شرح مقاصد وغیرہا مین اختیار
فرمائی۔ لطف یہ ہے کہ خود ہی ردالمحتار جس سے مدعی جدید غیر مہتدی و رشید
نے مسئلۂ خلف مین خلاف نقل کیا اوسی ردالمحتار مین اسی جگہ اسی قولِ جواز
کے بیان مین فرمایا حاصل ھذا القول جواز التخصیص لما دل علیہ اللفظ
بوضعہ اللغوی من العموم فی نصوص الوعید اس قول کا حاصل
یہ ہے کہ نصوص وعید مین جو ظاہر لفظ اپنے معنی لغوی کی رو سے عموم پر دلالت
کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا یہ سزا پائیگا اوسمین تخصیص جائز ہے یعنی عام مراد
نہو بلکہ اون لوگون کے ساتھ خاص ہو جنھین مولی تعالی عذاب فرمانا چاہے
ایمان سے کہنا اوسی ردالمحتار مین یہین یہ تصریح صحیح تو نہ تھی جس نے اُس
تفریع خبیث و قبیح کی صاف بیخ کنی کردی آج تک کسی عاقل نے بھی
عام مخصوص منہ البعض کو کذب کہا ہے ایسے عام تو قرآن عظیم مین اسوقت
بکثرت موجود پھر امکان کذب کیون مانو صاف نہ کہدو کہ قرآن مجید مین۔
(خاک بدہن گستاخان) جابجا کذب موجود ہے۔ واہ شاباش ردالمحتار
کی عبارت سے اچھا استناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی نقل پھر بھی دعویِ رشد
و دیانت باقی ہے۔ ذرا آدمی خدا سے تو حیا کرے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم (وجہ ۳) اگر بالفرض کوئی نص مفید تخصیص و تقییدِ وعید نہ
بھی آتا تاہم کرم کی شان یہی ہے کہ غیر متمرد غلامون کے حق مین وعید بنظر
تہدید فرمائے اور اوس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائین تو یہ
سزا ہے۔ خلاصہ یہ کہ قرینۂ کرم تخصیص و تقیید وعید کے لیے بس ہے اگرچہ مخصص قولی نہ ہو

اقول وبہ یحصل قران المخصص والمخصص بخلاف ماسبق فهو خاص بمذهب من تجیز التراخی والانفصال وهذا جار علی مذهب الکل یہ وجہ وجیہ فقیر غفر اللہ تعالی لہ کے خیال مین آئی تھی یہانتک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالے کو دیکھا کہ حاشیہ شرح عقائد مین اسکی تصریح فرمائی حیث قال لعل مرادهم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنے اخبارہ علی المشیۃ وان لم یصرح بذلک بخلاف الوعد فلا کذب ولا تبدیل یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہین کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اوسکی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام مین اسکی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلف وعید مین نہ کذب ہے نہ بات بدلنا) مسلمانو دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بیباک نے گڑھی کسقدر دور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اوسے علانیہ رد کرتے ہین۔ پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لیے ناکردہ گناہ اون کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت وبیحیائی ہے قال اللہ سبحانہ وتعالی ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بهتانا واثما مبینا۔ **حجت خامسہ**۔ **اقول** مجوزین خلف وعید انکے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہین کہ باری عز اسمہ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء بیشک اللہ تعالی کفر کو معاف نہین فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہین جسے چاہیگا بخشدیگا۔ اسی رد المحتار مین اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان مین آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا

گنگوہی وہابی نے اوسی عبارت کے دوسرے ٹکڑے سے کہ پہلے سے بھی زیادہ اوسکی جہالت کا آئینہ تھا صاف آنکھ بند کرلی۔

ادلۃ المثبتین التی من انصہا قولہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک

بہ ویغفر ما دون ذلک اور یوہین اوسکی ماخذ حلیہ شرح منیہ امام محقق ابن امیر

الحاج بین ہے اور پر ظاہر کہ دعوی دلیل پر متفرع اور اوسکے مفاد کا تابع ہوتا ہے

سبحن اللہ جب جواز خلف خود ارشاد متکلم بالوعید جل مجدہ کیطرف مستند کہ اوسنے

فرما دیا ہم جسے چاہین گے بخشدینگے تو دلیل امکان کذب کو اصلا راہ نہین دیتی

مگر مدلول مین زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائیگا اس جہالت کی کوئی حد ہے

آپ کے نزدیک یہ علما اپنے دعوے و دلیل کی بھی سمجھ نرکھتے تھے کہ خلف تو اوس

معنی پر جائز مانین جسے امکان کذب لازم اور دلیل وہ پیش کرین جو اس معنی کی

بالکل قاطع و حاسم۔ خدارا اپنی جہالتین سفاہتین علما کے سر کیون باندھتے ہو

ع اوس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ ﷲ الانصاف اگر بادشاہ حکم

نافذ کرے کہ جو یہ جرم کریگا یہ سزا پائیگا اور ساتھ ہی اوسی فرمان مین یہ بھی ارشاد

فرمائے کہ ہم جسے چاہین گے معاف فرما دینگے تو کیا اگر وہ بعض مجرمون سے درگزر

کرے تو اپنے پہلے حکم مین جھوٹا پڑیگا یا اوس آئین کی قدر لوگون کے دلون سے گھٹ جائیگی

جیسا کہ وہ احمق جاہل دعوی کرتا ہے یا اگر کوئی شخص بدلیل اوس دوسرے ارشاد

کے ثابت کرے کہ بادشاہ نے جو سزا مقرر فرمائی کچھ ضرور نہین کہ ہو ہی کر رہے

بلکہ ٹل بھی سکتی ہے تو کیا اوسکے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محتمل

مانتا ہے ذرا آدمی سمجھ سوچ کر تو بات موں‍ھ سے نکالے سبحن اللہ جس رد المحتار

سے سند لائے اوسی مین وہین اوسی بیان مین اوسی صفحہ مین وہ صاف

و روشن تصریحین موجود جنسے اس تفریع ناپاک کی پوری قلعی کھلتی ہے حضرت

ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کو لائیں اور باقی بالکل ہضم گویا دیکھا ہی نہیں اسی کا نام
دین و دیانت ہے اسی پر دعوی رشد و ہدایت ہے - مگر حضرات وہابیہ عادت
سے مجبور ہیں نقل عبارت میں قطع برید ان صاحبوں کا داب قدیم رہا ہے
یہانتک کہ ان[۵۵] کے متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گڑھکر علماے سلف
کی طرف نسبت کردیے انتہا یہ کہ عالم و امام دل سے تراشے کہ باوجود تذکرہ مطالبہ
تمام عالم میں اونکے وجود کا پتا نہ دے سکے فقیر کے بعض احباب سلمہم اللہ تعالی
نے رسالہ سیف المصطفی علی ادیان الافترا ۱۲۹۹ اسی باب میں لکھا اور اوس میں ان
حضرات کے عمائد و اکابر کی ڈیڑھ سو سے زیادہ ایسی ہی عیاریوں بد دیانتیوں
کا ثبوت دیا واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عمر بھر کے عمل کو بس سمجھی
ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا لم تستحی
فاصنع ما شئت ع بیحیا باش وانچہ خواہی کن **حجت سادسہ اقول**
امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو
بن عبید ما تقول فی اصحاب الکبائر قال اقول ان اللہ منجز ایعادہ
کما ھو منجز وعدہ قال ابو عمرو انک رجل اعجم لا اقول اعجم اللسان
ولکن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لوما وعن
الایعاد کرما ۔ المعتزلۃ حکوا ان ابا عمرو بن العلاء لما قال ھذا
الکلام قال لہ عمرو بن عبید یا ابا عمرو فھل یسمی اللہ مکذب
نفسہ قال لا قال فقد سقطت حجتک قالوا فانقطع ابو عمرو بن
العلاء وعندی انہ کان لابی عمرو ان یجیب عن ھذا السؤال

ان ھذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتاً جزماً من غیر شرط وعندنا
جمیع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول
الکذب فی کلام اللہ تعالی اھ ملخصاً یعنی امام ابو عمرو بن العلاء رحمہ اللہ
تعالی نے عمرو بن عبید پیشواے معتزلہ سے فرمایا اہل کبائر کے بارے مین
تیرا کیا عقیدہ ہے کہا مین کہتا ہون اللہ تعالی اپنی وعید ضرور پوری کریگا
جیسا کہ اپنا وعدہ بیشک پورا فرمائیگا امام نے فرمایا تو عجمی ہے مین نہیں کہتا
کہ زبان کا عجمی بلکہ دل کا عجمی ہے عرب وعدہ سے رجوع کو نالائق جانتے ہین اور
وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہین اسپر عمرو نے جواب دیا کیا خدا
کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرائیگا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی
حجت ساقط ہوئی اسپر امام بند ہوگئے۔ آب امام رازی فرماتے ہین میرے نزدیک
امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلا
شرط ہو اور میرے مذہب مین تو سب وعیدین عدم عفو سے مشروط ہین
تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الہی مین کذب کہان سے لازم آیا) آب عاقل
بنظر انصاف غور کرے اولاً اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی تو بر تقدیر
صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنی؟ وہین صاف کہنا تھا مین جواز
خلف مانتا ہون تو امکان کذب میرا عین مذہب آور بر تقدیر کذب معتزلہ
علمائی اہل سنت کیون نہین فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گڑھی جو آپ ہی اپنی
کذب کی دلیل ہے مجوزین خلف تو امکان کذب مانتے ہی ہین پھر امام اس الزام
پر بند کیون ہوجاتے ثانیاً آگے چلکر امام رازی امام ابن العلا کیطرف سے

اچھا جواب دیتے ہین کہ ہیرے مذہب مین سب وعیدین مقید ہین
جب وعیدین مقید ہونگی تو امکان کذب کدھر جائیگا کیون نہین کہتے کہ سبحن اللہ
مذہب مین کذب ممکن تو الزام ساقط غرض بیشمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید
غیر مہتدی ورشید نے علماے کرام پر جیتا طوفان باندھا حجت سابعہ
اقول آپ کی یہی رد المحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کر کے ائمہ دین پر پوری تہمت
کردی اس بحث مین حلیۂ امام علامہ ابن امیر الحاج سے ناقل ہے شروع
عبارت یون ہے وافقہ علی الاول صاحب الحلیۃ المحقق ابن امیر
الحاج وخالفہ فی الثانی وحقق بانہ مبنی علی مسئلۃ شہیرۃ وھی انہ
ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف الخ اور ختم یون ھذا
خلاصۃ ما اطال بہ فی الحلیۃ اور یہ صاحب حلیہ خود مسلمانونکے حق مین
جواز خلف کو ترجیح دیتے ہین اسی رد المحتار مین اون سے منقول الاشبہ
ترجح جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار اب
ملاحظہ ہو کہ یہی امام علام قائل جواز خود آپ کی اوس تفریع شنیع یعنی امکان
کذب سے کیسی سخت تحاشی فرماتے ہین اسی حلیہ مین بعد ختم بحث کے فرمایا
وحاش للہ ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لا یقع عذاب من
اراد اللہ الاخبار بعذابہ فانہ محال علی اللہ تعالی قطعا کما ان
عدم وقوع نعیم من اراد اللہ الاخبار عنہ بالنعیم محال علیہ
قطعا کیف لا وقد قال تعالی ومن اصدق من اللہ قیلا ومن اصدق
من اللہ حدیثا وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ

یعنی حاش للہ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنی نہین کہ اللہ عزوجل نے
جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اوس کا عذاب واقع ہو یہ اللہ تعالی پر قطعاً
محال ہے جس طرح یہ بالیقین ممکن نہین کہ اوسنے جسکی نعیم کی خبر دینی چاہی
اوسکے لیے نعیم واقع نہو اور کیونکر اوسکی خبر کا کذب محال نہو گا حالانکہ وہ خود
فرماتا ہے اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے اللہ سے زیادہ کسکی بات سچی ہے
تیرے رب کی باتین سچ اور عدل مین کامل ہین کوئی اوسکی باتونکا بدلنے
والا نہین اکیون ایمان سے کہنا یہ وہی علما ہین جن پر تم امکان کذب ماننے
کا بہتان کرتے ہو اللہ حیا ؎ **حجت ثامنہ بقطع عرق ضلالت
ضامنہ** - **اقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق
علماے مجوزین کے طرق استدلال ومناظرہ وجدال شاہد عدل ہین کہ اون کے
نزدیک خلف وعید وعفو ومغفرت مین نسبت تساوی اور دونون جانب
سے ترافق کلی ہے ثبوت سنیے قریب گزرا کہ اونھون نے اپنے دعوے پر
آیہ کریمہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء سے استدلال کیا اور حلیہ پھر
ردالمحتار مین جس سے آپ ہمیشہ کے لیے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو
ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائے اس دلیل کو انص واظہر دلائل مجوزین کہا اور پر ظاہر
کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے اسی کو اونھون نے جواز خلف پر
دلیل ٹھہرایا تو اون کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہین
مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہین ہو سکتا اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ
نے امتناع عفو پر آیات وعید سے تمسک کیا اسپر ان علما نے جواب دیا کہ خلف

؎ علما کے کلام مین خلف وعید بمعنی عفو ہے نہ بمعنی کذب جیسا کہ اس جاہل نے گمان کیا۔

جائز ہے تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا ردّ ماننا اور زنہار جواز اعم امتناع اخص کا نافی نہین ہو سکتا تو اونکا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف کو مغفرت ہی عام نہین مانتے رہا تباین وہ بالبداہتہ اور خود اسی ردّ و اثبات سے بیّن البطلان پس تساوی متعین اور مراد مثبتین یعنی ظاہر ہو گیا کہ وہ صرف عدم وقوع وعید بوجہ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز ٹھہراتے ہین کہ یہی مغفرت سے[1] مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول و تکذیب خبر کہ عفو سے عموم و خصوص دونون رکھتی ہے مثلاً در گزر بر بنائے تخصیص نصوص و تقیید وعید واقع ہوئی تو عفو موجود اور تبدیل مفقود اور کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی وعید حتمی اور ایقاع کیوقت اوس مین کمی کی تو عفو مفقود اور تبدیل موجود اور اگر عفو تخفیف کو شامل کیجیے تو عام مطلقاً سہی بہر حال خلف کہ اوس کا مساوی ہے کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہ اب تو اپنی جہالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم کو امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمد للہ علےٰ اتمام الحجۃ و ایضاح المحجۃ حجت تاسعہ قاہرہ قالعہ قاتلہ قارعہ بازغۃ التبیین دامغۃ الکذابین۔ اقول و باللہ التوفیق۔ ایہا المسلمون ذرا قلب حاضر درکار اس مدعی جدید غیر مہتدی و رشید نے کذب باری عزوجل کا صرف امکان عقلی ہی ائمہ دین کیطرف نسبت نہ کیا بلکہ معاذ اللہ اونھین کفر صریح کا قائل قرار دیا پھر بحمد اللہ اون کا دامن سنت مامن تو کفر و ضلالت کے ناپاک دھبّون سے پاک و منزہ مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خبر منائین یون نہ مانین تو مفصل جائین۔ اصل امر یہ ہے کہ خلف باین معنی کہ متکلم ایک

[1] المغفرۃ وقایۃ شر الذنوب بالکلیۃ اھ علیہ ۱۲ منہ

گنگوہی وہابی نے ائمہ دین کو کفر صریح کا قائل بنایا

بات کہکر پلٹ جائے اور جو خبر دی تھی اوسکے خلاف عمل مین لائے بلا شبہہ
اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہین مگر خلاف واقع خبر دینا تو اس معنی پر خلف کو
ممکن یا سائغ یا واقع یا واجب جو کچھ ملنیے بعینہ وہی حکم کذب کے لیے ثابت ہوگا
کہ یہ جانب وجود ہے اور جانب وجود مین قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم
سے مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود بے اوسکے محال و ناممکن تو لاجرم اوسکا امکان
اسکے جواز اور اوس کا وجود اسکے وقوع اور اوس کا وجوب اسکی ضرورت کو لازم حضرت
مدعی جدید نے اپنی جہالت و ضلالت سے کلام علما مین خلف کے یہی معنی سمجھے
کہ باری تعالی عیاذاً باللہ بات کہکر پلٹ جائے خبر دیکر غلط کر دے لہذا جواز خلف
پر امکان کذب کو متفرع کیا حالانکہ حاشا للہ عالم مین کوئی عالم اسکا قائل نہین
بلکہ وہ صراحۃً اس معنی مردود مخترع عنود کا رد بلیغ فرماتے اور جواز خلف کو
تخصیص نصوص و تقیید وعید وغیرہا ایسے امور پر بنا کرتے ہین جنکے بعد معاذ اللہ
کہکر پلٹنا نہ بات کا بدلنا اس امر پر دلائل قاہرہ و تصریحات باہرہ سن ہی چکے مگر ان
حضرت کو یہ مسلم نہین خواہی نخواہی خلف کو اوسی معنے پر ڈھالتے ہین جو ایک قسم
کذب ہے تاکہ اوس کے جواز سے امکان کذب کی راہ نکالین بہت اچھا اگر یہی
معنے مراد ہون تو اب نظر کیجیے کہ جواز خلف کی کیا معنی ہین اور وہ اپنے کس معنی
پر ائمہ مین مختلف فیہ - حاشا جواز صرف بمعنی امکان عقلی محل خلاف نہین بلکہ قطعاً[۱۵]
جواز شرعی و امکان وقوعی مین نزاع ہے جس کے بعد امتناع بالغیر کی نہین رہتا

[۱۵] اقول هل عسیت ان تتفطن مما القینا و نلقی علیک من الابحاث و نقلنا و ننقل
لک من کلمات العلماء ان الکلام فی مطلق الخلف فی حق العصاۃ لا الخلف المطلق فیهم و لا الخلف
فی الکفار لوفاق اهل السنۃ الوعیدیۃ علی استحالتہ شرعاً اما الثانی بل فی حاشیہ صفحہ آئندہ

دلائل سنیے اولاً اہل سنت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرت عاصیان کبائر کردگان دبے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہین یعنی کچھ عقل محال نہین جانتی کہ اللہ تعالی اونسے مواخذہ نہ فرمائے مگر امکان شرعی مین اختلاف پڑا اہل سنت بالاجماع شرعًا بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقہ وعیدیہ سمعًا ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہین انھون نے آیات وعید سے استناد کیا اوسکے جواب مین جواز تخلف کا مسئلہ پیش ہوا یعنی اے معتزلہ تمھارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوع وعید شرعًا واجب مانین وہ خود ہمارے نزدیک جائز التخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا اور شرعًا وجوب عذاب کہ تمھارا دعوی تھا ثابت نہوا۔ امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین البحث الثانی عشر اتفقت الامۃ ونطق الکتاب والسنۃ بان اللہ تعالی عفو غفور یعفو عن الصغائر مطلقا وعن الکبائر بعد التوبۃ ولا یعفو عن الکفر قطعا واختلفوا فی العفو عن الکبائر بدون التوبۃ فجوزہ الاصحاب بل اثبتوہ خلافا للمعتزلۃ تمسک القائلون بجواز العفو عقلا وامتناعہ سمعا وہم البصریون من

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) فظاہر واضح وقد نص علیہ القرآن العزیز واجمعت علیہ الامۃ جمیعا واما الاول فنقل علیہ ایضا غیر واحد الاجماع وہو الصواب من حیث النظر وان نقل العلامۃ ط فی حاشیۃ العلائی خلافہ ففی ہذین ان کان الخلاف فلا یکون الا فی الامکان العقلی ولذا احمل علیہ العلامۃ ش بحث لی لا اعلم خلافا بین اہل السنۃ فی جواز الاول عقلا والثانی وان وقع فیہ خلاف ولکن المحققین ہہنا علی الجواز ولم یخالف فیہ الا اقل قلیل کما سیاتی فالذی وقع عن العلامۃ ش اشتباہ یجب التنبہ لہ وقد اوضحنا علی ہامشہ لولا ان غرضنا فی المقام یتعلق بنقد ذلک لاتینا بالتحقیق فیما ہنالک ثم من البین البین ان امکان عدم التعذیب عقلا مع استحالتہ شرعا ادخل فی الرد علی ہؤلاء الجہلۃ کما لا یخفی علی عاقل فضلا عن فاضل وسنلقی علیک تحقیقہ فیما سیاتی فی رد الوہابیۃ الدیوبندیۃ فانتظروا اللہ سبحانہ وتعالی اعلم ۱۲ منہ سلمہ ربہ

عن فی محلہ ما سنلقی علیک واللہ الہادی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالی

المعتزلة وبعض البغدادیة بالنصوص الواردة فی وعید الفساق و
اصحاب الکبائر واجیب بانہم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب و
دخول الجنة علی ما مر والخلف فی الوعد لوم لا یلیق بالکرم وفاقا بخلاف
الخلف فی الوعید فانہ ربما یعد کرما۔ اھ ملتقطا دیکھو علما اس جواز
خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہین اور وجوب شرعی کا
مقابل نہین مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب
سے کیا منافی اور اونکی دلیل کا کیونکر نافی ہوگا وہ کب کہتے تھے کہ واجب عقلی
ہے جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو تو ثابت ہوا کہ یہ علما بالیقین خلف وعید
کو شرعًا جائز مانتے ہین ثانیا محققین کہ جواز خلف نہین مانتے آیۂ کریمہ مایبدل
القول لدی سے استدلال کرتے ہین کما فی شرح عقائد النسفی وشرح
الفقہ الاکبر وغیرہما اور پر ظاہر کہ آیت مین نفی وقوع صرف استحالہ شرعی
پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علما جواز شرعی مانتے ہون ورنہ محققین
کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نافہمی پر مبتنی ہوگی وہ نہ کہینگے
کہ اس سے صرف استحالہ شرعی ثابت ہوا وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے
جسکے ہم قائل ہین ثالثا واحدی نے بسیط مین آیۂ کریمہ ان اللہ لا تخلف المیعاد
سے صرف وعد مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اوسمین تو خلف جائز
ہے تفسیر کبیر مین فرمایا احتج الجبائی بھذہ الایة علی القطع بوعید الفساق
(ثم ذکر احتجاجہ والاجوبة عنہ الی ان قال) وذکر الواحدی فی البسیط
طریقة اخری فقال لم لا یجوز ان یحمل ھذا علی میعاد الاولیاء دون

وعید الاعداء لان خلف الوعید کرم عند العرب الخ ظاہر ہے کہ علمای مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت مین اس حمل کی اونھین کیا حاجت تھی کہ انتفاے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہین رابعًا قائلان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار عبارت حلیہ لاشبہ ترجح القول بجواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار ابھی بحوالہ رد المحتار گزری مگر مین اوسکی جگہ اور تحفے پیش کرون۔ مختصر العقائد مین ہے الملک للہ والناس عبیدہ ولہ ان یفعل بھم مایرید ولکن وعد ان لا یعذب احدا بغیر ذنب وان لا یخلد المومن المذنب فی النار ویستحیل ان یخلف فی میعادہ وکذا اوعد ان یعذب المومن المذنب زمانا والکافر مؤبدا ولکن قد یعفو عن المومن المذنب لا یعذبہ لانہ تکرم وتفضل فیترک الوعید اما فی حق الکفار فلا یجوز العفو وان کان تکرما وتفضلا قال اللہ تعالی ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی الآیۃ اخبر انہ لا یفعل مع الکفار الا بطریق العدل روح البیان مین ہے اللہ تعالی لا یغفر ان یشرک بہ فینجز وعیدہ فی حق المشرکین ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء فیجوز ان یخلف وعیدہ فی حق المومنین سبحان اللہ اگر صرف امکان عقلی مین کلام ہوتا تو وہ تو باجماع اشاعرہ بلکہ جماہیر اہل سنت حق کفار مین بھی حاصل وھو التحقیق یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین مین ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالی لا یعفو عن الکفر قطعًا وان جاز عقلًا ومنع

بعضہم الجواز العقلی ایضاً لانہ مخالف لحکمۃ التفرقۃ بین من حسن
غایۃ الاحسان ومن اساء غایۃ الاساءۃ وضعفہ ظاہر اھ ملخصاً
اوسی مین ہے شرذمۃ لایجوزون العفو عنہم فی الحکمۃ لاجرم بدلائل
قاطعہ ثابت ہوا کہ قائلین جواز جواز شرعی لیتے اور خلف کے امتناع بالغیر سے بھی
انکار رکھتے ہین اب تم نے خلف کے وہ معنی لیے جو ایک قسم کذب ہے تو قطعاً
لازم کہ تمھارے زعم باطل مین ان علما کے نزدیک کذب الٰہی نہ صرف عقلاً بلکہ
شرعاً بھی جائز ہو جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہین یہ صریح کفر ہے والعیاذ
باللہ رب العلمین امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف مین فرماتے
ہین من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ وبنبوۃ نبینا صلے اللہ تعالی
علیہ وسلم ولکن جوز علے الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک
المصلحۃ بزعمہ ام لم یدعہا فہو کافر باجماع جو اللہ تعالی کی وحدانیت
اور نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد
رکھتا ہو با اینہمہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر اون باتون مین کہ وہ اپنے رب
کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اوس مین کسی مصلحت کا ادعاء
کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاجماع کافر ہے۔ سبحٰن اللہ حضرات انبیا علیہم افضل الصلاۃ
والثنا پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا جناب باری عزوجل کا جواز
کذب ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہو گا۔ اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت
و وقاحت سے کفر و اسلام مین تمیز نہ کی اور کفر خالص پر معاذ اللہ ائمۂ دین
مین نزاع ٹھہرادی سبحٰن اللہ یہ فہم و فقاہت یہ دین و دیانت اور اسپر عالم

رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت ع آدمیان گم شدند ملک خرافت گرفت ٭ ذرا
یہ مقام یاد رکھیے کہ آپ کو خاتمہ مین اس سے کام پڑنا ہے واللہ المستعان
علےٰ ما تصفون ۝ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حجت
عاشرہ ظاہرہ باہرہ زاہرہ قاہرہ۔ امر وادہی من قرینتہا
الاولے اقول وباللہ التوفیق ہنوز بس نہین اگرچہ علما مسئلۂ خلف
مین بلفظ جواز تعبیر کر رہے ہین مگر عقل صافی و نظر وافی نصیب ہو تو کھل جائے
کہ وہ جس معنی پر خلف جائز کہتے ہین اُس معنی پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع
مانتے ہین تو تمھارے زعم خبیث پر قطعاً لازم کہ ائمۂ دین کذب الٰہی کو یقیناً واقع
وموجود بالفعل جانتے ہین اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا دلائل سنیے
اولاً ہم ثابت کر آئے کہ خلف وعفو اونکے نزدیک متساوی ہین اور ایک
مساوی کا وقوع وقوع مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم خواہ تساوی فی التحقق
ہو یا فی الصدق کہ اول کا تو عین منطوق تلازم فی الوجود اور ثانی اوس سے
بھی زیادہ ادخل فی المقصود فان الانفکاک فی الوجود انفکاک فی الصدق
مع شئی زائد لیکن عفو بالیقین واقع۔ ابھی شرح مقاصد سے گزرا جو نص
لاصحاب بل اثبتوہ تو ثابت ہوا کہ وہ علما جسے خلف وعید کہتے ہین یقیناً
واقع اب تم خلف کو اوس معنی ناپاک پر حمل کرتے ہو تو معاذ اللہ کذب الٰہی
کے بالیقین واقع وموجود ہونے مین کیا کلام رہا صدق اللہ تعالیٰ فانہا
لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ۝ بیشک آنکھین اندھی
نہین ہوتین وہ دل اندھے ہوتے ہین جو سینون مین ہین) والعیاذ باللہ

سبحنہ وتعالی ثانیاً تعیین تساوی سے قطع نظر بھی کیجیے تاہم آیہ کریمہ ویغفر ما دون ذلک سے اوسکا استدلال دلیل قاطع کہ خلف عفو سے خاص یا مباین نہین لاجرم مساوی نہی تو عام ہوگا بہر حال وقوع مغفرت وقوع خلف اور تمھارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہوکر کذب الٰہی یقینی الوقوع ٹھہریگا اور کیا گمراہون کے سر پر سینگ ہوتے ہین ثالثاً مختصر العقائد کی عبارت گزرے کچھ دیر نہوی جس مین خلف وعد کو محال لکھکر وعید مسلمین کے بارے مین دیکھ لیجیے کیا لفظ لکھا یجوز ان یترک الوعید نہ کہا بلکہ صاف صاف یترک الوعید مرقوم کیا پھر ثبوت مدعا مین کیا کلام رہا رابعاً اون دلائل قاطعۂ عقلیہ کے بعد تمھاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع و دافع شغب یہ ہے کہ امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالی نے اوسی حلیہ مین جو اسی رد المحتار کی جس سے آپ ناقل اس مقام مین ماخذ ہے صاف بتادیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے اب آپ ہی بولیے آپ کے مذہب مین عفو بالیقین واقع ہے یا نہین اگر ہے تو وہی خلف ہے اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہین حلیہ کی وہ عبارت یہ ہے اللہ علام المذکور یستلزم انہ یجوز الخلف فی الوعید وظاہر المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلۃ بہ لانہ لا یعد نقصا بل جوداً وکرماً ولھذا امدح بہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم حیث قال ؎

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی	والعفو عند رسول اللہ مأمول

دیکھو صراحۃً تمدح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا۔ اسی طرح ختم بحث مین قول ابن نباتہ
مصری الحمد للہ الذی اذا وعد وفا واذا اوعد عفا کو اسی باب سے
ٹھہرایا اب بھی وضوح حق مین کچھ باقی رہا۔ یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہی کہ تم نے
صراحۃً وقوع ووجود کذب الٰہی کو ائمہ اہل سنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر
شنیع وارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا کذلک یطبع اللہ علی
کل قلب متکبر جبار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار بالجملہ
بحمد اللہ بحجج قاہرہ وبینات باہرہ شمس وامس سے زیادہ روشن وابین
ہوگیا کہ علما جس معنی پر خلف جائز مانتے ہین حاش للہ اوسے امکان کذب سے
اصلا علاقہ نہین اونکے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع وعید بوجہ تجاوز وکرم
ہے کہ عین عفو یا عفو کا مساوی وملازم اور یہ معنی نہ صرف جائز بلکہ باجماع
اہل سنت بلاشبہہ واقع رہا خلف بمعنی تبدیل قول وتکذیب خبر جسکے جواز پر
امکان کذب متفرع ہو سکے ہرگز اون علما کی مراد نہ عالم مین کوئی عالم اوسکا
قائل بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان ویکدل اوس سے تبری وتحاشی کامل کرتے
اور کذب الٰہی کے استحالہ قطعی وامتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہین اول سے
آخر تک اونکے تمام کلمات ومحاورات ووجوہ مناظرہ وطرق رد واثبات ہزار
در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل وناطق فصل کما قد ظہر علی کل ذی
عقل اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جو
خلف کو راجح مانا مگر اس معنی ناپاک تراشیدۂ مدعی بیباک کی وہ بیخ کنی فرمائی
جسکی غرب سے شرق تک خبر آئی یونہین امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر

مسلکھی کی دہائی غلط فہمی سے جو تمہین ائمہ دین سے نسبت کذب تک ہین

ہین باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلار قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر
گزر چکی جب معنی تبدیل کی نوبت آئی جبپر ان حضرت نے تفریع کی ٹھرائی اوس پروہ
شدید و عظیم نکیر فرمائی کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی اسی تفسیر مین فرماتے
ہین الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ
تعالی وھذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء
اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب و معلوم ان فتح ھذا الباب
یفضی الی الطعن فی القراٰن وکل الشریعۃ اھ ملخصا یعنی جب خبر مین
خلف اللہ تعالی پر جائز رکھا جائے تو بیشک کذب الٰہی کو جائز ماننا ہوگا اور
یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے اسلیے کہ تمام عقلا (یعنی نہ صرف
اہل اسلام بلکہ سمجھ وال کافر بھی) اتفاق کیے ہوئے ہین کہ باری تعالی کذب
سے منزہ ہے اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام
شریعت مین طعن تک لیجائیگا) بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ
واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل مین مدعیان علم و دیانت و رشد و مشیخت
اغوائے عوام و تلبیس مرام کو یون دیدہ و دانستہ کور مُتقری بنجاتے اور خوف
خالق و شرم خلائق سب کو یک دست سلام کرکے ائمۂ دین پر یون کھلے
بہتان جیتے طوفان اوٹھاتے ہین ؎

چشم باز و گوش باز و این عکا	خیرہ ام در چشم بندی خدا
فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ	وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

بس زیادہ کیا کہون سوا اسکے کہ اللہ ہدایت دے آمین تنبیہ نبیہ الحمد للہ تحقیق

ذروۂ علیا کو پہنچی اور عیارون طرارون کی افترابندی اپنی سزا کو اب صرف یہ
امر قابل تنقیح رہا کہ جب خلف بمعنی تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور
بمعنی مساوی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع تو علماے مجوزین و محققین مانعین
مین نزاع کس امر پر ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی اوج
التحقیق علے الخبیر سقطت ہان منشا نزاع اس اطلاق خلف کی
تجویز ہے مجوزین نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب و منقصت
کا نشان نہین دیتا بلکہ عفو و کرم پر دلیل ہوتا اور محل مدح و ستائش مین بولا
جاتا ہے ولہذا جابجا عرف عرب سے اوسپر استناد کرتے ہین قال قائلهم

وانی وان اوعدته او وعدته	لمخلف ایعادی و منجز موعدی

وقال اخر ؎

اذا وعد السراء انجز وعده	وان اوعد الضراء فالعفو مانعه

بنابران خلف وعید کی تجویز کی محققین نے دیکھا کہ لفظ معنی محال یعنی تبدیل
مقال کو موہم اور یہان ایہام محال بھی منع مین کافی کما نصوا علیہ فی
مسئلۃ معقد العز اور اسکے ساتھ وقوع تمدح صرف مخلوق مین ہے خالق عزوجل
کا اوسپر قیاس صحیح نہین لاجرم اس تجویز سے تحاشی کی **خلاصہ** یہ کہ آیات وعید
مین بنظر ظاہر عموم عدم وقوع ایک صورت خلف مین ہے اگرچہ بنظر تخصیص و تقیید
حقیقت خلف سے قطعاً منزہ مجوزین اسی خلف صوری کو خلف وعید سے تعبیر
کرتے اور اسے جائز کہتے ہین کہ مفید مدح ہے اور محققین منع فرماتے ہین کہ موہم
نقص و قدح ہے ورنہ اگر خیال معنی کیجیے تو بلاشبہہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہین قطعاً

بالاجماع جائز و واقع ولہذا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض
شرح شفاے امام قاضی عیاض مین مسئلہ خلف کو اہل سنت کا اتفاقی قرار
دیا اور اوس مین خلاف صرف معتزلہ کیطرف نسبت کیا حیث قال الوعید
لایجوز تخلفہ عند المعتزلۃ لقولھم بانہ یجب علے اللہ تعالی تعذیب
العاصی پر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا وہی نظر معنی ہے کہ یہی مقصود مجوزین کے
جواز مین واقعی اشقیای معتزلہ ہی کو خلاف ہے اہل سنت مین کوئی اوس
کا منکر نہین جس طرح معنی کذب و تبدیل کے بطلان و امتناع پر اہل سنت
بلکہ اہل اسلام بلکہ اہل ملل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے جس مین کسی فرقہ کا
خلاف معلوم و ظاہر نہین یہ ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر انیق و تقریر رشیق
والحمد للہ ولی التوفیق علے الہام التحقیق وارشاد الطریق امام محقق
مدقق علامہ حلبی نے اوسی حلیہ مین جواز خلف مان کر معنی کذب و تبدیل سے
وہ تحاشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابعہ مین گزری پھر تصریح مراد کی یون
ارشاد کی المراد بالوعید صورۃ العموم بالوعید من ارید بالخطاب
مسئلہ جواز خلف مین وعید سے صورت عموم مراد ہے کہ بظاہر حکم سب
مخاطبونکو شامل نظر آتا ہے) یعنی تنہا الفاظ وعید پر نظر کیجیے تو صاف یہی حکم
معلوم ہوتا ہے کہ جو ایسا کرینگے سب سزا پائینگے پھر جبکہ بدلائل قاطعہ ثابت
ہوا کہ بعض کو نہو گی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی حالانکہ وہ عموم صرف صوری
تھا نہ حقیقی کہ حقیقت مین عمومات وعید آیات مشیت سے مکتسب تقیید جن
کا حاصل یہ کہ ہم معاف نہ فرمائین تو سزا ہو گی بس استقدر محصل خلف ہے جسے

معاذ اللہ کذب و تبدیل سے کچھ علاقہ نہین پھر اس مراد و مقصود کی تحقیق فرما کر
ارشاد کرتے ہین ثم حیث کان المراد ھذا فالوجہ ترک اطلاق جواز
الخلف فی الوعد والوعید دفعا لایھام ان یکون المراد منہ ھذا المحال
یعنی جب معلوم ہو لیا کہ جواز خلف سے صرف اسقدر مراد ہے نہ وہ کہ معاذ اللہ
امکان کذب کو راہ دے کہ کذب و تبدیل تو یقیناً اللہ تعالی پر مستحیل تو مناسب
یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی مین جواز خلف کا لفظ نہ بولین کہ اس سے کسی کو
اوس معنی محال کا وہم نہ گزرے) واقعی امام ممدوح کا گمان بجا تھا آخر دیکھیے
نہ کہ اس چودھوین صدی مین جہال سفہا کو وہ وہم آڑے ہی آیا والعیاذ
باللہ سبحنہ وتعالی پھر فرماتے ہین وانما وافقناھم علی الاطلاق لشھرۃ
المسئلۃ بینھم بھذہ الترجمۃ ونستغفر اللہ العظیم من کل مالیس
فیہ رضاہ ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق مین علماے سابقین کا ساتھ دیا
اسپر باعث یہ تھا کہ مسئلہ اون مین اسی نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم اللہ
عزوجل سے مغفرت چاہتے ہین ہر اوس بات کی جو اوسے پسندیدہ نہین سفہا
جاہل دیکھے کہ اوسکے امکان کذب کے شوشے کدھر گئے قل جاء الحق وزھق
الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے بتوفیق المولی
سبحنہ و تعالی اس مقام کی زیادہ تحقیق و تنقیح حواشی شرح عقائد و شرح مقاصد
و شرح مواقف پر ذکر کی اگر منافت تطویل نہوتی اون نفائس جلیلہ کو زیور
گوش سامعین کرتا وفیما ذکرنا کفایۃ والحمد للہ ولی الھدایۃ غرض
اس مقدار سے زائد کسی امر کو محل نزاع ٹھہرانا خود اونکے مقتضاے کلام و

مقال وتمسک واستدلال سے جدا پڑنا اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کرنا اور
اونکے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اور اون مہالک شنیعہ وقبایح قطیعہ کا اونکے
ذمے باندھنا ہے جنسے وہ ہزار جگہ بتصریح صریح تبری کرتے ہین آور واقعی بحمد اللہ
بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت مین جو مسئلہ اصول مختلف فیہ رہا ہے اگرچہ
بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائین مگر عند التحقیق اوس کا حاصل
نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے پھر ایک فریق کے
دوسرے پر الزامات حقیقۃً اپنے معنی مراد پر الزام ہین جس سے دوسرے کا
ذہن خالی نہ اوسکی مراد سے انھین تعلق نہ اسے دیکھکر کوئی عاقل یہ وہم
کرسکتا ہے کہ وہ امر جس کا الزام دیا گیا فریقین مین مختلف فیہ ہے بلکہ یہ تو عام
نزاعات حقیقیہ معنویہ مین بھی نہین ہوتا چہ جائے صوریہ ولفظیہ الزام اوسی
امر سے دیتے ہین جس کا بطلان متفق علیہ ہو مختلف فیہ سے مختلف فیہ پر احتجاج
یعنی چہ خصوصًا جبکہ ایک امر مین اختلاف دوسرے مین تنازع کی فرع ہو
کہ اس تقدیر پر فرع سے الزام مصادرہ علی المطلوب ہے۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے
کے قابل کہ طرف مقابل سخت ابلہ وجاہل خیر بات دور پہنچی نظائر لیجیے مثلًا ایمان
مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام عارف باللہ حارث محاسبی وجعفر بن حرب وعبد اللہ
بن کلاب وامام المتکلمین عبد العزیز مکی وائمہ سمرقند اول کے قائل اور اسی طرف
امام ہمام ابو الحسن اشعری قدس سرہ مائل بلکہ اسی پر امام الائمہ سراج الامہ
امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نص شریف دلیل کامل آور امام عماد السنہ احمد
بن حنبل وغیرہ جماعت محدثین سے قول ثانی منقول اور یہی ائمہ بخارا ومن وافقہم

فائدہ جلیلہ مسائل اصول میں اختلافات ائمہ اکثر نزاع لفظی کی وجہ سے یا امر سہل کی طرف راجع ہوتے ہیں اور الزامات متناظرہ کو مختلف فیہ جانا جاتا ہے۔

کے نزدیک مختار و منصور و معتمد و مقبول آسپر ائمہ سمرقند و بخارا مین نزاع کو جو
طول ہوا مخفی نہین انھون نے اُن پر مخلوقیت قرآن کا الزام رکھا اونھون نے
ان پر نامخلوقیت افعال عباد کا طعن کیا اور حقیقت دیکھیے تو بات کچھ بھی نہین
اپنی اپنی مراد پر دونون سچ فرماتے ہین ایمانِ مخلوق بیشک مخلوق کہ مخلوق
و صفات مخلوق سب مخلوق اور ایمان کہ صفت خالق عزوجل ہی جسپر اسمای
حسنی سے اسم پاک مؤمن دلیل یعنی اوس ملک جلیل جل جلالہ کا ازل مین اپنے
کلام کی تصدیق فرمانا وہ قطعاً غیر مخلوق کہ خالق و صفات خالق مخلوقیت سے منزہ
ھکذا قررہ الفاضل العلامۃ کمال الدین بن ابی شریف القدسی فی
المسامرۃ شرح المسایرۃ اب کیا کوئی احمق جاہل اس نزاع کو دیکھکر یہ گمان
کریگا کہ بعض صفات خالق کا مخلوق یا بعض افعال مخلوق کا نامخلوق ہونا ائمہ
اہل سنت مین مختلف فیہ ہے حاشا وکلا یونہین مسئلہ زیادت و نقصان ایمان
کہ قدیم سے مختلف فیہا امام رازی وغیرہ بہت محققین اسے بھی نزاع لفظی پر اوتارتے
ہین منح الروض مین ہے ذھب الامام الرازی وکثیر من المتکلمین الی ان ھذا
الخلاف لفظی راجع الی تفسیر الایمان پھر کہا ھذا ھو التحقیق الذی یجب
ان یعول علیہ اسی طرح اور مسائل پائیے گا اگر اسپر حمل کیجیے جب تو امر نہایت
الیسر مجوزین بمعنی مساوی عفو لیتے ہین اور مانعین بمعنی تبدیل قول دونون
سچ کہتے ہین اور دونون اجماعی باتین مگر فقیر نے بحمد اللہ جو تنقیح مناط کردی اوسپر
نزاع بھی معنوی رہی اور قول مانعین کا محقق و راجح ہونا بھی کھل گیا اور جہالت
جاہلین کا علاج بھی بحمد اللہ بروجہ کافی ہو لیا ذلک من فضل اللہ علینا وعلی

الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون ہ اللھم لک الشکر الابدی والمن السرمدی والحمد للہ رب العلمین **تسجیل جلیل وتکمیل جمیل - اقول** وباللہ التوفیق مدعی جدید بیچارے کی حالت نہایت قابل رحم غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل ودیانت کو پان رخصت دیا۔ اپنے رب کو جیسے بنے لائق کذب کردینے کا ذمہ لیا آئمہ امت وسادات ملت پر کھلی آنکھون جتیا بہتان کیا۔ غرض لاکھ جتن کر چھوڑے مگر کال نہ کٹا یعنی امام کی پیشانی سے داغ ضلالت مٹنا تھا نہ مٹا آپکو یاد ہو کہ اصل بات کلاہے پر چھڑی تھی ذکر یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مثل وہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ مین شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالے حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے۔ اور ختم نبوت ناقابل شرکت تو امکان مثل مستلزم کذب الٰہی اور کذب الٰہی محال عقلی ہ

منزہ عن شریک فی محاسنہ	فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم	

اسپر اوس سفیہ نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال نہین ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہوجائے اور اسپر جو ہذیانات بکے اونکی خدمتگزاری تو آپ سُن ہی چکے اب یہ حضرت اونکی حمایت مین خلف وعید کا مسئلہ پیش کرتے ہین یعنی اونکے امام نے نئی نہ کہی بلکہ اوس کا قول ایک گروہ ائمہ کے موافق ہوا ہے سبحان اللہ ہ

امامے چنین مقتدیے چنان	جہان چون نہ بیند بلیے چنان	

اے حضرت سب کچھ جانے دیجیے مگر یہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بھی معاذ اللہ کوئی وعید ہے جسکے امکان کذب کو جواز خلف پر متفرع کیجیے گا یہ تو وعد

ہے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کہ تمھین اس فضل جلیل سے مشرف کیا گیا تمھاری شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت بخشا تم ناسخ ادیان ہوئے تمھارے دین متین کا ناسخ کوئی نہ آئیگا تم سب سے بلند و برتر رہے تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا اس مین خلف تو ہر طرح بالاجماع محال ہے پھر تمھارے امام کا کیا کام نکلا اور مخالفت اجماع مسلمین و احداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا۔ ہان یہ کہ اوسکی اور ساتھ لگے تمھاری عقل و دیانت کا کام تمام ہوا۔ اسے کام نکلنا سمجھ لیجیے چاہیے کام ہو جانا قسمت کا بدا کہ دین و دیانت سی یون کٹی چھنی اور امام بیچارے کی بات بھی نہ بنی نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم حبک الشئ یعمی و یصم ؎

ذلیل و خوار و خراب و خستہ اوس سے ملتے نہ ایسے ہوتے	بہک گیٔ دین حق کا رستہ نہ اُس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم	سیھدیھم طریق الھالکینا

الحمد للہ یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً اکیس دلائل قاہرہ ہین کہ حجت اولٰی مین وجہ ۲ و وجہ ۳ حجت سادسہ مین ثانیاً حجت تاسعہ و عاشرہ دونون مین ثانیاً ثالثاً رابعاً بالجملہ کے بعد عبارت امام رازی تنبیہ نبیہ مین کلام امام حلبی یہ گیارہ مستقل حجتین تھین انھین مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھیے تو بائیسون تازیانہ یہ تسجیل جلیل کا ہوا اوپر کے ستو ملا کر ایک سو بائیس کوڑے انھین جمع رکھیے اور آگے چلیے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری اب وقت وہ آیا کہ اودھر عطف عنان کرون اور بیان حکم

قائل کے لیے میدان بدیع تحقیق رفیع مین قدم دھرون واللہ الھادی و
ولی الایادی والصلوٰۃ علےٰ حبیبہ سراج النادی۔

خاتمہ۔ تحقیق حکم قائل مین

اقول وباللہ التوفیق اللھم غفرانا الضلال والکفر اجان برادر یہ پوچھتا ہی
کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا اور انکے پیچھے نماز کا حکم کیا ہی۔ یہ پوچھ کہ ان امام وماموم پر
ایک جماعت ائمہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہی حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار
بار حاش للہ مین ہرگز انکی تکفیر پسند نہین کرتا ان مقتدیون یعنی مدعیان جدید کو تو
ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہون اگرچہ انکی بدعت وضلالت مین شک نہین اور
امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہین کرتا کہ ہمین ہمارے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ
روشن وجلی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی
نرہے فان الاسلام یعلو ولا یعلےٰ مگر یہ کہتا ہون اور بیشک کہتا ہون کہ
بلاریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہ علما کے مذہب مین بوجوہ کثیرہ کفر
لازم والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے
کہ ان عزیزون کو خواب غفلت سے جگاؤن اور انکے اقوال باطلہ کی شناعت ہائلہ
اونھین جتاؤن کہ او بے پرواہ بکریو کس نیند سو رہی ہو گلا دور پہنچا سورج ڈھلنے
پر آیا گرگ خونخوار بظاہر دوست بنکر تمھارے کان پر تھپک رہا ہی کہ ذرا جھٹپٹا ہو اور
اپنا کام کرے چوپانون مین تمھاری بیجا ہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہی بہت حکم
لگا چکے کہ یہ بکریان ہمارے گلے سے خارج ہین بھیڑیا کھائے شیر لیجائے ہمین کچھ کام نہین

اور جنھین ابھی تک تمیز ترس باقی ہے وہ بھی تمھاری ناشائستہ حرکتون سے ناراض
ہو کر اپنے خاص گلے مین تمھارا آنا نہین چاہتے ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی
نیند اندھیری رات مین جسے چوپان سمجھے ہے ہو واللہ وہ چوپان نہین خود بھیڑیا ہی
کہ ذئاب فی ثیاب ہے کپڑے پہنکر تمھین دھوکا دے رہا ہے (یعنی ابا کم ابلیس ۱۲) پہلے وہ بھی
تمھاری طرح اس گلے کی بکری تھا یعنی حقیقی بھیڑیے نے جب سے اوسے شکار کیا
(یعنی شیطان ۱۲) اپنے مطلب کا دیکھکر دھوکے کی ٹٹی بنا لیا اب وہ بھی اگلے ڈکے کی خیر مناتا اور
بھولی بھیڑونکو لگا کر لیجاتا ہے سراپنی حالت پر رحم کرو اور جہانتک دم رکھتے ہو
ان گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلے مین جسپر خدا کا ہاتھ ہے
کہ ید اللہ علے الجماعۃ اور اوسکے سچے راعی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ
وسلم ہین آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو اور مرغزار جنت مین بیخوف چرو والے رب
میرے ہدایت فرما آمین۔ تفصیل۔ اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العلمین محمد رسول اللہ
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے اون سب مین اونکی
تصدیق کرنا اور سچے دل سے اونکی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ادامہ
اللہ لنا حتے نلقاہ بہ یوم القیام وندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام
امین اور معاذ اللہ اون مین کسی بات کا جھٹلانا اور اوس مین ادنے شک لانا کفر
اعاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم ورحم عجزنا وضعفنا بلطفہ الفخیم
انہ ہو الغفور الرحیم امین امین الٰہ الحق امین پھر یہ انکار جس
سے خدا مجھے اور سب مسلمانون کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے لزومی و التزامی
التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تصریحًا خلاف کرے یہ قطعًا اجماعًا کفر

کفر لزومی و التزامی کا فرق

ہے اگرچہ نام کفر سے چڑے اور کمالِ اسلام کا دعوی کرے کفر التزامی کے یہی معنے نہین کہ
صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہین یہ اقرار
تو بہت طوائف کفار مین بھی نہ پایا جائیگا ہم نے دیکھا ہی بہتیرے ہندو کافر کہنے سے
چڑتے ہین بلکہ اوسکے یہ معنے کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے
دعوی کیا وہ بعینہ کفر و مخالف ضروریات دین ہو جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک
وجن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزات انبیا علیہم افضل الصلاۃ والسلام سے
اون معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ و سلامہ علیہ
سے متواتر ہین انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاطلہ کو سے مرنا ہرگز ہرگز
ان تاویلون کے شوشے اونھین کفر سے بچائینگے نہ محبت اسلام و ہمدردی قوم کے
جھوٹے دعوے کام آئینگے قاتلہم اللہ انی یؤفکون ۰ اور لزومی یہ کہ جو بات اوسنے
کہی عین کفر نہین مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن و لازم حکم کو ترتیب مقدمات و تتمیم
تقریبات کرتے لے چلیے تو انجام کار اوس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے
جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت
جناب صدیق اکبر و امیر المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضے اللہ تعالی عنہما سے
انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرف مودی اور وہ
قطعاً کفر مگر اونھون نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اوس سے صاف
تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام و غیرہم چند اکابر کرام
علی سولاہم و علیہم الصلاۃ والسلام کو زبانی دعوون سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافت
صدیقی و فاروقی پر انکے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہین اس قسم کے کفر مین

علمائے اہل سنت مختلف ہو گئے جنھون نے مآل مقال ولازم سخن کیطرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہین بدعت و بدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف مین فرماتے ہین من قال بالمآل لما یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ مذھبہ کفرہ فکانھم صرحوا عندہ بما ادّی الیہ قولھم ومن لم یراخذھم بمآل قولھم ولا الزمھم بموجب مذھبھم لم یر اکفارھم قال لانھم اذا وقفوا علی ھذا قالوا لا نقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا ونعتقد نحن وانتم انہ کفر بل نقول ان قولنا لا یؤل الیہ علی ما اصلناہ فعلی ھٰذین المأخذین اختلف الناس فی اکفار اھل التاویل والصواب ترک اکفارھم اھ ملخصًا

جب یہ امر ممہد ہو لیا تو اب ان امام و ماموم کے کفریات لزومیہ گنیے امام کے کفرون کا تو شمار ہی نہین اوس نے تو صرف انھین چند سطرون مین جو تنزیہ سوم مین اوس سے منقول ہوئین کفر لزومی کی سات اصلین طیار کین جنمین ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اوس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز اوسے نجات نہ ہو والعیاذ باللہ العلی الاکبر

اصل اول جو کچھ انسان کرسکے خدا اپنی ذات کریم کے لیے کرسکتا ہے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائیگی (دیکھو ہذیان اول) اس اصل کے کفرون کی گنتی نہین مگر مین اوسی قدر شمار کرون جو اوپر گن آیا ہون یقینًا قطعًا لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر اوسکا معبود کھانا کھا سکتا ہے ۲ پانی پی سکتا ہے ۳ پاخانہ پھر سکتا ہے ۴ پیشاب کرسکتا ہے ۵ اپنا سمع روک سکتا ہے ۶ بصر روک سکتا ہے ۷ دریا مین ڈوب سکتا ہے ۸ آگ مین جل سکتا ہے ۹ خاک پر لیٹ سکتا ہے ۱۰ کانٹون پر

لوٹ سکتا ہی ۱۱ وہابی ہو سکتا ہی ۱۲ رافضی بن سکتا ہی ۱۳ اپنا نکاح کر سکتا ہے
۱۴ جماع کر سکتا ہی ۱۵ عورت کے رحم مین اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہی ۱۶ اپنا بچہ جنا
سکتا ہے ۱۷ نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہین ۱۸ ہزارون کرورون خدا ممکن
ہین ۱۹ آیۂ کریمۂ واللہ خلقکم وما تعملون ۝ حق نہین ان سب امور کا ثبوت
ہذیان مذکورکے ردون مین ہدیۂ ناظرین ہوا **اصل دوم** خدا کے لیے عیوب و
نقائص محال نہین بلکہ مصلحت کے لیے اون سے قصد اچتا ہے (ہذیان دوم)
اس اصل کے کفر اصل اول سے صدہا درجے فزون جس سے لازم کہ امن بیباک
کے مذہب ناپاک پر ۲۰ اہل اسلام کے عامۂ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ اون کے
نزدیک ضروریات دین سے ہین سب باطل و بے دلیل ۔ ۲۱ اس نامسعود کا
وہی معبود عاجز ۲۲ جاہل ۲۳ احمق ۲۴ کاہل ۲۵ اندھا ۲۶ بہرا ۲۷ ہکلا ۲۸
گونگا سب کچھ ہو سکتا ہے ۲۹ کھانا کھائے ۳۰ پانی پیے ۳۱ پاخانہ پھرے ۳۲
پیشاب کرے ۳۳ بیمار پڑے ۳۴ بچہ جنے ۳۵ اونگھے ۳۶ سوئے ۳۷ مرجائے
۳۸ مرکر پھر پیدا ہو سب کچھ روا ہے ۳۹ اللہ کے علم ۴۰ قدرت ۴۱ سمع
۴۲ بصر ۴۳ کلام ۴۴ مشیت وغیرہا صفات کمال کے ازلی ہونے کا کچھ ثبوت
نہین ۴۵ تا ۵۰ ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہین ۵۱ اوس کی الوہیت
قابل زوال ۔ ان سب لزومون کا بیان تازیانۂ اول مین گزرا بلکہ ۵۲ خود اس
اصل کا ماننا درحقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۴
اور بیشک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام ۲
بقواطع الاسلام مین ہے من نفی او اثبت ما ھو صریح فی النقص

کفر۲ الخ اصل سوم جن باتون کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لیے
ممکن ہین (ہذیان ۲) اسکے کفر بھی بکثرت ہین قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر
۵۳ اوس کے معبود کی جورو ہو سکتی ہے ۵۴ بیٹا ہو سکتا ہے ۵۵ بھول سکتا ہے
۵۶ بہک سکتا ہے ۵۷ بعض اشیا اوسکی ملک سے خارج ہین الی غیر ذلک
من المکفریات (دیکھوت ۵ تا ۸) اصل چہارم صدق الٰہی اختیاری ہے (ط)
اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پر ۵۸ قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پر ۳۶
فتوے گزرے ۵۹ اوس کا معبود ازل مین کاذب تھا ۶۰ اب بھی کاذب ہے ۶۱
کبھی صادق نہین ہو سکتا ۶۲ قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے ۶۳ اللہ مخلوق ہے ۶۴
بلکہ محال ہے الی غیر ذلک وہ کفریات کثیرہ کہ سواضع متعددہ مین جن کا الزام
گزرا اصل پنجم علم الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعدت ۳) اسپر لازم کہ جاہل کے نزدیک
۶۵ علم الٰہی مخلوق وحادث ہے جسکے کفر پر فتوای امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ گزرا
۶۶ اللہ تعالی ازل مین جاہل تھا ۶۷ جب چاہے جاہل بن جائے ۶۸ اللہ حادث
ہے ۶۹ قابل فنا ہے الی غیر ذلک اصل ششم کذب الٰہی ممکن ہے اور ہم ثابت
کر آئے کہ اوس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد
عادی مین نص صریح ہے اور ۷۰ یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً ۷۱ شریعت
سے یکسر امان مرتفع ۷۲ خدا کی خبر سے یقین مندفع ۷۳ اسلام پر وہ مطاعن
جنسے جواب ناممکن اصل ہفتم ۷۴ اللہ تعالی بندون سے چرا چھپا کر بہلا بھلا
کر آیات قرآنیہ جھوٹی کر دے توکچھ حرج نہین (ت ۳۱) ہیہات یہ تو اوس نے صاف
صریح کہا تھا مین متحیر ہون اسے لزوم مین داخل کرون یا التزام مین پھر اسپر ۷۵ حشر

نشر حساب کتاب جنت نار عذاب ثواب کسی چیز پر ایمان نرہا کہ ہر خبر مین صاف
صریح احتمال نقیض باقی تو یقین کیسا تو ایمان کہان والعیاذ باللہ رب العلمین
ہماری تقریرات سابقہ و تحریرات لاحقہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات
لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہان پورے
نہ گنے گئے پھر بھی معاذ اللہ چھہتر کفر کیا کم ہین۔ پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہین
باقی کفریات تفویت الایمان و صراط نامستقیم کی گنتی ہی کیا ہے پھر وہ اقبالی کفر علاوہ
رہے۔ جو یہان تفویت الایمان پر صراط نامستقیم مین اہلے گہلے پھر رہے ہین۔ غرض حضرت
کے کفریات لزومیہ و اقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ اونکی قبر پر دیتے جائیے
تو غالبًا دم بھر مین ساری قبر کا مونھہ کالا ہو جائے یہ اوسکی سزا ہے کہ کفر و شرک
دھڑی دھڑی کر کے بیجا محض بلا وجہ سچے مسلمانونکو کافر مشرک کہا یہانتک کہ ان کے
طور پر صحابہ تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب تک کوئی کفر و
شرک سے نہ بچا گویا حضرت کے نزدیک کفر امور عامہ سے تھا پھر یہ خود اوس سے بچکر
کہان جاتے کردکہ نیافت کما تدین تدان ٥

دیدے کہ خون ناحق پروانہ شمع را	چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ٥ اللہم احفظ
لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطان بجاہ حبیبک محمد سید الانس
والجان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وشرف وکرم امین
والحمد للہ رب العلمین ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اوپر گزرے
تھے چھہتر یہ ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم چھہتر وجہ سے کافر ہو امام

الطائفہ پر ایک ہی قول مین پونے دو سو کوڑے یاد رکھیے اب
مقتدی صاحبونکی طرف چلیے ان مین دیوبندی تقلید نے تو دیوبندگی یعنی اُس
امام مغوی عوام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش
نہ کی جسپر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا صرف انھین احکام امام کا ترکہ پایا اور اسکی
باقی خرافات بشدت اہمال قابل التفات اہل علم نہین تاہم معرض بیان مین
سکوت نامحمود لہذا بطور اجمال تعرض مقصود قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی
جھوٹ بولا نہ بولے اقول یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب
ممکن بلکہ جائز و قوعی ہوا جیسا کہ تمہارے امام کا مشرب تو ہرگز اس اعتقاد کی
طرف کوئی راہ نہین بلکہ صراحۃً ام تقولون علے اللہ ما لا تعلمون ۝ مین
داخل ہوتا ہے وہ تقریرین کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم مین حاضر کین یہان
بنہایت وضوح و انجلا جاری جنھین بحمد اللہ اس اظہار باطل کی ذلت و خواری
کی پوری ذمہ داری سمجھا ہے تو کذب الٰہی جائز رکھکر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم
کرے اور جب نہ قائم کر سکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف
خاطرداری عوام کے لیے تھی آخر اوس کا امام صراحۃً لکھ ہی چکا کہ چُرا چھپا کر خدا
جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہین اللھم انی اعوذ بک من اضلال الشیاطین

لہ تنبیہ ضروری واقف منصب افتا جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل و ضلال کی نسبت سوال
سائل ہوا وسپر اوس کلام کی شناعتون کا اظہار قباحتون کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی
و جاہل ہو کہ اتمام جواب احکام صواب اسپر موقوف اس سے یہ لازم نہین آتا کہ قائل قابل مخاطبہ ٹھہرے پس
اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر و متبوعین طائفہ سے ہین جب تو اس رد بلیغ کا ہدیہ
مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہین تو خطاب متعدد اور مخاطب
واحد ورنہ کلام فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر مصروف ۱۲ منہ

والعیاذ باللہ رب العلمین قولہ مگر بول سکتا ہے **اقول** انظر کیف یفترون
علی اللہ الکذب وکفی بہ اثماً مبیناہ قولہ بہشتیون کو دوزخ اور دوزخیون

کو بہشت مین بھیجدے **اقول** قطع نظر اس سے کہ مؤمن مطیع کی تعذیب ہمارے
ائمۂ کرام ماتریدیۂ اعلام قدست اسرارہم کے نزدیک محال عقلی ہے مسلم الثبوت
اور اوسکی شرح فواتح الرحموت مین ہے امتناع تعذیب الطائع مذھبنا
معشر الماتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وتعالے
عقلاً اھ ملخصاً اور امام نسفی وغیرہ[۱] بعض علمانے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا
امام ابن الہمام مسایرہ مین فرماتے ہین صاحب العمدۃ اختار ان العفو
عن الکفر لایجوز عقلاً اھ اس قائل سے پوچھیے انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام
کا جنھون نے کبھی طاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذ اللہ دوزخ مین جانا اور
کافرون مشرکون کا جنت مین آنا محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہین اگر نہین تو اپنے
ایمان کی فکر کرے اور علماسے اپنا حکم پوچھ دیکھے اور اگر ہان تو ممتنع بالغیر ہوا اور
ممتنع بالغیر وہی جسکا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن
سے استحالۂ ممکن محض بنا ممکن اب وہ غیر کیا ہے یہی لزوم کذب باری عزوجل تو آپ

[۱] طرفہ یہ کہ وہ رد المحتار جس سے مدعیان جدید اس مسئلہ مین جہلاً متمسک اوس مین بھی
یہی قول اختیار کیا اور اسیکو صحیح ومعتمد قرار دیا حیث قال لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک
عقلا وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء
بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً اور اسی طرف اوسکے ماخذ حلیہ کا کلام ناظر کما لا
یخفی علی من طالعہ بامعان النظر واللہ الموفق ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالے:-

ہی کی دلیل[1] سے ثابت ہوا کہ کذب باری محال فراتی ہے اے ذیہوش ورود نص کے سبب
خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لیے کہتے ہین کہ اوس کا وقوع محال عقلی یعنی کذب
الٰہی کو مستلزم شرح عقائد مین ہے لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالی وھو محال۔
شرح فقہ اکبر مین ہے قال اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ ومن ھذا
النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلاً من الاشاعرۃ الی امتناعہ سمعاً
وان جاز عقلاً ای ولا لزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ سبحن اللہ یہ تو
عقل وفہم اور الٰہیات مین بحث کا دہم **قولہ** تو کسی کا اجارہ نہین **اقول** یون تو
تم اپنے امام کیطرف سے یہی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالی اپنے آپ کو ناقص وملوث و
عیبی بنائے تو کسی کا اجارہ نہین اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کر دے تو کسی کا
اجارہ نہین ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اوسپر کسی کا اجارہ ثابت نہو گا کہ بے
علاقہ ملازمت معقول نہین پھر اس نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہوا اور اگر یہ مقصود
کہ ایسا کرے تو کچھ حرج نہین اور بیشک عرف مین یہ کلام اسی معنی کو مفید ہوتا ہی تو محض
غلط وباطل اور اجماع امت ونصوص قاطعہ کے خلاف بیشک کتنا بڑا حرج ہی کہ سارے
جہان کا سچا مالک معاذ اللہ جھوٹا ٹھہرے جس کے استحالہ پر نصوص بیشمار سنتے آئے
اور حلیہ کا کلام تازہ گزرا اور شرح عقائد وشرح فقہ اکبر کی آوازین تو ابھی تمہارے کان
مین گونجتی ہونگی مگر ہان تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے جھوٹے ہونے مین کیا حرج

[1] فان قلت لم لا یجوز ان یکون ھذا ایضاً محالاً لغیرہ وذلک الغیر المستحیل بالذات شیأ اٰخر
قلت لم لا یجوز ان یکون ھذا ھو ذلک الغیر المحال بالذات ولاجلہ صار ملزومہ محالاً
بالغیر فان تمسکت باحتمال تشبثنا باٰخر وکنا مصیبین وکنت من الخاطئین لانک مستدل بھذا
الدلیل علی امکان الکذب اما من عیا واما غاصبا فکیف یکفیک عسی ولعل ۱۲ منہ

ہوتا تمھارا امام تو صاف کہہ چکا کہ اوس پاک بے عیب مین دنیا بھر کے عیب آسکتے ہین پھر اینھم بر علم اللہ ایمان وحیا بخشے **قولہ** اور یہی امکان کذب ہے **اقول**[۱] محض تمھارا کذب ہے ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم اور باوجود اسکے خود ممکن بالذات ہوتا ہے اوس کا امکان ذاتی اوس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہونا محال بالذات اور لم یہ کہ ان مین استلزام ہی عارضی تھا نہ ذاتی ورنہ محال بالذات ہوتا نہ بالغیر یون تو لازم کہ باری تعالے وتقدس واجب الوجود نہ رہے یا تمام موجودات واجب بالذات ہو جائین وجہ ملازمت سنیئے زید آج موجود ہوا اوس کا اسوقت وجود علم الٰہی سبحانہ وتعالی مین تھا یا نہین اگر نہین تو علم محیط باری جل وعلا منتفی ہوا اور انتفائے علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفائے مقتضی کو مقتضی تو باری عزوجل معاذاللہ معدوم ہوا اور اگر تھا تو اسوقت اوسکا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہین اگر نہین تو زید واجب بالذات ہوا اور ہان تو اوسکا اسوقت عدم کہ ممکن بالذات ہے عدم علم اور عدم علم عدم عالم کو مستلزم تو تمھارے طور پر عدم ذات ممکن تو باری جل جلالہ واجب الوجود نہوا اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا واقعی تم بیچارے معذور ہو کہ حقائق علوم ودقائق فہوم مین بیچاری گنگوہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا ذرا کلمات علما پر نظر کیجیے تو آپکو اپنی دانشمندی پر یقین کامل آئے علامہ سعدالدین تفتازانی

---

[۱] واقول ایضا بلکہ اے جاہل اگر یہ تیری دلیل جہالت تام ہو تو باری عزوجل کا معاذاللہ جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اوس نے بہشتیون کے بہشت دوزخیون کے دوزخ جانے کی صرف ہمکو خبر ہی نہ دی بلکہ اوس کے علم مین بھی ایسا ہی ہے باانیہمہ وہ خلاف پر قادر اس تقدیر پر اوس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکان جہل ہے تعالی عن ذلک علوا کبیرا ہان اے جاہل اب یا تو امکان جہل بھی مان یا امکان کذب پر ان جھوٹے شوشون سے درگزر اللہ تعالے ہدایت بخشے آمین ۱۲ منہ سلمہ۔

شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں ان اللہ تعالی لما اوجد العالم بقدرتہ واختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ مع انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وہو محال والحاصل ان الممکن لا یلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الی ذاتہ واما بالنظر الی امر زائد علی نفسہ فلا نسلم انہ لا یستلزم المحال شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان قیل ما علم اللہ او اخبر بوقوعہ یلزم من فرض وقوعہ محال وہو جہلہ او کذبہ تعالی عن ذالک وکلما یلزم من فرض وقوعہ محال فہو محال ضرورۃ امتناع وجود الملزوم بدون اللازم فجوابہ منع الکبری وانما تصدق لو کان لزوم المحال لذاتہ اما لو کان لعارض کالعلم او الخبر فیما نحن فیہ فلا لجواز ان یکون ہو ممکنا فی نفسہ ومنشؤ لزوم المحال ہو ذلک العارض غرض استحالہ ناشیہ عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کر کے بعض نے استلزام عارضی میں بھی استحالہ لازم بالذات سے استحالہ ملزوم بالذات کا حکم کو کیا جس کا محققین نے یوں حل کر دیا مگر ایسی جگہ امکان مستلزم سے امکان لازم مستحیل بالذات کا حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصہ خاصہ تھا کہ اوسکے رد میں بھی علما کا وہ حل کافی ووافی ہوا۔ سبحن اللہ میں اپنے علما سے کیوں استناد کروں آپ اپنے ہی امام کا قول سنیے اسی بحث کذب والی یکروزی میں کیا کہتا ہے۔ اگر مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل (جیسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع ومغفرت کا فر فرض کیجیے) مستلزم کذب ست پس آن مسلم ست وکسے دعوی وقوع مذکور بالفعل نکردہ واگر مقصود این ست کہ امکان وقوع مذکور مستلزم کذب نصی ست از نصوص قرآنیہ پس آن نص را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی امکان وجود مذکور دلالت میکند واگر مقصود

این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکان کذب ست پس ملازمت ممنوع ست
زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقق عدم مذکور البتہ مستلزم
تحقق امکان صدق نص مذکور ست وزوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست
واما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود
مذکور مستلزم امکان کذب نیست چہ امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال
علت نیست والا لازم آید کہ امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب
باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذاتہ باشد
حاصلش آنکہ تلازم درمیان علت ومعلول در فعلیت وجود وعدم ست نہ در امکان
ذاتی والا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ گردد چہ معلولات او ہمہ ممکنات اند
اھ ملخصا اگر اوسکی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جسمین اوس نے خواہی نخواہی ذرا سی
بات کو بیگھون مین پھیلایا ہے تمھاری مقدس سمجھ مین نہ آئے تو اوسی کا دوسرا
بیان مختصر سنو اسی یکروزی مین لکھتا ہے اگر مقصود این ست کہ از وقوع ممکن
ہیچگونہ محال ناشی نمی گردد لا بالنظر الی ذاتہ ولا بالنظر الی الامور الخارجیۃ
پس این مقدمہ ممنوع ست چہ برین تقدیر لازم می آید کہ وجود ہر معدوم وعدم
ہر موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی دیکھو باوجود
امکانِ ملزوم لازم کو محال مانتا ہے پھر تمھاری جہالت کہ تعذیب مطیع وعفو کافر
کے امکان سے امکان کذب پر استدلال کرتے ہو غرض حق یہ ہے کہ یہ نفیس استدلال
کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے جسے دیو جہالت کی بند وقید مین کبھی علم وفہم کی ہوا
نہ لگی ہو واللہ الہادی خیر یہ تو وہ تھے جنھون نے تقلید امام سے تجاوز نہ کیا تھا

تہ ہے امام عنید کے مریدِ رشید انھون نے بیشک ہمت فرماکر وہ طرفہ ابکار افکار
ہدیۂ انظارِ فحولِ نظّار کین یعنے یہی جواز خلف کی تقریر نازنین جس کے باعث
اونپر لزوم کفر کی تین وجہین اور پڑھین اولاً وہ وجہ ہائل کہ تمام مقلدانِ امام
الطائفہ کو عموماً شامل یعنے یہ اوسکے قول مذکور وجمیع اقوال کفریہ مین مقلد
اور بیشک جو کفریات مین تقلید کرے قطعاً لزوم کفر سے حصہ پائے ثانیاً
ان حضرت نے جواز خلف بمعنی کذب ائمۂ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل
قاطعہ مبرہن کر آئے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز فرماتے ہین اُسے قطعاً جائز وقوعی
بلکہ واقع ٹھہراتے ہین تو ان حضرت نے مولی سبحانہ وتعالی کا کاذب بالفعل
ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے ایک جماعت ائمۂ دین کا مذہب جانا اور اُسے
اسقدر ہلکا سمجھا کہ ائمۂ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اوسپر طعن کو بیجا بتایا
اور اوس سے تعجب کارِ جہلا ٹھہرایا اور بیشک جو شخص کسی عقیدۂ کفر کو ایسا سمجھے
خود کافر ہے اعلام بقواطع الاسلام مین ہمارے علمائے اعلام سے کفرِ متفق علیہ
کی فصل مین منقول او صدق کلام اہل الاھواء[1] او قال عندی کلامھم
کلام معنوی او معناہ صحیح الخ فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ
مبارکہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید مین ذکر کی واللہ الموفق
ثالثاً الحمد للہ کہ علمائے سنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نرالے

---

[1] حمل العلامۃ ابن حجر اھل الاھواء علی الذین نکفرھم ببدعتھم قلت
وھو کما افاد ولا یستقیم التخریج علی قول من اطلق الاکفار بکل بدعۃ فان الکلام فی الکفر
المتفق علیہ فلیتنبہ ۱۲ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید من مصنفات المصنف سلمہ اللہ تعالی

اورانکے بہتانی خیالون شیطانی ضلالون پر سب سے پہلے تبرا کرنیوالے مگر انکی قوت
واہمہ نے جو انھین امام الطائفہ کے ترکہ مین ملی ائمہ متقدمین مین کچھ علما ایسے تراشے
جو کذب الہی کے جواز وقوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے تو وہ تراشیدہ علما
ساختہ ائمہ (جنکا ان جہال کے وہم وخیال کے سوا کہین وجود نہین) قطعاً اجماعاً کافر
مرتد تھے آب انھون نے اون وہمی موجودون یقینی مرتدونکو کافر نہ جانا بلکہ مشایخ
دین وعلمای معتمدین مانا تو خود ان پر کفر وارتداد لازم آنے مین کیا کلام رہا کہ جو کسی
منکر ضروریات دین کو کافر نکہے آپ کافر ہے امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ
شفا شریف مین فرماتے ہین الاجماع علی کفر من لم یکفر احدا من النصاری والیھود
وکل من فارق دین المسلمین او وقف فی تکفیرھم اوشك قال القاضی ابو بکر لان
التوقیف والاجماع اتفقا علی کفرھم فمن وقف فی ذلك فقد کذب النص والتوقیف اوشك
فیہ والتکذیب والشك فیہ لایقع الامن کافر یعنی اجماع ہی اوسکے کفر پر جو کسی نصرانی یہودی
خواہ کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے جدا ہو گیا کافر نہ کہے یا اُسکے کافر کہنے مین توقف
کرے یا شک لائے امام قاضی ابو بکر باقلانی نے اسکی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ و اجماع
امت اون لوگونکے کفر پر متفق ہین تو جو اُنکے کفر مین توقف کرتا ہی وہ نص شریعت کی تکذیب کرتا
یا اوس مین شک رکھتا ہی اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہی اوسی مین ہی یکفر من لم
یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام او وقف فیھم اوشك او صحح مذھبھم وان اظھر
الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ ما اظھر من
خلاف ذلك اھ ملخصاً یعنی کافر ہے جو کافر نکہے اُن لوگونکو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہین
یا اونکے کفر مین شک لائے یا اونکے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپکو مسلمان کہتا اور مذہب

اسلام کی حقانیت اور اوسکے سوا سب مذہبون کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اوس نے بعض منکر ضروریات دین کو جبکہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا) آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدید نامہتدی در شید پر ایک سو بائیس[۱۲۲] کوڑے اوپر جوڑے اور انکے امام کا وبال انھین کب چھوڑے کہ آخر یہ اوسی کے مقلد اور اوسکے اقوال کے پورے معتقد تھے ہذا جب ضرب الغلام اھانۃ المولے تو ضرب المولی اھانۃ الغلام بدرجہ اولی بہرحال پچھتر کوڑے جو امام الطائفہ پر تازے پڑے انکے حصے مین بھی یقیناً جڑے ایک سو ستانوے ہوئے اور تین خاص انکے دم پر سوار تو اس مختصر رسالے مین مدعیان جدید پر پورے دو سو کوڑون کی کامل بوچھار کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ٥

مین نے جسطرح اس رسالہ کا تاریخی نام سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح رکھا یونہین ان تازیانون کا عدد درخواست کرتا ہے کہ اس کا تاریخی لقب دو صد تازیانہ بر فرق جہول زمانہ رکھون بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صدہا کفر سراپا کفر مین ڈوبے ہوئے ہین وفی ذلک اقول ع

فکفر فوق کفر فوق کفر	کان الکفر من کثر و دفر
کماء اسن فی نتن دفر	تتابع قطرۃ من ثقب کفر

معاذ اللہ اسقدر ان کے شمار و بوار کو کیا کم ہے اگرچہ ائمہ محققین و علمای محتاطین انھین کافر نہ کہین اور یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی

اوس نے بعض منکر ضروریات دین کو کافر نہ جانا ... (حاشیہ)

وهو المذهب وعليه الاعتماد وفيه السلامة وفيه السداد امام ابن حجر
مکی رحمہ اللہ تعالی اعلام مین اعلام فرماتے ہین انہ یصیر مرتدا علی قول
جماعة وکفی بھذا خسارا وہ ایک جماعت علما کے قول پر مرتد ہوگیا اور اسقدر
خسران وزیان مین بس ہین) والعیاذ باللہ خیر الحافظین پھر جبکہ ائمۂ دین
انکے کفر مین مختلف ہوگئے توراہ یہہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہین جلد از سر نو کلمۂ اسلام پڑہین
اور اپنے مذہب نامہذب کی تکذیب صریح اور اوسکے رد و تقبیح کی صاف تصریح
کرین ورنہ بطور عادت کلمۂ شہادت کافی نہین کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہین اور اوسے
اپنے مذہب کا رد نہین سمجھتے بحر الرائق مین بزازیہ و جامع الفصولین سے ہے لواتی
بالشھادتین علی وجہ العادة لم ینفعہ مالم یرجع عما قال اور جسطرح
اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف اعلان کرین
کہ توبہ نہان کی نہان ہے اور عیان کی عیان ۔حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة
السر بالسر والعلانیة بالعلانیة جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر ۔
پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد
والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذ بن جبل
رضی اللہ تعالی عنہ اس سب کے بعد اپنی عورتون سے تجدید نکاح کرین
کہ کفر خلافی کا حکم یہی ہے علامہ حسن شرنبلالی شرح وہبانیہ پھر علامہ علائی شرح
تنویر مین فرماتے ہین ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ
اولاد زنی وما فیہ خلاف فیؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح

پس اگر مولی سبحانہ وتعالی ہدایت فرمائے اور اوسکے کرم سے کچھ دور نہین یعنی یہ
حضرات اپنے مذہب مردود سے باز آئین اور علانیہ رب العلمین کی طرف توبہ لائین
فاخوانکم فی الدین تمھارے دینی بھائی ہین ورنہ اہل سنت پر لازم کہ اون سے
الگ ہوجائین اونکی صحبت کو آگ سمجھین اونکے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھین اگر نادانستہ پڑھ
لی ہو اعادہ کرلین کہ نماز اعظم عبادات رب بے نیاز ہے اور تقدیم وامامت ایک اعلی
اعزاز اور فاسق مجاہر واجب التوہین نہ کہ بدعتی گمراہ فاسق فی الدین والعیاذ باللہ
رب العلمین فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے ان مسائل کی قدرے تحقیق وتفصیل اپنے
رسالہ النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید ۱۳۰۵ھ مین ذکر کی علامہ
ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ مین فرماتے ہین یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم وکذا
المبتدع اھ ملخصاً یعنی فاسق وبدمذہب کی امامت مکروہ تحریمی قریب بحرام ہے جسکے سبب نماز کا
پھیرنا واجب ہے حکم للہ الحکم والیہ ترجعون ○ والحمد للہ رب العلمین ○

التماس ہدایت اساس مین جانتا ہون کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول
سخن پروری وبحکم دستور تعصب وخودسری اگر بعض سلیم خاطرین شرمائینگی قبول و
انصاف کو کام فرمائینگی تو بہت عنادی طبیعتین گرمائینگی جبلی نزاکتین غصہ لائینگی
جاہلی حمیتین جوش کھائینگی تعصبی حمایتین ہمت پر آئینگی وحسبنا اللہ ونعم الوکیل
نعم المولی ونعم الکفیل یہ سب کچھ قبول کھسیانا عاجزون کا قدیمی معمول مگر انما
اعظکم بواحدۃ حق اسلام یاد دلا کر اتنا مامول کہ چند ساعت کے لیے تعصب
ونفسانیت کو راہ بتائین مثنی وفرادی تنہا یا دو دو صاحب بیٹھکر غور فرمائین۔ اگر
کلام خصم حق وصواب ہو تو للہ حق سے کیون اجتناب ہو گیا قرآن نے نہ سنایا کہ

تمھارے رب نے کیا فرمایا سیذکر من یخشی o ویتجنبھا الاشقی o اے میرے
پیارے بھائیو کلمۂ اسلام کے ہمراہیو اگرچہ نفس امارہ رہزن عیارہ اور شیطان
لعین اوس کا معین و لہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار مگر واللہ واذا قیل
لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم کی آفت سخت شدید الیس منکم رجل
رشید o خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ۔ کچھ
دیکھا بھی کس پر امکان کذب کی تہمت دھرتے ہو کس پاک بے عیب مین عیب آنیکا
احتمال کرتے ہو العظمۃ للہ ارے وہ خدا ہے سب خوبیون والا ہر عیب و نقصان سے
پاک نرالا۔ ذرا تو گریبان مین موںھ ڈالو جسنے زبان عطا فرمائی اوسکے بارے مین
تو زبان سنبھالو۔ واے بے انصافی تمھین کوئی جھوٹا کہے تو آپے مین نہ رہو۔
اور ملک جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا یون ممکن کہو یہ کون دیانت ہے کیا انصاف
ہے اوسپر یہ قہر اصرار یہ بلا اعتساف ہے اے طائفۂ حائفہ اے قوم مفتون مانو تو
ایک سہل تدبیر تمھین بتاؤن۔ تمہارا رسالہ تنہائی مین بیٹھکر بغور دیکھو ان دوسَو
دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کرکے انصاف سے پرکھو۔ فرض کردم کہ
دوسو مین استحالۂ کذب الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمھارے خیال اور تمھارے
امام کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال و قیل باقی رہگیا
باقی سب سے تم نے جواب دے لیا۔ تو جان برادر احقاق حق کو ایک دلیل کافی
ابطال باطل کو ایک اعتراض وافی نہ کہ دلائل باہرہ اعتراضات قاہرہ صدہا
سنو اور ایک نہ گنو دل مین جانتے جاؤ کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب
مگر ماننے کی قسم توبہ کی آن بلکہ اولٹے تائید باطل کے فکر سامان یہ تو حق پرستی

نہ ہوئی بادبدستی ہوئی نشۂ تعصب مین سیاہ مستی ہوئی پھر قیامت تو نہ آئیگی حساب تو نہوگا خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا اے رب میرے ہدایت فرما اور ان لجیلی آنکھون کو کچھ تو شرما ؎

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول		اے کہ دُر ساختۂ قطرۂ بارانی را

اور یہین سے ظاہر کہ جو صاحب قصد جواب کی ہمت رکھین آیک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھکر لکھین یہ نہو کہ ابقائے مشیخت رفع ندامت فریب عوام۔ جواب کے نام کوکہین کچھ اعتراض باقی سے اعراض یہ کلام خصم کا رد نہ کریگا اولٹا تمھین پر صاعقہ بنکر گریگا کہ جب حجت خصم مٹا نسکے مذہب سے اعتراض ہٹا نہ سکے تو ناحق تکلیفِ خامہ اوٹھائی معصیتِ سیاہی نامہ اوٹھائی اپنی عجز کا اظہار کیا بطلان مذہب کا اقرار کیا للہ کچھ دیر تو حق وانصاف کی قدر سمجھو۔ زنجیر تعصب کی قید سے سلجھو۔ خارزار تکبر مین اتنا نہ اولجھو افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما اور تمھارے نصیب کی وہی کالی گھٹا۔ ہمارے ہما یون سایہ افگن اور تمھارا تاج وہی بال زغن۔ اے سچے خدا سچ سے موصوف جھوٹ سے نرالے سچے رسول پرسچی کتاب اوتارنے والے۔ اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ اُمت مصطفےٰ کو سچی ہدایت عنایت فرما وصلے اللہ تعالیٰ علے الحبیب وسلم وعلے الہ وصحبہ وشرف وکرم ما نجی الصادق وھلک الکاذب ونھی الصدق عن تعاطی الکواذب قولک الحق ووعدک الصدق ولک الحمد والیک المصیر انک علے کل شئ قدیر وصلے اللہ تعالیٰ علے سید الصادقین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین آمین الٰہ الحق آمین

الحمد للہ کہ یہ مبارک رسالہ ہو جزو عجالہ باوجود کثرت اشغالِ تحریرِ مسائل و ترتیب رسائل تیرہ دن کے متفرق جلسون مین مسودہ اور تیئیس دن مین صاف و مبیضہ ہو کر دوازدہم ماہ مبارک و فاخر شہر ربیع الآخر روز ہمایون جمعہ ١٣٠٠ھ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ کو جبہہ وجوہ بدر سمای تمام و شمع بزم ہدایت انام ہوا۔

للہ الحمد والمنہ کہ آج اس مبارک رسالے سنت کے قبالے رنگ صدق جمانے والے زنگ کذب گمانیوالے سے علوم دینیہ مین تصانیف فقیر نے سو کا عدد کامل پایا والحمد للہ وہاب العطایا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ہ والحمد للہ رب العلمین ہ والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون ہ وسلم علی المرسلین ہ

والحمد للہ رب العلمین ہ

تمت وبالخیر عمت بعون من قال و قولہ الحق تمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ ج وھو السمیع العلیم ہ الحمد للہ الذی بنعمتہ و جلالہ تتم الصالحات والصلاۃ والسلام علی سیدنا و مولٰنا محمد سید الکائنات و آلہ و صحبہ و امتہ و حزبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین ہ

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ اولی الفضل والجاہ فقیر سید عبد الکریم قادری غفر لہ برادران دین ومصدقان کلام رب العلمین کو گردن زنی بدعت وبطالت وتکبر شکنی اہل ضلالت کا مژدہ تازہ سناتا اور قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا کے جلوۂ مکرر کا منتظر بناتا ہے۔ حضرت عالم محقق فاضل مدقق حامی السنن ماحی الفتن۔ فخر الاکابر وارث العلم کابرا عن کابر۔ استاذ استاذی وملاذ ملاذی بالحمد والرضا ابدہ اللہ بالتقی والعلی ایدہ اللہ نے یہ رسالۂ رائعہ وعجالۂ بارعہ بحول وقوتِ اللہ الصمد مطابق عدد اسم پاک احد صرف تیرہ روز مین تصنیف فرمایا اور دوازدہم ربیع الاخر ۱۳۰۹ھ کو ماہِ تمام سمائے اتمام بنایا از انجا کہ رسالہ حقیقۃً ایک فتوی تھا کہ بجواب سوال مولنا مداح مکمل ہوا تھا میرٹھ مین اون کے پاس مرسل ہوا اسکے بعد بھی مدت تک براہین دیکروزی کے سوا جنھین اس سال مین بُرا ھیین دن روزی ہوا نہ کوئی تحریر مخالف یہان آئی نہ تبدیل بحث کی خبر پائی مداح ممدوح نے بنظر نفع ہر بزرگ وخورد ع کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد ٭ طبع رسالہ مین کلفت سعی سہی کہ بوجہ عوائق ناکام رہی۔ سوا برس بعد وہ نافع برایا

ھ وحافل ہین کہ بجائے خود رسالہ مستقل ہین ۱۲ ھ یعنی یہی تخصیص حادث، نقلی حادث ۱۲

باستدعاے طبع واپس آیا ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ سے انوار محمدی مین چھپنا شروع ہوا انوار
محمدی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا چاند طلوع ہوا۔ ادھر بذریعۂ بعض احباب سلمہم الوہاب
رسالہ تلبیس الکبیر بغلط مسمی تقدیس القدیر نام زنگی کافور کی سچی تصویر زیر نظر انور
حضرت مولنا آیا بنگاہ اولین ارشاد فرمایا یہ متہافت تحریر متناقض تقریر بشدت
اضطراب وتقلب وانقلاب آپ ہی اپنا رد وجواب اور باکثار مکابرات وانکار بدیہیات
وکمال سفاہات وجہال بلاہات کیا لائق توجہ وقابل خطاب حضرت مولنا نے
ساعت واحدہ مین اس رسالہ عجیبہ کے کمالات غریبہ وہ ظاہر فرمائے جن کے
مشاہدون نے یقین دلائے کہ مولف صاحب رقم تحریر کاذب ہوش سے دور تھے
یا نشہ مین چور یا ہوای انبہٹہ[1] کے زور مین معذور یا ماموں[2] الہ بخش گنگوہی کی منظور
ایک سہل سی بات یہی کافی اثبات وکاشف حالات کہ ذی ہوش بیچارے گھبراہٹ
کے مارے ہیبت اہل حق سے گور کنارے حل پر یون انکھی پکارے کہ جس کے امکان
مین یہان گفتگو ہے یہ کذب ہرگز نہین اور ص۲ پر یون تصریح مہین کہ سنیو ہمارا حق
زعم ہے کذب باری کو ممکن ہی کون کہتا ہے۔ چلیے نیم جھانولی مین سب گا وخورد
سارا دفتر ہی دریا برد ہوا

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہین سے		پسینہ پونچھیے اپنی جبین سے		

انصاف کیجیے ایسے زبون ناتوان عاجز پریشان سراسیمہ وحیران ترس کے مستحق یا

[1] سرزمین انبہٹہ حماقت مین مشہور وضرب المثل ہے خود جنت کا فقیر کہ انکا ہم مشرب ہے اپنے ایک سدس مین یون مظہر غضب ہے ع یہی بس ہے کہ وطن آپکا انبہٹا ہے ۱۲ [2] یہ شخص جہال گنگوہ ودیوبند کے زعم مین مثل شیخ سدو زین خان ارواح موذیہ سے ہے وہان کے لوگ اسکی بھینٹین دیتے اور خوش آمد کے مارے ماموں کہتے ہین پھر بھی اس ماموں کی نظر سے ماموں نہین ۱۲ :۔ :۔ :۔ :۔

حملۂ شیرانہ و نعرۂ دلیرانہ سے قتل کے لائق پھر لطف یہ کہ خود اسی رسالہ مین انھین لفظون کے جابجا مُغلِن کہ آن کے نزدیک کذب باری ممکن ص۲ سائل نے سوال کیا کذب الباری کیسا ہے بعض کملا (یعنی میان رشید) نے فرمایا سو جو بالامکان ص۱۳ رہا قول آپ کا امکان کذب باری تعالی بالاجماع محال ہے اس مین کس کو کلام ہے گفتگو بالغیر و بالذات مین ہے دیکھیے امتناع بالغیر مین امکان ذاتی کذب باری انھین لفظون کی تصریح وافی نیز مبلغ علم دیکھنے کو دیگر حضرات کا ہی چاول کافی جن عزیزون کو اتنی تمیز نہو کہ امکان کذب محال مانکر کذب محال بالغیر جاننا کھلا قول بالمتنا قضین وہ مقدس صورتین کیا قابل کلام و خطاب عقلا ہین پھر یہ تقدس یا تو ادنی درجہ کی اس سے اونچی چوٹی کی رسالہ شریفہ مین جابجا مرثیہ خوانِ دانشِ والا ہین ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم		کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

ستم و قباحت یہ کہ سر سے پاؤن تک سارا رسالہ اس تازہ اعجوبہ نوخیز کا پالا کہ کلام نفسی مین ہم بھی کذب محال بالذات جانتے ہین حالانکہ کل تک کلام یقیناً عام تھا طرہ یہ کہ اب بھی عام مانتے ہین اس رسالہ مین بخوف اہل حق استحالۂ ذاتیِ کذب نفسی کے بیشمار اقرار آدر پردہ اوٹھا کر دیکھیے تو وہی مینا بازار جو دلیل جلوہ دکھاتی آئی نفسی ہی مین امکان سناتی آئی مذہب حق پر جو اعتراض ڈھلا نفسی ہی مین امتناع رد کر کے چلا مزہ یہ کہ براہ تقیہ کہتے یون جائین کہ کذب لفظی ممتنع بالغیر اور ایک نہین دس نہین بیسون جگہ صاف جھلک کھا جائین کہ وہ بھی بخیر ؎

عیار رہو طرار رہو جو آج ہو تم ہو		بے باک رہو مگر خوف خدا کا نہین رکھتے

قسمت کی بدی قسمت مین بدی کہ جابجا اپنی موت اپنے ہی مونھ لکھ دی سبحٰن السبوح

دیوبندی بد قسمتی

مین حاجت اقامت دلائل ہوئی تھی کہ مجوزان خلف کا مذہب جواز وقوعی تو اونکے کلام مین خلف بمعنی کذب لیکر اوسے سند بنانا اور اوسپر طعن بیجا بتانا رشید و خلیل پر لزوم کفر آنا آب حضرات نے سب وقت اوٹھادی ص ۱۶ پر قول مجوزین مین خلف نوع کذب بتاکر ص ۲۳ پر تصریح فرمادی کہ بعض (یعنی مجوزان خلف) جواز وقوعی کا اثبات کرتے ہین اور ص ۲۷ پر شرح مقاصد سے اس مقصد پر سند بھی سنادی غرض کفر ضلیل رشید و خلیل کی نیو جمادی پردہ حمایت مین اچھی سزادی سچ ہے ۔

اگر خصم جان تو عاقل بود		بہ از دوستداری کہ پاگل بود	

مر قیامت اوادل چھیننے والی یہی ص ۲۷ کی نئی نرالی کہ خلف وعید مین دو احتمال مقدوریت و جواز وقوعی جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہین پس سند زید یعنی رشید و خلیل کی مقدوریت ہی ہے جواز وقوعی کیا کہنا ہے اس آپکی پس کا جھٹ نقیض کو نقیض پڑے پٹکا بیان تو یہ کہ زید بیچارے کا جس قول سے استناد اس مین جواز وقوعی مراد اور اوسپر یہ پھڑکتی چمکتی تفریع نازنین کہ پس سند زید کی جواز وقوعی نہین ۔ سچ ہے آدمی مین سے کیا جو اس ہی تو ہین سارا رسالہ ایسی ہی سفاہتون بلاہتون سے جوش زن ۔ ہر رسالہ نہ ہے بلا و بلادت کی بچلی پلٹن تناقض وہ نہین کہ گنتی مین آئین ۔ ہزار ہزار جگہ فرمائین شرمائین ۔ آپ ہی ٹھنڈے ہون آپ ہی

ملہ دیکھو ص ۶۹ تا ۷۴ و ص ۹۸ و ۱۰۰ ملہ عبارت ص ۱۶ یہ ہی کذب جنس اور خلف وعید ایک نوع اوسکی ہی پس جواز جنس جواز ہوگا اور یہ میزان منطق دان بھی جانتا ہی کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس واجب ہی کیا پہلے علمای متکلمین کو گمان کرسکتا ہی کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہون پس ثابت ہی ہی کہ وہ لوگ جواز کذب کے قائل اور یہ وہی مضمون ہے کہ براہین مین تحریر فرمایا ۱۲ ملہ وہان فرماتے ہین ۔ قولہ (یعنی قول امام تفتازانی) والمذہب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب صریح دال ہی ورنہ قید بان لا یقع کی کیا ضرورت تھی

ما ربو بنیکی طائفہ کی قیامت ادا

ما ربو بنیکی تناقضون کی کثرت

گر پائین پھر یہ نہین کہ تناقض کرکے اسی پر جم جائین نہین موقع پائین تو اس سے بھی رم جائین ؎

تناقض کے پیچھے تعارض کا شور — تعارض کی دم مین تناقض کی ڈور

ہان گنگوہ کی فوج مین تھمنا کہان۔ گنگا کی موج مین جمنا کہان افترا کی شدت وہ گندہ بہار کہ ایک ایک سطر مین چار چار کی بوچھار۔ تا ناکہ تنزیہ الرحمن پر افترا ہی کہ ائمہ ذیشان پر افترا ہے کیسا ظلم کہ قرآن پر افترا ملک جبار دیان پر افترا نہ اختلافی ہی مسائل مین اجماع کے دعوے کہ اختلافی نزاکتون مین اس ادعا کے جلوے تحکم کا وہ جوش کہ ایک ہی قاعدہ خود وضع فرمائین۔ جب خصم کا وہ لون آئے آنکھین دکھائین جو محض کو سند بنائین مفید خصم کو نامفید بتائین تحریف کی حرفت وہ حرافہ خصلت کہ جس کتاب کا جواب اسی کی عبارت مین قطع برید کا داب کج فہمی اور آپ کیا سمجھ کیسی کج فہمی این آن باشد کہ تو می فہمی وہ کج فہمی کہ بقوت وہمی ہے کہ وہ تو سنین گنگوہ۔ سنین گنگوہ تو سمجھین انبوہ سمجھین انبوہ تو کہین انبوہ کہین انبوہ تو لکھین کنبوہ۔ لکھین کنبوہ تو پڑھین کنکوا۔ پڑھین کنکوا تو یاد کو امیر سے قلم سے حاشا و کلا کوئی کلمہ ہنسی سے نہ نکلا ایک ایک بات دلیل سے کہی ثابت ہو جائے جب تو سہی۔ بعنایت الٰہی نہ اپنا کہا سمجھین۔ نہ خصم کا لکھا۔ نہ اپنی دلیل نہ خصم کا مدعا نہ اپنے امام بیچارے کا کلام اور بحث الٰہیات کا شوق مدام اس قطع مبارک پر علاقہ بندی کا کام یہ صورت اور اتنے مہنگے دام ؎

نزاکہ گفت کہ اے نازنین ز پردہ برآ — بغمزہ بر صف مردان شیر افگن زن

اور شوخی و عیاری تو رگ رگ مین ساری۔ کہکر بدل جائین۔ چل کر مچل جائین وقت پر قبول تو قع پر عدول۔ کہین دلیل مین پیوند لگا گئے کہین دعوی مین خود فرما گئے بات بنانے کو بدیہیات سے مکر گئے ثبوت نہ بن پڑا تو جو گڑی بھر گئے جو دکھتی

دیکھی الوس سے آنکھین بند ایک ایک فن مین تسو تسو فند اعتراض خصم سے طرز جواب نرالی عجاب انوکھی لاجواب صاف اعتراض قبول فرمائین۔ قبول صریح کو جواب ٹھہرائین جوش مکابرہ گزارش ہوچکا کہ مطلب کا پہیا جب دلدل مین کا انکار بدیہیات کے بال چڑھے عقل کے بیل فی الحال بڑھے کفریات کا جوش غارتگر ہوش ایک ایک قول مین دس دس کفر قطار در قطار گیما آئے صفر صریح گستاخیون سے نچھوڑا قرآن کو نہ جبار قہار شدید السلطان کو نہ عرب[1] کے چاند ملک دیان کو صلی اللہ تعالے علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم غرض ع اے تو مجموعۂ شرہا زکدامت گویم ہر رشد عزیز و عقل وتمیز ودین ودیانت وصدق وصیانت سب سے جی بھر کر کٹی چھنی واہ جی رشیدی تو خوب ہی بنی اگر نہ خوف ضلالت بے رایان ہوتا تو ایسون سے کلام کیا شایان ہوتا۔ صاحبو میری دراز نفسی (یعنی مصدری زبان) پر غصہ نہ کیجیے جو کچھ کہا ہے ایک ایک حرف کا ثبوت لے لیجیے۔ ہان وہ کہان ہان وہ جلد ثانی سبحن السبوح مین رد ثانی تقدیس منبوح مین جسکے بحمد اللہ طیار ہوجانے کا مین آپ صاحبونکو مژدہ رسا۔ اسمین بحکم ان حضرات اور انکے اکابر کے بیّن اقرار ونسے ثبوت دیا ہو کہ اجتک کلام عام رہا ہے تخصیص حادث لفظی حادث دبا و پڑے پر قول مردہ کی وارث دوم بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہو کہ آب بھی حضرات کا وہی مدعا ہو سوم بہیج کثیرہ اثبات واظہار کہ امتناع بالغیر بھی انھین ناگوار ان کے مذہب پر لفظی ونفسی دونون کلام مین کذب باری نہ صرف ممکن ذاتی بلکہ وقوعی بلکہ واقع بلکہ دائم بلکہ واجب

---

[1] معذرت بعض کلمات ظرافت مسلمانو حضرت کا یہ ظلم شدید قابل دید تھا کہ اتنی بات غصہ مین فرماتے ہین کر تقریر مولوی عبد السمیع صاحب نے نکی کیون چھاپی جسمین رشید کو غوی خلیلم ضلیل لکھا تھا ان دو لفظونپر کر قطعاً حق تھے جامہ سے باہر ہوکر فرمایا اور سکے جواب مین اسطرف سے جو کچھ لکھا جاتا بجا تھا مگر غم وغصہ کھا کر صبر کیا دانی غفاد صفو ان اللہ

قتعالے اللہ عن تقدیس کا ذب چہارم وضع کیا ہے کہ انکے مذہب پر کذب لفظی کا
وقوع وقوع کذب نفسی کو مستلزم ہونا ممنوع دعوی استلزام مغالطۂ عوام نری
عیاری ثبوت سے عاری پنجم انھین کے اقرارون سے ثبوت دیا ہے کہ کذب لفظی محال ہو
یا ممکن مگر انکے طور پر کلام اللہ نفسی کا صدق ہر طرح ناممکن ششم چالیس دلیلون سے
اس نزاکت تازہ کا رد مبین کہ تعالی قائم بنفس باری نہین ہفتم اکیس ۲۱ حجتونسے اس زعم
شنیع کا ابطال متین کہ صدق و کذب لفظی کا نفسی پر مدار نہین ہمارے رسالہ حضرت کا
بنای خرافات یہی دو مقدمے تھے کہ اکسٹھ دلیلون سے اٹ سٹ ہوگئے ہشتم بینات
مبینہ سے مبین کیا کہ امکان کذب لفظی مان کر نفسی مین استحالہ محال نہم مبینات بینہ سے مبتین
کیا کہ امتناع کذب نفسی جان کر لفظی مین امکان کی کیا مجال دہم امکان پر ان صلحیون نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور اپنی یہ حالت کہ معاذ اللہ اس سے سخت تر باتین خود حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان
ارفع و اعلی مین کہین جلد دوم بعونہ تعالی چھپنے دیجیے انشاء اللہ العزیز عنقریب اس رشد ربانی کی قلعی کھلی
جاتی ہے آسمان کی کیسی تو ہکو یہ کہنا رہا تھا کہ خبیث فرقہ بیباک طائفہ ناپاک نے ہمارے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو گالیان
دین ہم اوسکی نسبت جو لکھتے بجا تھا مگر ہم نے صبر جمیل کیا صرف بعض کلمات لطف خیز ظرافت آمیز سے کام لیا حضرات اگر
انصاف فرمائین آپ گریبان مین سونہہ ڈالکر شرمائین ہمارے کلمات پر غصہ لائین کہ محض لطیف و ظریف مین دمعاذ اللہ
تمھاری طرح دشنام سخیف پھر الغرۃ للہ فرق مراتب تو دیکھیے کہان ان کے گھر کا کوئی رشید و خلیل کہان ملک جبار کا رسول
جلیل پھر رسول بھی کون رسولونکی جان نبیون کا ایمان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وبارک ومجد وشرف وکرم نسال اللہ العفو
والعافیۃ آمین ۱۲ منہ عفا اللہ تعالی عنہ ۱۲ تنبیہ تنبیہ تنبیہ۔ ہان ہان وہان جسنے جانا اوس نے جانا
اور جس نے نجانا وہ اب جانے کہ بیانات یکم و دوم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم خاص اس امر واضح کلا یضاح کو ہین کہ ان
حضرات کی یہ نئی فش کی ڈھال ذکر فلان نقل یا دلیل یا تقریر کلام نفسی سے متعلق ہے اوسمین ہمین بھی نزاع نہین نزاع
کلام لفظی حادث مین ہے اوسمین یہ بیان جاری نہین محض مکر کی چال اور ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت کی
پوری مثال ہے اولا محض جھوٹ کہ کلام کلام نفسی مین نہین قطعا اسی مین کلام تھا اور اسمین ہر ثانیا نزا مکابرہ کہ یہ بیان
کلام لفظی مین جاری نہین حاشا بلکہ جو کچھ نفسی مین جاری قطعا یقینا بے دقت و دشواری لفظی مین بھی جاری انھین
امور کا ثبوت روشن و دندان شکن اوس سطوت قاہرہ و شوکت باہرہ سے ان بیانات جلد دوم مین لامع ہوا ہے جسکی
تابش خداداد کے حضور خفاشان بے نور کی آنکھین چوندھیا جائینگی پر غرور گردنین زانو تک جھک جائینگے انشاء اللہ تعالی
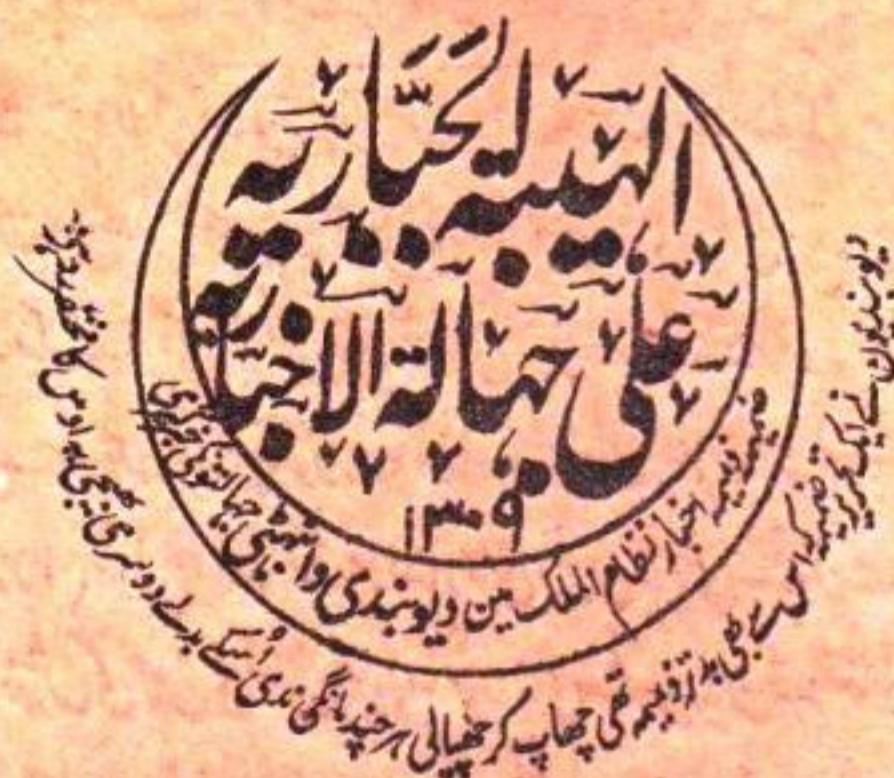
جونئی برہان دی خلیلی رشیدی قدیمی جدیدی ایک ایک پر اتنے تازیانے جڑے کہ محاسب
کو گننے مشکل پڑے یازدہم ابکارِ افکار سرکار پرکار مذہب حق پر جو اعتراض لیکر آئین اونکی
صد فہمائے سوال قطراتِ زلالِ رد وابطال سے چھلکتی لوٹائین دوازدہم ان حضرات
نے بکمال حیا امکان پر جو اوعلے اتفاق کیا اوسکی وہ گت بنائی کہ رو رو دیا سیزدہم
پھر خود استحالۂ ذاتی کذب لفظی پر اجماع بتایا اور اوسے قاہر تقریرون ظاہر تنویرون سے خاک
کر دکھایا چاردہم خاص امتناعِ ذاتی کذب لفظی پر بکثرت دلائل ساطعہ دیے اور اجماعی تحقیقی
الزامی تین قسمون پر منقسم کیے پانزدہم ہر جگہ تحقیقات جلیلہ و تدقیقات جمیلہ و افادات
عالیہ و ارشادات غالیہ کا وفورِ نور و توفرِ فور ایسا نہین کہ بیان مین سما سکے یا سننے
سے اوسکا لطف آسکے ع ذوقِ این مے نشناسی بخدا تا نچشی ؎

بالجملہ بحول و قوت باری دعوی کیا جاتا ہے کہ طوائف وہابیہ خصوصًا طائفہ
مکذبہ کے رد مبین مین اس رنگ کی کتاب نفیس لاجواب دوسری نظر نہ آئیگی مگر اپنے یا
چشم دو بین مین ع گر مثل تو ہست ہم تو باشی ؎ الحمد للہ جو بیان اوٹھانا نہایت کو
پہنچانا۔ جو نعرہ ہو جگر گداز۔ جو حملہ ہو کوہ انداز۔ مخالف بیچارے کی وہ حالت کرنی جیسے
شیر ژیان کے حضور ہرنی نہ شاخ و ناب کے سامنا کرے نہ توان تاب کہ چوکڑی بھرے

رحم اوس ساعدِ نازک پہ جسے اوسکے نصیب | لائے ہون پنجۂ مردان مین پچکنے کے لیے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ○ والحمد للہ رب العلمین ○
قصد یہ تھا کہ رد نفیس رسالہ تقدیس سبحن السبوح کا ذیل نافع اور اوسی کے ساتھ
چھپکر شائع ہو جب بحرِ زخارِ قلم موج خیز ہوا اور ابر دریا بارِ قدم گہر ریز رسالہ پندرہ جز
سے تجاوز کر چلا اور ہنوز لہر کو بس کا حکم نہ ملا نہ ابر محیط برس کر کھلا اودھر طالبانِ حق

ومحبان اسلام خواص وعوام وعلمائی کرام سبحٰن السبوح کے مشتاقِ قدوم نزدیک
ودور سے تقاضون کی دھوم اھنداری یہ ہوئی کہ اس رسالہ کو جلد اول کیجیے اور جلد دوم
کا مژدہ دیجیے الٰہی جلد انتظار کو اذن رفع دے اور دونون جلد سے مومنین کو نفع مبین
امین آلہ العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین

التماس آخرین بخدمت مخالفین حضرات اگر جواب جلد اول کی جلد ہمت فرمائین
مکابرات تقدیس کو رخصت فرمائین تخصیص حادث سے رجعت فرمائین سلامتیِ ہوش ہی مہلت فرمائین
شیر شرزہ سے شکار چھینتے ڈرین پارہ شدہ نزاکتین پھر نہ پیش کرین تو رنگ کیا لطف ہو کہ آپنے
محنت بھی جھیلی خرچ بھی کیا اور مضمون وہی کہ جلد دوم میں قتل ہو لیا تاکہ تقدیس بچاری اکیلی نہ رہی
اسکی دوسری بہن تلبیس بھی سہی جب یون المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ یہ سد عجز کو بجائیگا جب آپکا نعرہ جگری ہلائیگا
یک گز دو فاختہ کا مضمون کھائیگا آپ یک شکار ہے جب دو پائیگا یا ابناء الانہ شہ یا اہل گنگوہ اتی امر اللہ فلا تستعجلو
انشاء اللہ جلد دوم کا عہد بھی جلد آتا ہی پھر شیر کو دیر ہی کیا ہے آگاہ کر دینا ہمارا کام آگے تم جانو تمھارا کام
وما انذر فقد اعذر والحمد للہ العلی الاکبر وصلی اللہ تعالیٰ علی السید الاطہر نبینا الکریم
الطیب الاطہر محمد والہ وصحبہ الغرر امین امین والحمد للہ رب العٰلمین سلخ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۹ھ قدسیہ

لہ تنبیہ حضرات کی طرز جواب وتہایت سعی مع اشارہ رد حاشیہ سابقہ مین عرض ہو چکی احسانات الٰہیہ سے
کہ باآنکہ تصنیف سبحٰن السبوح بلکہ مدتون اوسکے بعد تک حضرات کی اس تخصیص محدث وتبدیل اخبث پر اطلاع نتھی
پھر بھی بالہام الٰہی تنزیہ دوم مین سات دلیلین ایسی ارشاد ہوئین کہ اس تخصیص حادث کی بھی گردن شکنی کو کافی
مبین افادات خاصہ حضرت مولنا دام ظلہ سے پانچ دلائل و پہلے و تین اخیر کے کہ خاص کلام نفسی سے روشن علاقہ
رکھتے ہین اور ارشادات علما سے دو دلیلین دلیل دوم بطہو واضح اور دلیل اول اوس تقریر ساطع پر کہ مسلم الثبوت اور
اسکے شروح مین شروح ہوئی تو ہین تنزیہ اول مین آٹھ نص بلکہ زیادہ خاص کلام حادث سے متعلق نص ۱۴ و
و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۴ و ۲۵ دیکھو اور حرامی ج دلیل نقص مین جو ناقص منقوض کلام رسالہ تلبیس مین لکھا نصوص مین اسکا ابطال اسکا
بالغ ہوش کہ کلام الکفر یک بے ثانی کا مل مذکور اور جلد دوم مین ملاحظہ کیجیے گا انشاء اللہ تعالیٰ واللہ یقرب البعید اذا شاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بندہ محمد کریم بخش[1] قادری برکاتی علیگڑھی غفرلہ المولی القوی نے ۸ محرم الحرام
کو ایک خط بطلب ضمیمۂ اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲ اگست سنہ ۹۱ء
مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کو لکھا پرسون ۲۲ صفر سنہ ۹ھ کو ڈیڑھ
مہینے کے تقاضون مین پرچہ[2] مطبوعہ ۲۵ اگست سنہ ۹۱ء آیا اوس مین

[1] تلمیذ حضرت فضل العلما جناب مصنف سبحن السبوح و استاذ العلما جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب علیگڑھی دام ظلہما ۱۲ منہ
[2] طرفہ تماشا اس عجب تخالف پر فقیر نے حضرت کو پھر خط لکھا کہ پرچہ ۱۲ منگایا مطبوعہ ۲۵ آیا یہ کایا پلٹ کیا معنی اگر واقع مین ۱۲ کو کوئی تحریر نہ چھپی تو صاف انکار کر دیجیے ورنہ مین نے ہر خط مین بالتصریح وہی مانگی اور وہی مانگتا ہون وہی بھیجیے آپ پر بعد تقاضائے مکرر تیئیسوین دن جواب آیا کہ بندہ کو اوس پرچہ کا پتا نہ چلا نہ میرے پاس موجود اگر بعد استفسار دستیاب ہوا روانہ کرونگا فقیر نے اس مدت مین مطبع نظام الملک کو بھی لکھا کہ ضمیمہ ۲۵ میرے پاس ہے ضمیمہ ۱۲ ہو تو قیمت بتائیے جواب آیا پرچہ مطلوبہ آنجناب بہت تلاش کیا (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

دیوبندی کہین اور مکر جائین چھاپین چھپالین

جو اکاذیب مبطلانہ وخرافات جاہلانہ ہین کیا قابل التفات عقلاً اور
بنام عقائد ودلائل میان خلیل احمد صاحب جو چند سطور سیاہ کین وہ وہی مادہ
فاسدۂ تقدیس تھین جنکا بحمد اللہ تعالی کافی معالجہ جلد ثانی سبحن السبوح نے کیا یہان
کہ صرف ایک ورق کی گنجائش آونکے باقی خروار سے مشتے نمونہ لطیفہ چندکی اجمالی
نمائش عجب نہین کہ فرصت ہو تو آئندہ انشاء اللہ تعالی مفصل خدمت ہو وباللہ التوفیق
لطیفہ (۱) قول الطائفہ مولنا یعنی انھین انبہٹی نے آیت ولو شئنا
لبعثنا پیش کی جس کی تفسیر مین امام رازی نے کبیر مین خدا تعالی کی قدرت مثل
رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر لکھی اقول سبحنک ھذا بہتان عظیم
کبیر موجود ہے اوس مین صرف اسقدر لکھا کہ نذیرًا مثل محمد صلی اللہ تعالی

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ) دستیاب ہو آدو سرے خط پر جواب یا ضمیمہ مطلوبہ نہین مسکتا بار بار آپ کیون تکلیف اٹھاتے ہین
یہ سب خلوط گواہ ہین کہ فی الواقع ۱۲ اگست کو ضمیمہ چھپا اور وہ وہی تھا جس کے رسالہ تنزیہ الرحمن مین نقل موجود مگر
کسی مصلحت سے فوراً اوسے تبدیل کر کے ۱۵ اگست کو دوسرا چھپوایا اور اوسے چھپایا یہانتک کہ جو ضمیمہ مانگے اوسے
یہی دیتے ہین گویا یہ اوسکا عین ہے اور لطف یہ کہ نام اخفا پر خفا ہوتے ہین حضرت نے ڈیڑھ مہینے بعد جو پرچے بھیجے انپر
لکھا بعض ضروریات سے تاخیر ہوئی آپ اخفا پر محمول کرتے ہین بھلا چھپکر بھی کوئی کتاب چھپی ہے اگر پچھلے پرچے مرسل
ہین اور مطلوب ہون تو منگا لیجیے گویا مین نے یہی تحریر مانگی اور یہی مطلوب تھی۔ حضرت اگر اخفا سے تبدیل تھا
تو یون تحریر فرمایا جاتا کہ ضمیمہ مطلوبہ موجود نہین ہان ایک پرچہ مطبوعہ ۱۵ کا اگر وہ مطلوب ہو تو بھیجدون
جناب رشید سے شرعی استفتا ہے کہ زید آم کی طلب مین عمرو کو دام بھیجے عمرو اوسے املی بھیجدے اور وہ دام
(یعنی حکمت ارسال) بے اذن مالک دوسرے کام مین لگانے شرعًا اوسکا کیا حکم ہوگا بینوا توجروا۔ حضرت کو پتا چلتا
اسے بھی آپ دل مین خوب جانتے ہونگے آپ ہی کے یہان پرچہ چھپے آپ ہی کے پاس تقسیم کو رہے اور آپ
ہی کو اوسکا پتا نہ معلوم خیر فقیر کو تو یہ اشتیاق ہے کہ ہوشیار بہادرون کو وہ کونسی مصلحت پیش آئی کہ چھپی چھپائی
تحریر یون چھپائی تلاش مین ہون اگر ملتا ہے تو انشاء اللہ العزیز گل کھلتا ہے ورنہ صبر او سپر اس ہماری
حسرت دید کا ہو بند جس نے کر دیا روزن تیری دیوار کا ۱۲ سنہ غفرلہ الکریم لے تنبیہ حضرات کو خبر سے یہ
بھی خبر نہین کہ آیہ لو شئنا سورۂ فرقان مین ہے اوسکی تفسیر تصنیف امام رازی نہین اون کے
تلمیذ شمس الدین خوبی کی ہے تو امام پر یہ افترا دو افترا ہوا ۱۲ منہ:-

علیہ وسلم یعنی خدا چاہتا تو ہر شہر میں ایک رسول بھیجتا کہ تمھاری طرح اپنی امت کو
نذیر اور ڈر سنانیوالا ہوتا ایسے مثل متنازع فیہ یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ
وسلم کے جمیع اوصاف کمالیہ مین حضور کے شریک وہمسر سے کیا علاقہ خود کبیر مین ایسی
ہی ترکیب کی نسبت لکھا لا یمکن ان یقال المراد حصول المماثلة من کل
الوجوہ آلوسی مین ہے یکفی فی صدق حصول المماثلة فی بعض الامور امام
قسطلانی شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین لا یلزم من اطلاق المثلیة المساواة
من کل وجہ لطیفہ (۲) اگر ایسی عبارت مماثلت فی جمیع الصفات کو مفید تو کبیر
سے کیون سند لائیے خود آیت ہی نہ پڑھ سنائیے انما انا بشر مثلکم لاجرم اپنی
سفاہت کا اقرار کیجیے یا دین و ایمان سب تج دیجیے لطیفہ (۳) اس تقدیر پر بحکم
آیت ہر فرد بشر حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا ہمسر پھر تقیۃً امتناع بالغیر
کیون کہیے لاکھون کرورون موجود مانیے لطیفہ (۴) تمھارے امام قدیم صاحب
یکروزی و مرشد جدید جناب رشید کو مسلم کہ وقوع مثل مستلزم وقوع کذب تو کذب
الہی بھی واقع بالفعل جانیے لطیفہ (۵) خفا ہونا قرآن عظیم نے ہر چرند و پرند کو
امم امثالکم فرمایا اگر یہ ترکیب مفید مثلیتِ متنازع فیہا تو اقرار مرد آزار مرد ہر خرد
بوم آپ صاحبون کا ہمسر شوم حالانکہ اتنا فرق واضح بالیقین کہ وہ تمھاری طرح
وہابی نہین لطیفہ (۶) طرفہ تناقض اسی ضمیمۂ ذمیمہ کے ص۲ پر بشر مثلکم کے یہ
معنی مانے کہ نفس بشریت مین مماثلت ہے کہ نذیر امثلہ خواہی نخواہی مساوات کلیہ
پر محمول لطیفہ (۷ تا ۱۷) یہ سب درکنار عقل کے انکھیارون کو اتنا بھی نہ سوجھا
کہ وہ ہر قریہ کا نذیر خاتم النبیین وافضل المرسلین ونبی الانبیا واکرم الخلق واول مخلوق

واوّل شافع واوّل مشفع ومخصوص بالاسرا وبالرؤیۃ فی الدنیا وبالشفاعۃ الکبری
وبالوسیلۃ العظمی وغیر ذلک مما لا یعد ولا یحصے کیونکر ہوسکتا ہے تو یہان مثل
بمعنی متنازع فیہ لینا کیسا کھلا جنون ثمرۂ ختم خدا ہے لطیفہ (۱۸) عجیب تر سنیے
آیت یا کبیر کی عبارت دلیل امکان مثلیت کجا بلکہ خود اوسمین ان سفہا کے برخلاف
یہ تصریح صاف کہ وہ امکانی تقدیر ہرگز حضور کی نظیر نہین صراحۃً بتایا گیا ہے کہ اونکی بعثت
عام نہوتی اور ہمارے حضور تمام عالم کے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر صریح مخالفہ
سے استدلال یارب کس درجہ کا جنون ہیثال مگر انصافاً بیچارے معذور ہین
کہ وہابیت وبدحواسی سگی بہنین مشہور ہین لطیفہ (۱۹) قولہا پھر لکھا ہے کہ خلاف
معلوم واخبار مقدور رہے جو مستلزم امکان کذب ہے اقول بھلے مانس دلیل
مین خلاف معلوم وخلاف اخبار دونون اور نتیجہ مین صرف امکان کذب امکان
جہل بھی کیون نہین مانتا وتمام الکلام فی المجلد الثانی لطیفہ (۲۰) لطف یہ کہ
عبارت مذکورۂ کبیر مین صرف خلاف معلوم کا ذکر ہے خلاف اخبار کا نام بھی
نہین تو اصل منصوص کا نتیجہ بچا جانا اور اپنے ضم کیے ٹکڑے پر نتیجہ دینا طرفہ تماشا ہی
لطیفہ (۲۱) قولہا سلطان محمود نے کہا لو فرض کے واسطے ہے اور فرض
محالات جائز مولنا نے کہا میرا استدلال مشیت سے ہے اقول یہ تو انشاء اللہ
تعالے جلد دوم مین سنیے گا کہ مقدوریت خلاف اخبار کو امکان کذب سے اوتنا ہی
علاقہ ہے جتنا آپ صاحبون کو عقل وخرد یا کسی رشید اہمی کو رسم رشد سے گریہان
اتنا عرض کرون کہ استدلال بتفسیر علما سے آپ خود استنادِ آیت کی طرف جھکے
مگر تقدس شریف پکار رہا ہے کہ آپ مجلس مناظرہ آیت سے مقدوریت خر و ثابت

انتہی صاحب کمال حماقت ... دیوبندی از رشیدیہ عبارت

لہ یعنی امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

کرلیجائینگے۔ حاصل شرطیہ ملازمت ہی نہ امکان مقدم ذرا لوکان فیھما الھۃ دیکھکر مشرک نہ ہوجانا تو استدلال مشیت سے کیا کاروائی ہوی مشیت محال خود محال اور بفرض وقوع اوسے مستلزم لطیفہ (۲۲) ذرا اپنی دلیل کریمۂ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذ نٰہ من لدنا مین جاری کردیکھیے وہان شئنا تھا یہان اردنا دیکھکر خداکا کھیلنا کودنا ممکن مانیے مفر یوہین ملیگی کہ ارادہ محال محال اور بر تقدیر وقوع ملازمت ثابت پھر مقدوریت کب نکلی ارشاد العقل مین اسی آیت کے نیچے فرمایا یستحیل ارادتنا لہ لمنافاتہ الحکمۃ فیستحیل اتخاذنا لہ قطعًا لطیفہ (۲۳) جواب مولوی سلطان محمود صاحب کا بال بیکا نہوا لو فرض کے لیے ہے تو مفادِ آیت فرض مشیت اور مفید امکان صحت نہ کہ فرض لطیفہ (۲۴) قولہا مفتی کے رسالہ مین بہت کتب کلامیہ سے نقل کیا کہ خلاف معلوم مقدور ہے اقول اوس مین صرف پانچ[1] چھ کتابون کا حوالہ ہے جن مین شرح ابہری کے سوا ایک بھی کتاب کلام نہین جن مقدس مورتون کو مشہور کتابون مین اتنی بھی تمیز نہو کہ یہ کس فن کی ہین وہ اور فہم مطالب بقول آپ کے یہ منہ اور مسور کی دال۔ لطیفہ (۲۵) ذرا صبر کیجیے جلد ثانی سے انشاء اللہ تعالے روشن ہوتا ہے کہ خلاف مذکور کو مقدور و نامقدور ماننے والے کہ دو گروہ اہل سنت ہین دونون اپنی اپنی مراد پر صادق اور تمہارے کذب پر یک زبان متفق لطیفہ (۲۶) ان کے امام الطائفہ نے جو امکان کذب الٰہی پر ہذیان اول پیش کیا کہ انسان کذب پر قادر تو بر تقدیر استحالہ قدرت انسانی ازید ہوگی اوسپر کھلا

---

[1] وہ کتابین یہ ہین تحریر الاصول۔ تقریر شرح تحریر۔ مسلم الثبوت۔ حواشی مختصر الاصول کہیے انمین کونسی کتاب علم کلام مین ہے۔

محمود حسن دیوبندی کا معبود چور شرابی ظالم جاہل

نقض تھا کہ بشر کے سب شر خدا پر روا ٹھہرین اسپر طائفہ کا جواب سنیئے قولہا چوری

شراب خوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا

کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہین حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور

اللہ ہے اقول مسلمانو للہ انصاف کیسا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھکر صاف

اقرار کردیا کہ وہابیہ کا معبود چوریان کرے شرابین پیئے جاہل بنے ظلم مین سنئے

سب کچھ روا ہے کہ جو کچھ بندے کرین خداوہ سب اپنے لیے کرسکتا ہے۔ ف ہزار

تُف یہ ملعون کلام اور ادعائے اسلام۔ اچھے معنے تراشے کلیہ کے ذرا سبحٰن السبوح

شریف ص۳۳ وحاشیہ ص۳۴ دیکھیے کہ ایمان ٹھکانے آئے لطیفہ (۲۷) قولہا

ہم تحقیقی جواب دیتے خوف سے ترک کرتے ہین اقول الکذوب قد یصدق

برسات بھر مین ایک سچ بولے ہو واقعی تمھارا طائفہ ہمیشہ اخفائے مذہب کرتا اور

بخوف اہل حق دلی تحقیق ظاہر کرتے ڈرتا ہے خیر اب سہی ذرا دیر کو جی کڑا کرکے

مرد بن جائیے خوف چھوڑ کر وہ جواب تحقیقی ارشاد فرمائیے ہم بھی تو دیکھین کتنے پانی پر

ہو ورنہ حضرت کا بھید سب پر کھل ہی چکا کہ اس تسلیم واقرار کفر کے سوا ہذیان امام کا درد

لادو لطیفہ (۲۸) بزعم شنیع اس جواب کفری کو معاذاللہ عقائد اہل سنت پر مبنی

بتا کر تحقیقی جواب متروک ٹھہرایا اقول اب تو مکرر سچ بولنے لگے واقعی جب تم دشمن سنیان

لہ جواب دل مین عبارت طائفہ یہ ہے حالانکہ یہ کلیہ مسلم اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے

اگر اس کا انکار کرتے ہو تو خود اہل سنت سے خارج ہو ہم تحقیقی جواب دیتے مگر خوف سے ترک کرتے ہین اتنے

دیکھیے کیسی کھلی تصریح ہے کہ جو جواب کلیہ مسلمہ ائمہ کلام اور اہل سنت کے ایسے عقیدے پر مبنی جس کا منکر اہل سنت سے
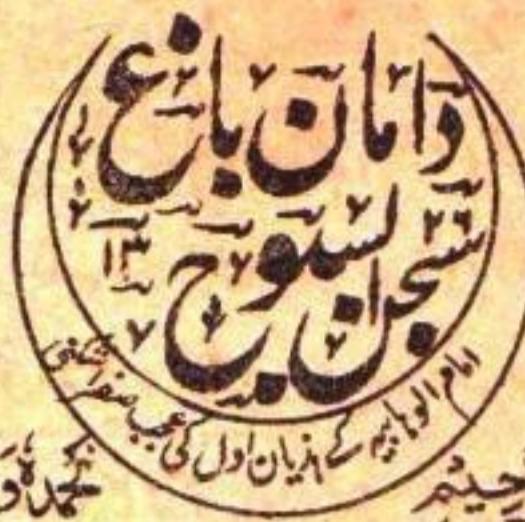
خارج وہ انکے نزدیک تحقیقی نہین الزامی ہے جواب تحقیقی ہنوز فی بطن القائل ہے جسے بخوف اہل حق چھپا گئے۔ الحمد

کہ اس زمانہ ضعف وغربت مین بھی مخالفان اہل حق یخفون فی انفسھم ما لا یبدون لک کے مصداق

ہین ع ہیبت حق ست این از خلق نیست ؎ والحمد للہ رب العٰلمین ۱۲ منہ عفا عنہ اللہ تعالٰی

تو جو جواب تمھارے نزدیک عقائد اہل سنت پر مبنی ہو تحقیقی کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ اپنے سُنی خصم پر الزامًا ہی پیش کیا ہے لطیفہ (۲۹) کلام معتقد المنتقد شریف قال کبیرھم کذبہ واتصافہ سبحانہ بھذہ النقیصۃ لیس محالا بالذات پر خرافات اور بکنا اور افترا اور کم فہمی غرض اپنے گھر بھر کی مغلطات دیکر بولے ہرگز کوئی اتصاف بالنقیصہ کا قائل ہوا اقول کہان انکارِ استحالہ کہان قول بالاتصاف اتنے فرق تک کی تمیز مہجور مگر شیرون کے حضور غرفش ضرور ذرا تعصب کا گھونگھٹ ہٹا کر دیکھیے کہ وہ طائفہ کا اکبار ی کبیر اپنی یکروزی زفیر مین کتنی جگہ صاف صاف امکان انصاف کی تصریح کر گیا ہے۔ یون بھی نہ سوجھی تو مجلد دوم کا انتظار کیجیے سوجھائے سے تو سوجھیگی لطیفہ (۳۰) قولہا شاید مبتدعین زمانہ کے نزدیک خدا کی تنقیص کچھ بری نہو اقول تم نے چند ساعت سنیونکی صحبت اوٹھائی تھی اوس کا مبارک نتیجہ دیکھتے جاؤ۔ یہ تیسرا سچ آپ کے دہن سے نکلا واقعی مبتدعین زمانہ یعنی وہابیہ خرد بیگانہ تنقیص الٰہی کو برا نہین جانتے اونکا امام صاف لکھ چکا کہ خدا مین عیب آنا بالذات محال نہین دیکھو سبحٰن السبوح ص۵۰ و ۵۱ اور جابجا اسی کی تصریح رسالہ طبیس مین موجود ہے کما سیاتی فی المجلد الثانی اور تم ابھی بتا چکے ہو کہ تمھارا معبود چور شرابی جاہل ظالم ہو سکتا ہے اور تنقیص نام کس چیز کا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے آمین وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۹ھ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ

آمین

دامان باغ سبحٰن السبوح

۱۳۳۲ھ

الم الوہابیہ کے زبان اول کی عجب سنقر (تشنیع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ اللہ ایک حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور

جس سے وہابیت کا کوئی قول کوئی عمل کوئی عقیدہ سب مردود و مقہور

ربّ العرش عزّ جلالہ نے اعلیٰحضرت صاحب الحجۃ القاہرہ مجدد المائۃ الحاضرہ زیدت فیوضہم الباطنۃ والظاہرہ کو وہ قلم عطا فرمایا ہے جس کے صاعقۂ برق بار نے جدھر توجہ فرمائی خرمنِ ضلال کو وہ خاک سیاہ کیا کہ زُرّاعِ کفار[۱] نے اپنے انبار کی خاک بھی نہ پائی ظلمتِ ضلالت دھواں بنکر برباد اوڑتی پریشان پھرتی نظر آئی ذٰلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ہ اعلیٰحضرت کی کتاب مستطاب سبحٰن السبوح تو شایع ہوئے اکیس برس ہوگئے یہ مبارک رسالہ ۱۳۰۷ھ مین طبع ہوتے ہی گنگوہی صاحب کی خدمت مین رسید طلب رجسٹری ہوکر پہنچا اونکی دستخطی رسید اب تک محفوظ ہے تین سال غوغا رہا جواب ہوگا ہوگیا چھپے گا چھپتا ہے مگر وہ چھپنا بالفتح نہ تھا مکسور تھا ایک خیالی انڈا پرِ عنقا کے نیچے مستور تھا یہانتک کہ حضرت گنگوہی صاحب ظاہری آنکھون کو بھی رو بیٹھے اور گیارہ سال انتظار کے بعد اعلیٰحضرت نے المعتمد المستند مین چھاپ دیا کہ الآن از قدعمی اللہ سبحنہ

[۱] کفار کے لغوی معنی چھپانے والے اور کسان کو زراع کہتے ہین اور کسان دانہ زمین مین چھپاتے ہین اور یہی معنی زراع کفار کے ہین

بصر من قد عمیت بصیرتہ من قبل فانی یرجی الجواب ذہل یجادل بیت من تحت

التراب اللہ عزوجل نے اعلیحضرت کی یہ پیشگوئی بھی سچی فرمائی کر جناب گنگوہیت

آب مر کر مٹی مین مل گئے اور اذناب نے وہ چھپا ہوا خیالی جواب اونکے ساتھ

گڑھے مین دبا دیا یا وہ پیری مریدی بھی کرتے تھے قبر مین شجرہ کی جگہ رکھوا دیا

اب کچھ زمانہ ہوا کہ بعض دیوبندی شورشون پر استفتا ہوا اعلیحضرت نے مختصر

جواب ارشاد کیا اور تفصیل کو سبحن السبوح پر محول فرمایا۔ یہ مختصر فتوی اپنے کمال ایجاز

پر بعونہ تعالے پرتو اعجاز پر واقع ہوا جس نے ایک کلیہ امام الوہابیہ کے پرزے

اوڑا کر عجیب فائدہ افادہ کیا کہ امام الوہابیہ کا یہ قول مانکر خود اوسکے اور تمام وہابیون

اور غیر مقلدون کے جتنے عقائد مکائد اقوال افعال دعادی دلائل مسائل غرض اوس

طائفے کی عمر بھر کی ساری کمائی اگلی پچھلی آئی لگائی کوئی ہو کیسی ہو سبکے رد کو صرف

ایک حجت قاہرہ کافی۔ اب یہ بات منجملۂ کرامات ہے یا نہین کہ تمام مختلف ابواب کے

مباحث گوناگون کے رد کو صرف ایک دلیل وافی ایکہی وار ہر جگہ حاضر ایکہی

صاعقہ ہر جگہ قاہر وللہ الحجۃ البالغۃ وہ مبارک فتوے یہ ہے۔

دامان باغ سبحن السبوح

۱۳۲۶ھ

منقول از مجلد یازدہم العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ دیوبند کا پڑھا ہوا

ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالی جھوٹا ہو سکتا ہے اور اوسپر دلیل یہ پیش کرتا ہے

کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالی نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی
قدرت سے بڑھ جائیگی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے اور خدا نہین کر سکتا
یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا
ضرور اون سب باتون پر قادر ہے اور انکے سوا بے انتہا چیزون پر قدرت
رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہین انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور خدا
کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اس دلیل کو کہتا ہے یہ ایسی
قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہین ہو سکتا ہے اُمید کہ اس بارہ مین جو حق ہو
تحریر فرماوین اور مسلمانون کو گمراہ ہونے سے بچاوین۔ بینوا توجروا۔

الجواب

سبحن اللہ رب العرش عما یصفون ہ اللہ عزوجل مسلمانون کو شیطانون کے
وسوسون سے بچائے نہ دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیون نہ دیوبندیون کہ انکے
امام اسمعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت وگمراہی وبددینی ہے جسمین بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ
سے کفر لزومی ہے جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے
اگرچہ ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہین چاہتے
اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہین اس مسئلہ مین فقیر کا ایک کافی ووافی
رسالہ مسمی بہ سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح ۱۳۰۷ مدت ہوئی چھپکر شایع ہو چکا اور
گنگوہیون دیوبندیون وغیرہم وہابیون کسی سے اوسکا جواب نہ ہو سکا نہ انشاء اللہ
العزیز قیامت تک ہو سکے حقت علیہم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربھم وبما
کانوا یفسقون اولئک اصمھم اللہ واعمی ابصارھم فھم فی طغیانھم یعمھون

مین نے اوس سالے مین تیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہی
کہ اللہ تعالی کا کذب محال بالذات ہی اور یہ کہ اوسکے محال بالذات ہونے پر تمام
ائمہ امت کا اجماع ہے مسلمان جس کے دل مین اوسکے رب کی عظمت اور اوسکے کلام
کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہی تو اوسکے لیے یہی دو حرف کافی ہین اول یہ کہ
کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا
ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اوسکی نسبت سے عار رکھتا ہے اگر وہ اللہ جل جلالہ
کے لیے ممکن ہوا تو وہ عیبی ناقص ملوث گندی گھنونی نجاست سے آلودہ ہو سکیگا
کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے مسلمان تو مسلمان کہ اوسکے لیے
اوسکے رب کی امان۔ ادنی سمجھ وال یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت
گوارا نہ کریگا۔ پاکی ہے اوسے جسکے سراپردۂ عزت وجلال کے گرد کسی عیب ونقص کا گزر
قطعاً محال بالذات ہی جسکی عظمت وقدسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات
ہے شرح مقاصد مین ہی الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق
العقلاء وہو علی اللہ تعالی محال یعنی جھوٹ باجماع علما محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا
عیب ہے اور عیب اللہ تعالی پر محال نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ
اہلسنت کے عقائد اجماعیہ مین فرماتے ہین طریقۃ اہل السنۃ ان العالم حادث والصانع
قدیم متصف بصفات قدیمۃ ولا یصح علیہ الجہل ولا الکذب ولا النقص اہل سنت کا مذہب
یہ ہی کہ تمام جہان حادث ونو پیدا ہے اور اوسکا بنانیوالا قدیم اور صفات قدیمہ سے
موصوف ہے نہ اوس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اوس مین کسی طرح کے
عیب ونقص کا امکان ہے دوم یہ کہ جب اوسکا کذب ممکن ہوا تو اوسکا صدق ضروری

نہ رہا اور جب اوس کا صدق ضروری نہ رہا تو اوسکی کونسی بات پر اطمینان ہو سکے گا ہر
بات مین احتمال رہیگا کہ شاید جھوٹ کہدی ہو جب وہ جھوٹ بول سکتا ہی تو اس یقین کا
کیا ذریعہ ہی کہ اوس نے کبھی نہ بولا۔ کیا اوسے کسی کا ڈر ہے یا اوسپر کوئی حاکم و افسر ہی
جو اوسے دبائیگا اور جو بات وہ کر سکتا ہی نہ کرنے دیگا۔ ہان ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا
کہ خود اوس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولونگا یا اوس نے فرمادیا ہے کہ میری سب باتین
سچی ہین مگر جب اوسکا جھوٹ ممکن ٹھہرا تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق
پر کیا اطمینان رہا ہو سکتا ہی کہ پہلا جھوٹ یہی بولا ہو غرض معاذ اللہ اوس کا کذب
ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملت کسی کا اصلا پتا ٹھکانا نہین رہتا جزا و سزا و
جنت و نار و حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہین رہتا تعلی اللہ
عما یقول الظلمون علوا کبیرا علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے
ہین الکذب فی اخبار اللہ تعالی فیہ مفاسد لاتحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی
منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد و مجال الملاحدۃ فی العناد و بطلان ما علیہ الاجماع
من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالی بہ نجوز عدم وقوع مضمون
ہذا الخبر محتمل ولما کان ہذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالی
باطل قطعا رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل وہ اوسکی اپنی ایجاد نہین امام وہابیہ کی
اختراع خبیث ہی سبحن السبوح مین اوسکے ہذیانون کی پوری خدمتگزاری کردی ہی
یہان چند حرف کافی گزارش اولاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لیے کر سکتا ہے
وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے تو جائز ہوا کہ اونکا خدا زنا کرے شراب پیے
چوری کرے بتون کو پوجے پیشاب کرے پاخانہ پھرے اپنے آپ کو آگ مین جلائے

دریا مین ڈبائے سر بازار بد معاشون کے ساتھ ڈھول چھکڑ لٹے جوتیان کھائے وغیرہ
وغیرہ وہ کونسی ناپاکی کونسی ذلت کونسی خواری ہے جو اونکے خدا سے اٹھ رہیگی ثانیاً
بیدین اس گھمنڈ مین ہین کہ اُنھون نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے کوئی عیب
بالفعل تو اُسے نہ لگایا حالانکہ اول تو یہی اونکا گدھا پن ہی اوس جلیل جمیل سبوح قدوس
کی شان جلال کے لیے فقط امکان عیب ہی خود بڑا بھاری عیب ہے کما بیناہ فی
سبحن السبوح واوضحناہ للغواۃ مع مالہ من الوضوح - خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہین
مین وہ بتاؤن جسسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائین کہ بیشک اونھون نے خدا کو
بالفعل عیبی مانا اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اوس کے حق مین کچھ لگی نہ رکھی
صاف صاف اوسکی الوہیت ہی باطل کردی - توجہ سُنیے جب یہ ٹھہری کہ آدمی جو کچھ
کرتا ہے خدا بھی اپنے لیے کرسکتا ہے اور ظاہر ہی کہ آدمی قادر ہی کہ اپنی مان کی تواضع
وخدمت کے لیے اوسکے تلوون پر اپنی آنکھین ملے اپنے باپ کی تعظیم و غلامی کے لیے
اوسکے جوتے اپنے سر پر رکھکر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے مان باپ کے
ساتھ ایسی تعظیم و تواضع وخدمت و غلامی پر قادر ہو ورنہ انسان کی قدرت جو اوسکی
قدرت سے بڑھ جائیگی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کرسکا اور خدا سے نہین ہوسکتا
اگر کہیے اوسے اس کام پر اسوجہ سے قدرت نہ ہوئی کہ اوس کے مان باپ ہی
نہین تو اس مین اوس زخم کا کیا علاج ہوا مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا
جسے بعض انسان کررہے ہین اور خدا سے نہین ہوسکتا خواہ نہ ہوسکنے کی کوئی وجہ ہو
لاجرم تمھارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے مان باپ ہون تاکہ وہ بھی ایسی سعادتمندی
کرسکے جیسی انسان کررہا ہے اور ظاہر کہ جو مان باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا اور

حادث خدا نہین ہو سکتا اوس کا کوئی خالق ہوگا اور مخلوق خدا نہین ہو سکتا۔ ابتو تم
سمجھے کہ تم خدا کو بالفعل جیبی مانتے اور سرے سے اوسکی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو۔
ہان ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے مان باپ ہون اور پھر بھی اوسے
اون سعادتمندیون پر قدرت ہو۔ کہو تو بتا دین۔ وہ یہ کہ دہابیہ کا خدا کسی دن اپنے
آپ کو موت دے اور آواگون کے ہاتھون کسی پُرش کے بھوگ سے کسی استری کے
گربھ مین دوسرا جنم لے اپنے اون آئندہ مان باپون کی غلامی کرے مگر الوہیت تو یون
بھی گئی کہ جو مر سکا وہ خدا کہان ثالثاً احمق بددین نے اگرچہ مسلمانون کا دل رکھنے کو
اپنے رسالہ یکروزی مین جہان یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب
ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو
بھی صاف اڑا دیا ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات نہ ممتنع بالغیر بلکہ ہر روز و شب
ہزارون بار واقع تو کذب پر اوسکی قدرت آزاد ہوئی جسپر کوئی روک نہین اور برابر
کام دے رہی ہے مگر خدا کی قدرت بستہ و مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہین
اور شک نہین کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے تو یون کیا
انسانی قدرت اوسکی قدرت سے فائق نہ رہی باعتبار مقدورات کماً نہ سہی تو باعتبار
نفاذ کیفاً سہی۔ ناچار تمھین ضرور ہے کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو کہ انسانی قدرت سے
شرماتا تو نہ پڑے رابعاً اس قول خبیث کی خباثتین کہانتک گنین کہ وہ تو بلا مبالغہ
کرورون کفریات کا خمیرہ ہے۔ ہان وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولین جو اُس نے اپنا جادو
پھونک کر لگائی اور اپنی حماقت سے بہت کڑی گتھی جانی۔ یہ چار طور پر ہے بعضہا فوق
من بعض اول ساری بات یہ ہے کہ احمق نے فعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے

کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے یہ رافضیون معتزلیون فلسفیون کا
مذہب ہے اہلسنت کے نزدیک انسان حیوان تمام جہان کے افعال اقوال اعمال احوال
سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہین اور دنکی قدرت ایک ظاہری
قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد مین کچھ دخل نہین تمام کائنات و ممکنات پر قدرت موثرہ
خاص اللہ عزوجل کے لیے ہے تو کذب ہو یا صدق کفر ہو یا ایمان حسن ہو یا قبیح
طاعت ہو یا عصیان انسان سے جو کچھ واقع ہو گا وہ اللہ ہی کا مقدور اللہ ہی کا
مخلوق ہوگا اوسی کی قدرت اوسی کے ایجاد سے پیدا ہوگا پھر کیونکر ممکن کہ انسان
کوئی فعل قدرت الٰہی سے جدا کر سکے جس کے لیے وزن برابر کرلے کو خدا کو خود اپنے
لیے بھی کر سکنا پڑے۔ اس ضلالت و بددینی کی کوئی حد ہے مقاصد مین ہے

فعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالی وانما للعبد الکسب والمعتزلۃ بقدرۃ العبد وحدہ والحکماء
ایجابا یعنی بندے کا ہر فعل اللہ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے بندہ کا فقط کسب ہے
اور معتزلہ و فلاسفہ کہتے ہین کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے معتزلہ
کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوع فعل ممکن ہے واجب نہین اور
فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہین دوم اندھے سے پوچھو انسان کو
کس کے کذب پر قدرت ہے اپنے یا خدا کے۔ ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذب
انسانی پر نہ کہ معاذ اللہ کذب ربانی پر اور شک نہین کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی
مین ہے پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی مین نہ ہوا تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی وہ
کذب ربانی پر کب تھی اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی اوسے ضرور قدرت ربانی محیط ہے
مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان

معتزلہ کے نزدیک آدمی اپنے افعال کا خود خالق ہے

اپنے کذب پر قادر ہے اور یہی لفظ بارگاہ عزت مین بولکر دیکھا کہ اوسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہیے اور نہ سوجھا کہ وہان اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہوگیا اسکی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ اسی کی طرح کا کوئی کور باطن خیال کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کرسکتا ہے تو چاہیے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کرسکے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائیگی تو خدا کے لیے اور خدا درکار ہوا وہلم جرا الی غیر نہایۃ وغیر قرار کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ہ سوم ہم پوچھتے ہین قدرت انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد۔ آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی مین خدا کے مقدورات سے زائد ہوجائینگے یہ تو بداہۃً استحالہ کذب کو لازم نہین کہ کذب وجملہ نقائص سرکار عزت کے لیے سرکار عزت کی قدرت مین نہ ہونے پر بھی اوسکے مقدورات غیر متناہی ہین اور انسان کتنی ہی ناپاکیون پر قادر ہو آخر اوسکے مقدورات محدود ہی رہین گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہین ہوسکتی۔ ہان یہ کہیے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیر قدرت ہو اور رحمن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے اور بیشک ایسا ہی ہے اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے تو اب ہم دریافت کرتے ہین یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا قدرت خدا سے ہوا یا قدرت خدا سے جدا بر تقدیر اول وہ کونسی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی اور رحمن کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمن سے ہوا پھر زیادت کہان بر تقدیر دوم رحمن اگرچہ معاذ اللہ اپنے کرور کذبون پر قادر ہو وہ کذب اوس کذب کے عین نہ ہونگے جو انسان سے واقع ہوا بلکہ کذب ہونے مین اوسکے مثل ہونگے اور مثل پر قدرت شے پر قدرت نہین وہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا اوسے صراحۃً قدرت خدا سے

جدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر معاذ اللہ واقع مانکر
بھی وہ کمال تو نہ کتا کہ ایک شے جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہوئی
اوسکی نوع مقدور خدا ہوئی نہ کہ خود وہ فرد تو تو نے خدا و انسان کو دربارۂ کذب برابر
دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے خدا قادر نہیں اور
جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں دہلوی کے بندو اسی پر اس مسئلہ مین
ان اللہ علے کل شئ قدیر پڑھتے اور کذب الٰہی محال جاننے والے مسلمانون پر
عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو حالانکہ تم خود ہی وہ ہو کہ خدا کو افراد مقدورۂ عبد پر قادر
نہین مانتے جب تو وزن برابر کرنے کو امثال مقدورات عبد خود اوسکے نفس کریم
مین گڑھنا چاہتے ہو قاتلکم اللہ کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب
مین سے ایک ایک حصہ لو گے یہ طوائف معتزلہ سے طائفہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالے
نفس مقدورات عبد پر قادر نہین مواقف مین ہے الجبائیۃ قالوا لا یقدر علی عین فعل
العبد الخ ہم اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ
اوسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہین اور اونکے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے
امثال فعل صادر کرا سکتا ہے مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے
ویسی ناپاکیان صادر کر دکھائے اس سے وہ پاک و متعالی ہے سبحٰن اللہ رب
العرش عما یصفون ۝ اسکی مثال یون سمجھو کہ زید و عمر دونون اپنی اپنی زوجہ کو[1]
طلاق[2] دینے پر قادر ہین مگر ایک دوسرے کی زوجہ کو طلاق[3] نہین دے سکتا تو ہر ایک

[1] یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر رکھا ہے ورنہ مخلوق مین کسی کے کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہین ہو سکتی کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا یا پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمر سے صادر نہین ہو سکتا اسکی نظیر اوس سے صادر ہوگی ۱۲ منہ مدظلہ [2] یعنی ایسی طلاق جسمین اصیل خود مختار ہو ۱۲ منہ [3] یعنی مذکور ۱۲ منہ

دوسرے کے مقدور پر قادر نہین بلکہ اوسکی نظیر پر قادر ہے لیکن حق جل مجدہ دونوں
پر قادر ہے کہ اونمین جو اپنی زوجہ کو طلاق دیگا وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع
وموجود ومخلوق ہوگی تو اللہ تعالی زید وعمر ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور
مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا مگر امام الوہابیہ کی ضلالت
نے اسے خدا کی قدرت نجانا بلکہ قدرت کے لیے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی
جورو کو طلاق دے سکتے ہین خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے اس
گدھے پن کی حد ہے اس بے ایمانی کا ٹھکانا ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
چہارم یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جسپر انسان قادر ہے اوس سب امر اوسکے علاوہ
نامتناہی اشیا پر مولی عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت
حقیقیہ ذاتیہ مگر اوس حق کو یہ ناحق کوش کسطرح باطل محض کیطرف لیگیا انسان
کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسیقدر ہے قدرت
حقیقیہ خلق وایجاد مین اوس کا حصہ نہین وہ خاص مولی عزوجل کی قدرت ہے تو
اوس کلمۂ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اوسکے
خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب ہوگا مگر بقدرت خدا۔ اس دل کے اندھے
نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے رحمن بھی خود اپنے لیے اوسکے
کسب پر قادر ہے سبحن اللہ رب العرش عما یصفون ٥ اندھے نے نہ جانا کہ
کسی کا کسی شے پر قادر ہونا صحۃ الشئ منہ ہے نہ صحۃ الشئ علیہ اور صاف گڑھ لیا کہ ما یصح
علی العبد یصح علی اللہ جو بندے پر جاری ہوسکے خدا پر بھی جاری ہوسکتا ہے اس سے
بڑھکر اور کیا ضلالت وشیطنت بے انتہا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥

دیوبندی اوسے قطعی دلیل کہتا ہے ہم ایک فائدہ عجیبہ بتائین مین کہتا ہون ہان وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کاہے پر۔ وہابیہ و امام الوہابیہ کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف وہابیت کے ابطال صریح پر اوس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمۂ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر۔ وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے وہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے باطل کو صحیح مان لے امام وہابیہ نے اگرچہ اوس کا کذب ممکن کہا مگر وہ یون تھا کہ اوسکے علم مین ٹھیک بات ہے اور دوسرون سے اوسکے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اوس کا علم ہی باطل و خلاف حق ہو اسکے امکان کی اوس نے تصریح نہ کی دیوبندیون نے اگرچہ امکان جہل[1] صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا نہ کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا اس کا امکان اُنسے بھی مسموع نہین۔ تو ہم اہل اسلام ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلیٰ ضروریات دین سے ہے اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار

[1] مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر رد امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقض کیا تھا مولوی محمود حسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان و حمایت مین اوس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۵ اگست ۱۸۸۹ء مین یہ چھاپا چوری شراب خوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہین حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریان کرے شرابین پیے جاہل بنے ظلم مین سنے سب کچھ روا ہے اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح مین چھپا ہے وہان ملاحظہ ہو ۱۲ منہ

حجت عامۃ الظہور ابطال ہر قول وہابیت

محمود حسن دیوبندی کا حیلہ کفر

وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائین کہ اون کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہین کہ کسی دلیل کسی تعلیل کسی استقرا کسی تمثیل سے اونپر اعتقاد کر سکے انکا اعتقاد محض بر بنائے کلام الٰہی تھا اب اوسکی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطا کی بات ہی جانچ کاہے سے ہوگی عقل سے عقل وہان چل سکتی ہی نہین تو محض مہمل و بے ثبوت جاننا اور اون سب کا چھوڑ دینا لازم ہوا کذب نے تو بات ہی مین شبہہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیاتِ معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائیگا وجہ سنیے وہابیہ کے طور پر خدا کے لیے بیٹا ہونا عقلاً محال نہین انکا امام صاف مان رہا ہی کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے تو واجب ہوا کہ خدا عورت سے نکاح بعد جماع بعدہ اوسکے رحم مین اپنے نطفے کا ایقاع کر سکے ورنہ قدرت مین انسان سے گھٹ جائیگا۔ اور جب یہان تک ہو لیا تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کر لانے مین کیا زہر گھل گیا کہ ان سے عاجز رہیگا دنیا بھر کی مادون کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہی اپنی زوجہ کے بارے مین کیون تھک رہیگا آخر وہابیہ کا ایک پرانا امام ابن حزم غیر مقلد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث مونھ بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہی ملل و نحل مین کہتا ہی انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزا اسکا رد سبحن السبوح صفحہ ۳۴۳ و ۳۵۰ مین ملاحظہ ہو۔ اور شک نہین کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین ۝ تم فرمادو کہ اگر رحمن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے اوسکا پوجنے والا مین ہون۔ تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزارون خدا مستحق عبادت ممکن ہین۔ عقلی استحالہ تو یون گیا۔ رہا شرعی اوسکے

کھونے کو امکان کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہین جہل مرکب
ممکن مانا گیا تو پوری رجسٹری ہو جائیگی کہ ممکن کہ ادعاے توحید و مذمت شرک سے
جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بر بناے جہل مرکب و غلط فہمی ہو اب لا الہ الا اللہ
بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالی بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال
بالذات ہونے مین وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہین تو یہ مقدمہ

جسؔ بات کا حق جاننا خدا پر روا ہو وہ ضرور حق دیجا ہو" برہانی القانی ایمانی بھی ہے
اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی۔ اسکا نام مقدمۂ ایمانیہ رکھیے۔ اب خلاف وہابیہ
وہابیت جو بات چاہیے فرض کر لیجیے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام
سے بھی زائد مثلاً (۱) اسمعیل دہلوی نرا کافر تھا (۲) گنگوہی۔ دیوبندی۔ نانوتوی
انبہٹی تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتدین (۳) جو کذب الٰہی ممکن کہے ملحد ہے
(۴) تقویت الایمان تنویر العینین ایضاح الحق صراط المستقیم تصانیف اسمعیل دہلوی
معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی تحذیر الناس تصنیف نانوتوی براہین قاطعہ
تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نجاسات انبوہی سب کفری بول نجس تر از بول ہین جو
ایسا نہ جانے زندیق ہو (۵) جو باوصف اطلاعِ اقوال ان مین سے کسی کا معتقد ہو
ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہو (۶) ان سفہا اور انکے نظرا تمام خبثا جنھون نے شان
اقدس وارفع رب العلمین و حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تنقیص
کی جو شخص رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم و رب العزۃ جل جلالہ کے مقابل ان
ملحدون کی حمایت مروت رعایت کرے انکی اون باتونکی تصدیق تحسین توجیہ و تاویل
کرے وہ عدو خدا و دشمن مصطفے ہو جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم (۷) غیر مقلدین

سب بیدین پکے شیاطین پورے ملاعین ہین۔ ستانوے اور سات ہزار ورے جو بات لو کیا انسان اوس کا اعتقاد نہین کرسکتا ہر شخص بداہتہً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان مین سے ہر بات کے اعتقاد[1] پر قادر ہے یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھیے کہ اس امر کا اعتقاد انسان کرسکتا ہے مسلمانو اس مین آپ کو اختیار رہا ردوہابیہ کی جس بات کو چاہیے اس کا مشار الیہ بنائیے اب اس مقدمۂ بدیہیہ کو صغریٰ کیجیے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعویٰ ذلیل کہ جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا کرسکتا ہی اوسے کبریٰ بنائیے شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ اس امر کا اعتقاد خدا کرسکتا ہی۔ آب اس نتیجہ کو صغریٰ کیجیے اور مقدمۂ ایمانیہ کو کبریٰ کہ ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے قطعًا یقینًا حق ہی شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا کہ یہ امر قطعًا یقینًا حق ہی وہابیہ کو یہان معارضہ بالقلب کی گنجائش نہین کہ اپنے عقائد باطلہ کو کہین انسان انکا بھی اعتقاد کرسکتا ہے تو خدا بھی کرسکتا ہی تو یہ بھی حق ہین۔ کہ مبنائے دلیل مقدمۂ وہابیہ ہے اور وہ اون پر حجت کہ اون کا اور اون کے امام کا ایمان ہے ہمارے نزدیک وہ باطل محض ہے تو کبرائے قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا اب کہیے مفر کدھر۔ تین ہی احتمال ہین اول مقدمۂ ایمانیہ کا انکار کرو اور اپنے خدا کا جہل مرکب مین گرفتار ہونا بھی جائز جانو جب تو قیامت وحشر ونشر وجنت ونار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لا الہ الا اللہ پر ایمان کو استعفا دو اور کھلے کافر بنو دوم اقرار کرو کہ مقدمۂ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل

[1] ظاہر ہے کہ کوئی خبر صحیح حق ہوگی یا باطل اور سب جانتے کہتے مانتے ہین کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع اور فرض وحرام وجائز وممنوع وہی شے ہوگی جسپر انسان کو قدرت ہوگی یہان ملحوظ ہے ۱۲ منہ سلمہ

ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود و ملعون و مطرود تھا ہیہات اول تو اسے تمہارا
دل کب گوارا کرے ؎

انی لکم الی الہدے تحویل		قد اُشرب فی القلوب اسمعیل

اور خدا کا دھرا سر پر براہ ناچاری اوسکے انکار پر آؤ بھی تو تمہارا خصم کب مانے وہ کہیگا یہ
استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے تو فریق کو اپنے
مقدمۂ مسلمہ سے پلٹ جانیکی گنجائش نہین کما صرح بہ العلماء الکرام ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم
ہی نہ ہو سکے ہمیشہ مغلوب کے لیے یہ بھاگنے کا رستہ کھلا رہے کہ دلیل جس مقدمۂ مسلمہ پر مبنی ہوا اوس سے
انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کیجے تو کیا یہ اقرار نرے قول کی ضلالت پر اقتصار
ہوگا نہین نہین صاف صاف کہنا پڑیگا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی
شنیع ناپاک گالی کہ کرورون گالیون پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بیدین
ہوا اور تم اور فلان و فلانی اُسکے سارے معتقدین بھی اوسی کیطرح گمراہ بددین ہو سوم اگر ان دونون
سے فرار کرو تو اب نہ رہا مگر یہ تیسرا کہ ان سب نتائج کو جو تمہارے امام ہی کے گھر سے پیدا ہوئے حق جانو اور دہلوی
اول و دہلوی آخر و گنگوہی و نانوتی و انبہٹی و تھانوی و دیو بندی اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور
سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و معیار الحق
وغیرہا تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بدبو فرمائیے انمین
کونسا آپکو پسند ہے جسے اختیار کیجیے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر دنی یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار
کیجیے۔ کہو کچھ جواب فرماؤ گے یا آج ہی سے ما لکم لا تناصرون ۞ بل ھم الیوم مستسلمون کا رنگ
دکھاؤ گے کیون ہل ثوب الفجار ما کانوا یفعلون والحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ تعالی علی
سیدنا و مولنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

لانسلم کہ کذب مذکور محال یعنی مسطور باشد ضد کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می
شمارند و او را بآن مدح میکنند بخلاف اخرس و جماد و صفت کمال ہمین ست کہ قدرت
دارد و بنا بر رعایت مصلحت بتنزہ از شوب کذب تکلم نمناید بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب
ترفعا عن عیب الکذب و تنزہا عن التلوث بہ از صفات مدح ست اھ ملتقطا دیکھو کیسی
کھلی تصریح ہے کہ خدا عیبی ہو سکتا ہے ملوث و آلودہ ہونے کی گنجائش رکھتا ہے آلائشون
عیبون کا اُسے لاحق ہونا روا ہے ہان مصلحۃً اون سے بچتا ہے تو نہ فقط کذب بلکہ ہر
عیب سے آلودہ ہونا خدا کے لیے ممکن مان لیا یعنی نقص ہونے کی وجہ سے کوئی
ناپاک سا ناپاک عیب خدا مین ناممکن نہ رہا اس مبحث کا مفصل بیان کتاب مستطاب
سبحن السبوح شریف مین ہے یہان یہ حرف مختصر بس ہے کہ علمائے اسلام ائمہ اعلام کی
دلیل مین دو مقدمے تھے صغری یہ کہ کذب عیب ہے اور کبرے یہ کہ اللہ تعالی پر عیب
محال صغری تو اسے مسلم ہے کہ خود بھی کذب کو لوث و عیب و آلودگی کہہ رہا ہے لاجرم کبرے
اسے مسلم نہین اور خدا کا عیبی ہونا ممکن مانتا ہے ایسے ممکنات وہابیت ملعونہ کے
دین مین ہونگے مسلمانون کے دین مین اون کا رب سبوح و قدوس بالذات
ہر عیب و آلائش سے وجوباً پاک و منزہ ہے اور کسی عیب سے اوس کا تلوث قطعاً
یقیناً محال بالذات (٢) تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی کے مطالعہ سے ظاہر ہے
کہ یہ دلیل ذلیل امام وہابیہ غلام معتزلہ کی اپنی ایجاد نہین بلکہ اپنے اونھین آقاؤن
معتزلیون سے سیکھ کر لکھی ہے اون خبثلے نے لکھا تھا انہ تعالی قادر علی الظلم لانہ
تمدح بترکہ و من تمدح بترک قبیح لم یصح منہ ذلک التمدح الا اذا کان قادرا علیہ الا تری
ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ لا یذہب فی اللیالی الی السرقۃ یعنے خدا ظلم

ہوسکتا ہے کہ ظلم نہ کرنے سے اوس نے اپنی مدح فرمائی اور کسی بری بات کے ترک مین تعریف جبھی ہے کہ اوسپر قدرت بھی ہو نجھے کی کوئی تعریف نہ کریگا کہ وہ راتون کو چوری کے لیے نہین جاتا دیکھو بعینہ وہی تقریر خبیث ہے فرق اتنا ہی کہ اونھون نے اوس سبوح وقدوس کو بالامکان ظالم بنایا انھون نے کاذب اونھون نے بر تقدیر تنزیہ حقیقی اپنے رب کو نجھے سے تشبیہ دی انھون نے گونگے اور پتھر سے۔ اس جہالت فاحشہ پر رد و نقض تفسیر کبیر مین ذکر فرمائے اون خبیثون کا وہ کلام نقل کرکے فرماتے ہین

والجواب انہ تعالی تمدح بانہ لاتاخذہ سنۃ ولانوم ولم یلزم ان یصح ذلک علیہ وتمدح بانہ لاتدرکہ الابصار ولم یدل ذلک عند المعتزلۃ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار

یعنے معتزلہ کی اوس دلیل علیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے نہ اونگھنے اور نہ سونے سے بھی اپنی مدح فرمائی ہے اور اس سے لازم نہ آیا کہ اوس کا اونگھنا سونا ممکن ہو اور اپنی مدح فرمائی کہ نگاہین اوسے نہین پاتین۔ اس سے اے معتزلیو تمھارے نزدیک اوسکی رویت کا امکان نہ ثابت ہوا آور سبحن السبوح و کوکبہ شہابیہ وغیرہما تصانیف مجدد دین و ملت مین اور بہت نقض ارشاد ہوئے کہ کھانا کھانا بھیک مانگنا ڈرنا تھکنا غفلت کرنا کسی کو اپنے حکم مین شریک کرنا ابلیس و شیاطین کو اپنا مددگار بنانا واقعات عالم سے غائب یعنی جورو بیٹا وغیرہ وغیرہ ان سب باتونکی نفی سے قرآن عظیم نے رب عزوجل کی مدح فرمائی تو وہابیہ و معتزلہ کے طور پر یہ سب بھی خدا کے لیے ممکن ہونگے انتہا یہ کہ نہ مرنے سے اپنی مدح کی فرماتا ہے وتوکل علی الحی الذی لا یموت بھروسا کر اوس زندہ پر کہ کبھی نہ مریگا تو چاہیے کہ اوسے اپنی موت پر بھی قدرت ہو وہابیو یہ ہین تمھارے ممکنات جن کو اہل سنت اپنے رب کی تسبیح کرتے ہوئے خارج قدرت مانتے ہین وللہ الحمد (۳۰) اسی یکروزی کی اسی بحث مین امام الوہابیہ نے

امام الوہابیہ نے ہر نجاست گندگی ذلت خواری اپنے خدا مین آنی جائز مانی

امام وہابیہ نے خدا کے لیے شریک اور جورو بیٹا وغیرہ وغیرہ سب جائز کردیا

ایک اور ملعون کلیہ گڑھا کہ جو کچھ انسان اپنے لیے کر سکتا ہے خدا بھی اپنی ذات کے
واسطے کر سکے گا ورنہ قدرت انسانی سے گھٹ رہیگا اس خبیث کلیہ نے تو وہ بِش
بویا جس کے کفریات کا شمار دشوار سبحٰن السبوح و کوکبہ شہابیہ مین اسپر بہت کفر لازم
فرمائے اور ہمارے مکرم دوست مولنا ظہیر حسن صاحب قادری رضوی نے چابک
لیث مین اون کا شمار تقریبًا ساٹھ تک پہنچایا اور حقیقۃً ساٹھ ہزار پر بھی بند نہین
مثلًا کھانا پینا پاخانہ پھرنا پیشاب کرنا ڈوبنا جلنا وہابی رافضی یہودی بننا بت پوجنا
زنا کرنا گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالنا وغیرہ وغیرہ سب باتین انسان اپنے لیے کر سکتا
ہے تو چاہیے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہو اب کونسی گندگی نجاست خباثت
ذلت باقی رہ گئی جو اون کے خدا مین نہ آسکے۔ وہابیو یہ ہین تمھارے ممکنات جن کو
اہل اسلام اپنے مولی کی تسبیح کرتے ہوئے بیرون قدرت مانتے ہین وللہ الحمد اس مغالطہ
ملعونہ کا اعلی رد دامان باغ سبحٰن السبوح مین ارشاد ہوا کہ چابک لیث مین چھپا (۴)
مسلمانو وہابیہ کا امام اور اوسکے اذناب لیام جنکو صراحۃً اوس کلیہ ملعونہ پر اصرار تام
حقیقۃً خدا کے نرے منکر کھلے زندیق دہریے ہین وجہ سنیے اگر اونکا معبود جلنے ڈوبنے
گلا گھونٹ کر مر جانے پر قادر نہ ہوا تو اونکے نزدیک عاجز ہوا اور عاجز خدا نہین اور قادر
ہوا تو اوسکی فنا ممکن ہوئی اور جو فنا ہو سکے ہرگز خدا نہین بہرحال الوہیت سے ہاتھ
دھو بیٹھنا لازم۔ دہریو پھر کس مونھ سے صفات الٰہ مین بحث کرتے ہو تمھارے دھرم مین
الٰہ ہی کوئی نہین۔ صفات کسکی ہونگی۔ تف تف تف (۵) بھلا یہ تو ہندی وہابیت
کے جد اعلی تھے دربھنگی صاحب کے خاص تعلیمی باپ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی
اور اونکے اتراب و اذناب نے صاف نام لے کر اپنے معبود کا جاہل۔ بہنا ظالم ہونا چوری کرنا

شراب پینا ممکن ٹھہرا دیا پرچہ نظام الملک ۲۵ اگست ۱۹۰۹ء مین بیدھڑک چھاپ
دیا کہ چوری شرابخوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے
مقدور اللہ ہے وہا بویہ ہین تمہارے ممکنات جنسے اہل حق بحمد اللہ تعالی پاک و
بری ہین (۶) ور بھنگی جی ذرا اپنے تعلیمی ابا جان سے پینے کی تعریف تو کرایئے۔ کسی
شے رقیق کا حلق کی راہ سے جوف مین داخل کرنا ہی ہے یا کچھ اور ظاہر ہے کہ جوف
مین گئی مثلا تم پانی یا شراب منھ مین لیکر کلی کر دو تو پینا نہ ہیئے اور جوف مین کہینگے گئی مگر نہ حلق کی
راہ سے مثلا حقنہ کرا و جب بھی پینا نہ ہوگا تو ضرور ہے کہ تمہارے معبود کے حلق و جوف ہونگے جب
تو شراب پی سکیگا اور جسکے جوف ہو صمد نہین اور جو صمد نہین خدا نہین تو تمہارے ابا جان یقینا
خدا کے منکر ہین کافر کہنے سے گھبراتے ہو نہ سہی اسکا اقرار نہ کرو اتنا کہدو کہ ضرور تمہارے وہ
باپ چچا سب کے سب منکران خدا ہین اس کہنے سے تم تو کیا ہو تمہارا شرابی خدا بھی اگر لاکھون
من برانڈی پی پی کر زور لگائے تمہین مفر نہین ہو سکتی ورنہ بتاؤ کہ جوف دار شرابخور خدا کیسا ہوتا
ہے الا لعنۃ اللہ علے الظلمین (۷) ہم تمہاری مان لین کہ پینے کی کوئی ایسی
تعریف اپنے جی سے گڑھ سکو جسے حلق و جوف لازم نہ ہو مگر تمہارے امام اور تمہارے
باپ کا وہ کلیہ کسی طرح تمہاری چلنے نہ دیگا ضرور تمہاری کانچ کی کلیہ سجیل کے پتھر
سے پھوٹ کر رہیگا پینا نہ سہی یون کہیے کہ انسان قادر ہے کہ اپنے حلق سے اپنے
جوف مین کوئی چیز داخل کرے تمہارا وہی معبود بھی اپنے حلق سے اپنے جوف مین کوئی چیز
داخل کر سکتا ہے یا نہین اگر نہین تو انسان کی قدرت سے گھٹ رہا عاجز ہوا اور عاجز
خدا نہین اور اگر ہان تو وہی جوف دار گھگل ہوا اور گھگل خدا نہین۔ خدا کے منکر و تم

۱ؔ فائدہ یہ طرز تقریر یاد رہے کہ اکثر نمبرون مین کام دے گا ۱۲ منہ

مسلمانون سے کس برتے پر ادب لجھتے ہو اللہ اکبر واحد قہار کا جھوٹ ممکن بنانے کے
لیے کونسی بلا ہے کہ خبیثون نے اپنے ساختہ خدا کے سر نہ ڈالی (۸) جی ہان نری
شرابخوری نہین آپ کا وہی معبود چوری بھی کر سکتا ہے اور واقعی شرابی نشہ باز
کو بدمعاش ہونا لازم مگر اپنے تعلیمی باپ سے پوچھیے تو کہ پرائی ملک چرائیگا یا اپنی
کوئی احمق سا احمق اپنی ملک لے لینے کو چوری نہین کہہ سکتا تو ضرور ہے کہ کچھ
اشیا تمھارے ساختہ خدا کی ملک سے خارج دوسرون کی مملوک ہون آسے
سچے پکے مشرکو سچے مسلمانون پر بعض ممکنات قدرتِ قدیرِ مطلق سے خارج ماننے
کا جھوٹا الزام نہ دھرو اپنے وہی معبود کی ملک سے خارج اشیا اور اوس کے
شرکائے ملک کی فکر کرو (۹) لطف یہ کہ اونکے ساختہ خدا نے جب دیکھا کہ بعض
نفیس چیزین دوسرون کے خزانون مین ہین اور اوس کا اپنا ناقص خزانہ اون
سے خالی ہے شراب پینے والے موتھ مین پانی تو بھر آیا کہ کسی طرح ان کو بھی اپنے
خزانے مین لیلون مگر کثرت میخواری سے دماغی کمزوری کہ نہ بیع یا ہبہ کسی جائز
طریقے کی طرف طبیعت گئی نہ قہر و سطوت و جبروت کے ساتھ سلاطین دنیا کیطرح
بالجبر چھین لینے کی طاقت پائی بلکہ بدمعاش بزدل نامردونکی طرح چوری پر اوقات
رہی۔ آور تو کیا کہون بس تھوک ہے۔ کیسا بیچیا ساختہ خدا اور کیسے گندے بندے
دیکھو ہمارا سچا خدا واحد قہار سبوح قدوس ہر عیب سے وجوبًا پاک اون عابدو
معبود سب پر اپنی لعنت اوتاریگا۔ خدا کے دشمنو اللہ عزوجل سے بھاگ کر نہ تم
جا سکتے ہو نہ تمھارا معبود مردود ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱۰) بھلا چوری
شرابخوری تو سب کچھ اوڑھی تمھارا وہی معبود زنا بھی کر سکتا ہے یا نہین اگر نہین تو وہ

دیوبندی خدا کی ملک مین اور بھی شریک ہین

دیوبندی خدا کی چوری پر اوقات

مگر دیوبندی مہادیو کو خدا مان بیٹھے

دیکھو تمھارے امام و پدر کے کلیہ مین سجیل کا بھاری پتھر لگا تمھارا خدا انسان سے
قدرت مین گھٹ رہا اور اگر ہان تو ذرا اپنے تعلیمی باپ سے تعریف زنا کرائیے
زنائے حقیقی کہ مقدور انسان ہے آلۂ تناسل پر موقوف اور اوسکے بغیر زنا کے شرعی
لغوی عرفی کسی معنی کا تحقق یقیناً محال کہ ایلاج ذکر اوس کا رکن ہے اور ماہیت
بے رکن قطعاً ناممکن تو تمھارے معبود کو آلۂ تناسل سے مفر نہین کہین مہادیو
کو تو خدا نہین مان بیٹھے (١١) مہادیو کو مانو نہ مانو مگر لنگ پوجا قطعاً تمھارے
ایمان کا جز ہوئی کہ لنگ تمھارے بھگوان کا جز ٹھہرا (١٢) آدمی تو عورت بھی ہی
اگر تمھارا ساختہ خدا عورت کی قدرت سے گھٹ رہا تو اور بھی گیا گزرا۔ عورت
قادر ہے کہ زنا کرائے تو تمھارے امام اور تمھارے پدر تعلیم کے کلیہ سے قطعاً
واجب کہ تمھارا خدا بھی زنا کرا سکے ورنہ دیوبند مین چکلہ والی فاحشات اوسپر قہقہے
اوڑائینگی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے آپ
آپ کے خدا مین فرج بھی ضرور ہوئی ورنہ زنا کاہے مین کرا سکے گا۔ خفتنے خدا کے پجاریو
کیون سبوح قدوس کے بندون سے اوجھتے ہو۔ مورتی پوجن والے ہندو و
ناحق الگ الگ لنگ اور جلہری بنانے کے سودے مین پڑے ہو مقدس مدرسہ
دیوبند مین آؤ کہ دونون علامتین ایک ہی معبود مین پاؤ لطیفہ تعجب تھا کہ خدا کے
لیے آلۂ مردی ہو تو اوسکے قابل عورت کہان سے آئیگی اندام زنی ہوا تو اوسکے لائق اوسے
مرد کہان سے ملیگا کہ اوسکی ہر چیز نامحدود و بے انتہا ہوگی یون تو ایک خدا نہ ماننی پڑیگی جو
اوسکی وسعت رکھے اور ایک ڈاڈبل خدا ماننا ہوگا جو دوسری ہو نہ سکے کیا وہابیہ اب تثلیث[1]

[1] جی ہان دیوبندی وہابیہ تثلیث کو بھی ممکن عقلی مانتے ہین نمبر ١٥ ملاحظہ کیجیے ١٢ + + + +

دیوبندیونکی یون مشکلکشائی کرانگی یہان ابلیس کی خدائی   دیوبندی خدا ایک خفتے مشکل ہے

کے بھی قائل ہوگئے مگر علمانے ذریت شیطان کی پیدائش مین چار قول ذکر
کیے ہین از انجملہ ایک یہ کہ ابلیس کی ایک ران مین آلت مردی ہے دوسری مین علامت
زنی وہ اپنی رانون کے باہم جماع سے بار ور ہوکر ذریت لاتا ہے اس قول کو ملاحظہ
سے وہ تعجب بھی جاتا رہا اور تثلیث کی بھی حاجت نہ ہوئی اور معلوم ہوا کہ دیوبندی
دیوبندگی تھی یعنی حضرات کا وہ خنثیٰ معبود کون ہے یہ ابلیس قید العلامتین ہوا اعتراض
اوٹھ گئے اور اوسپر بڑا قرینہ یہ کہ گنگوہی صاحب نے براہین قاطعہ مین اوس ملعون
کے علم کو علم اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسیع تر بتایا اور
یقیناً وہ کہ جس کا علم علم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے زائد ہو خدا
ہی ہے اور اب کاذب بالفعل ماننے کا بھی عقدہ کھل گیا ابلیس[1] سے بڑھ کر کون
کاذب بالفعل ہوگا نیز انکے امام کا یہ کہنا بھی ٹھیک ہوگیا کہ اوس مین ہر عیب کی
گنجائش ہے اور یہ کلیہ بھی صحیح ہوگیا کہ جو کچھ انسان اپنے لیے کر سکے وہ اپنے لیے
کر سکتا ہے واقعی کلمات علما مین عجب عجب منافع ہوتے ہین دیکھیے ایک ذرا سے پیچ
کھلنے سے کتنے عقدے حل ہوگئے۔ کیون دیوبندیو احسان تو نہ مانوگے قاہر
اعتراضون کا کیسا جواب بتادیا کہ ایک ہی سہارے مین بیڑا پار ہے (۱۳)

امام الوہابیہ نے اپنی ناقص تحریر جہالت تخمیر افصاح الباطل بنام ایضاح الحق
مشہور نام زنگی برعکس کافور مین تصریح فرمائی کہ اللہ عزوجل کو زمان و مکان و
جہت سے منزہ ماننا اوس کا دیدار بے جہت و محاذات جاننا سب بدعت حقیقیہ

[1] مولنا دیوبندی صاحبون کا خیال رکھیے اونکا حق ابلیس کو نہ دینا چاہیے ابلیس نے کس دن کہا تھا کہ میرا
علم علم اقدس سے زیادہ ہے کس دن کہا تھا کہ خدا معاذ اللہ بالفعل جھوٹا ہے تو یہ دونون بڑھکر اکذب ہین ۱۲ کاتب عفی عنہ

کے قبیل سے ہے اگر اوسے کوئی دینی عقیدہ سمجھا جائے خدا کی یہ تنزیہین اور غیر خدا

کو قدیم وازلی کہنا خدا کو مخلوق بنانے مین بے اختیار ماننا سب کا ایک حکم ہے دیکھو
اوسکی تحریر خبیث صفحہ ۳۵ و ۳۶ اور اُسکے رد مین کوکبۂ شہابیہ صفحہ ۱۲ وغیرہ ظاہر ہی کہ اگر
زمان ومکان وجہت کا خدا کو محیط ہونا اس مدہوش کے نزدیک اوسکی شان قدوسیت
ووجوب وجود کے منافی ہوتا ضرور ان سے خدا کی تنزیہ کو عقیدۂ دینیہ جانتا جیسا کہ تمام
اہل سنت کا ایمان ہے مگر یہ مردود اُسے بدعت حقیقیہ بتاتا اور اوسکے معتقد کو ان
دو صریح کفرون کے معتقد سے ملاتا ہی اگر اوسکے زعم ملعون مین اوس کا معبود بالفعل
زمان ومکان وجہت کے گھروندے مین گھرا ہوا نہین تو کم از کم گھر سکتا ہی اور اپنے
آپ کو اس مجبس مین مقید کر سکتا ہی ورنہ اس سے اوسکی تنزیہ فرض ہوتی اور
اوس کے اوس کلیۂ ملعونہ نے اور بھی رجسٹری کر دی آدمی قادر ہے کہ کسی گز بھر
کی گڑھیا مین گر کر اوپر سے پتھر رکھوا کر اپنے آپ کو اوس تنگ مکان مین مقید
کر لے ان کا معبود اگر یہ نہ کر سکا تو آدمی سے قدرت مین گھٹ رہیگا۔ وہابیو یہ ہین
تمھارے ممکنات جنپر مسلمان لعنت کرتے ہین لطیفہ وہابیہ کا خدا عجب ربڑ کی ساخت
ہے جس مین قیامت کی پھیل سمیٹ ہی انسان تو گز بھر کی گڑھیا مین گھس سکتا ہی
ایک چھوٹی سی چیونٹی سوئی کے ناکے برابر سوراخ مین سما جانے پر قادر ہی ان کا خدا
جسے یہ اپنی چھوٹی زبان سے اکبر کہتے ہین اوس اصغر سے اصغر سوراخ مین الوپ ہو سکے
گا ورنہ آدمی درکنار چیونٹی سے بھی قدرت مین گھٹ رہیگا (۱۴۲) افسوس وہابیہ کا
ساختہ خدا کہان کہان آدمی کی ریس کریگا امکان جہت کی خباثت اونکے معبود کو بے نلچ
نچائے نچھوڑیگی ایک رنڈی کہ فاسقون کی محفل مین رقص کرتی ہی لحظہ لحظہ کسقدر اپنی

جہتین بدلتی ہی اگر ان کا معبود دیوبین نہ گھوم سکا تو رنڈی سے بھی گیا گزرا اور واقعی
بقول در بھنگی صاحب کے تعلیمی باپ محمود حسن دیوبندی صاحب کے جب یہ کلیہ
ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لیے کر سکے اونکا معبود اپنے لیے کر سکتا ہی تو مشعلچی کی طرح
رنڈی کے ساتھ گھومیگا بھی خود بھی ناچے گا اور ڈگڈگی بجا کر بندر نچا کر اوسے اپنے
آس پاس گھمائیگا بھی نٹ کی طرح بانس پر چڑھکر کلا کھیلے گا کیا کچھ نہ کرسکیگا۔ ایسے
تماشے معبود پر اف اور اوسکے اعجوبہ پرست عابدون پر تف۔ مگر سخت عجب یہ ہی کہ
اگر ایک مجلس مین چار رنڈیان ناچتی ہون اور آن واحد مین وہ چارون جہات
مختلفہ کو اپنی سمت بدلین ان کا خدا اگر اوسوقت ایک ہی سمت بدل سکا تو تین
رنڈیون کے فعل پر قادر نہوا اور اگر آن واحد مین چارون سمت کو بدلا تو یہ رنڈیان
تو چار تھین انھون نے ایک ایک جہت بانٹ لی یہ کہ واحد کہلاتا ہے کدھر سے اپنے
چار ٹکڑے کریگا یا ایک آن مین چار جہتین کیسے بدلے گا (۱۵) ایک دیوبندی نے
کہ در بھنگی صاحب کا عالم معتمد اور دیوبندی دھرم کا منادی ستیہ ہی اپنی ادلہ واہیہ
صفحہ ۱۴۲ مین خدا کا جورو بیٹا بھی ممکن مان لیا اور اوسپر دلیل یہ کہ عقلاً محال ہوتا تو
نصارے اتنے بڑے عقلمند ایسے حکیم ایسے صناع ہین یہ کیون مانتے اسلاسرہ

چشم باز و گوش باز و این ذکا		خیره ام در چشم بندی خدا
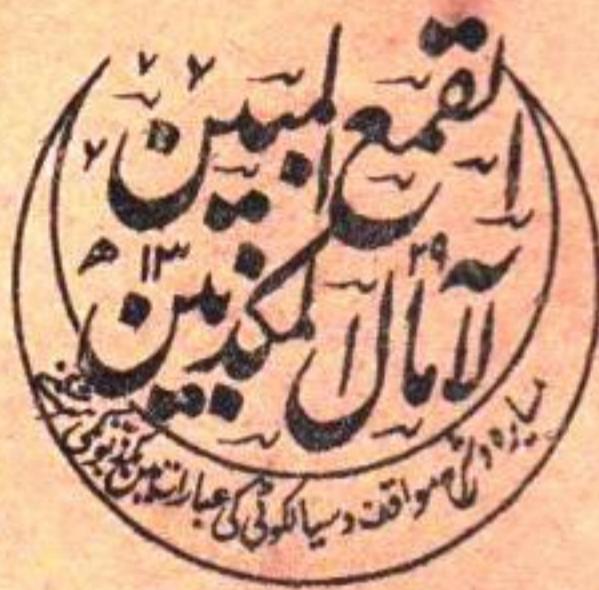
طرفہ یہ کہ جورو ماننے کا نصارے پر بھی افترا کر دیا وہ تو کوئی بات جھوٹ سے خالی نہ
ہو۔ دیوبندی صاحب نری جورو نہ کہو خسم بھی پکارو کہ تمھارے معبود کا خنثے ہونا
تمھارے امام کا مذہب بتا چکا ہے (۱۶) احمق بیدینو۔ تم نے یہی نہ جانا کہ انعال
بعینہ اسی ملعون دلیل ذلیل سے تین خدا بھی عقلاً ممکن ہوگئے ورنہ اتنے بڑے کاریگر کیسے اسکے قائل ہوتے تف تف تف ۱۲

عباد کا خالق کون ہے وہ کس کی قدرت سے واقع ہوتے ہین بندے کو ظاہری
قدرت جو ہے وہ کس محل سے ظہور تعلق فعل پر ہے اور کمال کفر پرستی سے اللہ تعالےٰ
کا کذب ممکن بنانے کو کل مقدور العبد مقدور اللہ کے یہ معنے گڑھ لیے کہ جو کچھ
بندہ اپنے لیے کر سکے خدا اپنے لیے کر سکتا ہے اس لعین مغالطہ ابلیسیہ کا پورا
حل دامان باغ سبحن السبوح مین دیکھو اور خدا توفیق دے تو اعلیحضرت مجدد
دین وملت کے دست حق پرست پر ایمان لاؤ مسلمان کہلاؤ۔ الحمد للہ امام الوہابیہ
وطائفہ وہابیہ کے اس خبیث عقیدہ ملعونہ کا رد تصانیف آستانہ علیہ اعلیحضرت
مجدد سنت سے سبحن السبوح مین بھی کوکبہ شہابیہ مین بھی دامان باغ
مین بھی ہے چابک لیث مین بھی ہے اور اب اس عبارت تازہ مین
بھی ہے بفضلہ تعالیٰ ہر جگہ نیا رنگ نئے اعتراضات پائیے گا اور سب بعونہ تعالےٰ
اوسی محمدی ضیغم کے اپنے نعرے ہین یا اوسکے برکات سے اوسکے اشبال
کے حملے ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون
ہنوز بہت ابحاث جدیدہ قاہرہ اسی کے متعلق ذہن مین اور ہین مگر مجھے تو یہان
بھی بیس نمبر پر اقتصار منظور لہذا صرف ایک وار دربھنگی صاحب پر اور اوتار کر اون کی
اصل دوم کو چھیڑون (١٧) ہان دربھنگی صاحب ہم تمھاری مان لین کہ بیشمار ممکنات
کو خارج از قدرت کر دیا پھر تمھارے دھرم پر کیا قہر ہوا وہی باتین کہو گے
یا تو وہ جو کہہ چکے کہ عجز کا دھبا لگا یا یہ کہ ان اللہ علی کل شیء قدیر کا
خلاف کیا دونون تمھارے یہان شیر مادر ہین۔ اول تو یون کہ
تمھارا امام ہر عیب ونقصان کا امکان مان گیا اور یہ خود عیب ہی

تو اوس کا معبود بھی بالفعل ہوا عجز بھی ایک عیب ہی ہے پھر
اینہم بر علم اور دوم یون کہ گنگوہی مت جس پر ایک اکیلے تم در بھنگی جیوٹ پنے
سے مصر و مقر ہوئے جب اوس مین اوس کا خدا کاذب بالفعل ہو کہ وقوع
کذب کے معنے درست ہو گئے تو معاذ اللہ جھوٹے کی بات سے سند کیا لانی اوس
نے یہ بھی جھوٹ ہی لکھدیا ہو گا الا لعنۃ اللہ علے الظلمین ٥ (۱۸) در بھنگی
صاحب نے اپنی دوسری اصل یہ بتائی ہم شرک فی الذات و فی الصفات دونو
کو نا جائز سمجھتے ہین اور آپ شرک فی الصفات کو جزو ایمان جانکر فرق بالذات
اور بالعرض کو باعث غفران خیال کرتے ہین اقول واقعی دیوبندی کمیٹی مین
لعنۃ اللہ علے الکذبین کا قرآن مجید سے نکال ڈالنا پاس ہو لیا ہو گا یا یہ ٹھہری
ہو گی کہ کاذب بالفعل کی بات کا کیا اعتبار رہے مشرکو اہل سنت کی توحید کا ایک
چھینٹا تم پر پڑ جائے تو پاک ہو جاؤ اعلیحضرت مجدد دین و ملت نے اپنی تصانیف علیہ
مین آیات قرآن عظیم سے ثابت فرمایا ہے کہ مولی عزوجل کا اصلا کوئی شریک نہین ہو سکتا
نہ اوس کی ذات مین نہ صفات مین نہ اسما مین نہ افعال مین نہ احکام مین نہ ملک
مین نہ ملک مین نہ کسی بات مین ہان مشرک کون ہے تمھارا امام تمھارے تعلیمی
باپ چچا دادا اور تم سب جب تو افعال انسانی کو قدرت الٰہی سے خارج مانکر خاص
قدرت انسانی سے واقع ہونا جانتے اور وزن برابر کرنے کے لیے کہ اوسکی قدرت انسانی قدرت
سے گھٹ نہ جائے اون تمام شناعتون کے امثال خود اپنے خدا مین واقع ہو سکنا
بگھارتے ہو مبارک ہو ایک ہی چلچ تمھاری دونون اصلون کو تباہ کر گیا معلوم ہوا
کہ تمھین مشرک ہو اور تمھین نے بیشمار ممکنات یعنی جملہ افعال عباد کو قدرت الٰہی سے

خارج کردیا اونکی نظیر اپنے مین کرسکا تو یہ نظیر پر قدرت ہوئی نہ اوس مین پر مگر ہیہ کہ
خدا جیبین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے (۱۹) تم اللہ عزوجل کو علیم و سمیع و بصیر وحی
جانتے ہو یا نہین اگر نہین تو کافر ہو اور اگر ہان تو انسان کو بھی اوسکی عطا سے علم و سمع و بصر
وحیات ملنا اور ان اوصاف سے متصف ہونا حق و صدق مانتے ہو یا کذب و باطل بر تقدیر
ثانی پھر کافر اور صدہا آیات قرآنیہ کے منکر ہو قال تعالی وبشروہ بغلم علیم ہ
وقال تعالی وعلمنہ من لدنا علماہ وقال تعالی وانہ لذو علم لما علمنہ وقال تعالی
علمک مالم تکن تعلم وقال تعالی علم الانسان مالم یعلم ہ وقال تعالی والذین
اوتوا العلم درجت وقال تعالی ان یعلمہ علمؤ بنی اسرآئیل وقال تعالی وفوق
کل ذی علم علیم وقال تعالی ومن عندہٗ علم الکتب قال تعالی وقال الذی عندہٗ علم من الکتب
وقال تعالی یعلمھم الکتب والحکمۃ وقال تعالی وعلمکم مالم تکونوا تعلمون ہ وقال تعالی
فجعلنٰہ سمیعا بصیراہ وقال تعالی وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ وقال تعالی
اسمع بھم وابصر وقال تعالی یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتھا
وکذلک تخرجون ہ وقال تعالی جعلنا من الماء کل شیٔ حی وقال تعالی اومن کان میتا فاحیینٰہ
وقال تعالی یحی من حی عن بینۃ وقال تعالے بل احیاء عند ربھم آیات مین
بھی ۲۰ ہی پر اقتصار کرون کہ اسی عدد کا التزام ہے بر تقدیر اول تم مشرک فی الصفات
ہوئے یا نہین ۔ کیون حالانکہ خدا کو بھی علیم و سمیع و بصیر وحی مانتا اور بندون کو
بھی علیم و سمیع و بصیر وحی جاننا اگر کہیے مثلاً حیات الٰہی بذات خود ازلی ابدی ہو واجب الثبوت
ہے ممتنع الزوال ہے حیات بندہ بعطائے خدا ہے حادث متناہی ممکن الثبوت
جائز العدم ہے تو یہ وہی بالذات و بالعرض کا فرق ہوا آتنے پر تمھارے نزدیک

شرک فی الصفات نہین مٹتا پھر کیا سبب کہ تم مشرک نہو ہو اور ضرور ہو بالذات
و بالعرض کا ایک لفظ دیکھ لیا اور نہ جانا کہ اوسکے لیے عرض عریض ہے یہ تمام تفرقے
اور صدہا اور جس قدر اس منشا جلیل سے ناشی ہون سب انھین دو لفظون مین
داخل ہین یعنی ذاتی و عطائی یا تمھاری تعبیر مین بالذات و بالعرض (٢٠) ذرا سارا
دیوبندی کنبا مع ایڈیٹر لے ایچ وغیرہ حمایتیان جُڑ کر بتاؤ کہ ہر صفت خاص ہے
یا بعض و علی کل خصوص خاص من حیث المنشا ہے یا من حیث المتعلق علی الشاتی
من حیث الاطلاق یا علے الاطلاق بہر نہج ثبوت دو کہ تمھارے خصم نے خاص
من حیث الخصوص کو مشترک کہا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی
وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ٥ وسیعلم الذین ظلموا ای
منقلب ینقلبون ٥ صاحب ایڈیٹر لے ایچ تم بھی اصول و مقاصد سلام الحرمین
شریف سے جان بچا کر براہ مکاری یہی دو اصلین لے دوڑے تھے اب تم نے
دیکھا کہ تمھاری اور تمھارے لنگوٹیا یار در بھنگی دونون کی اصلون مین خطا ہے
اور نہ یک خطا و خطا بلکہ بیشمار خطا - ذرا تم بھی دیوبندی کنبے کے ساتھ کان
پھٹپھٹا کر حجارۃ من سجیل کی بارش کھوپڑیات شریفہ پر لینے کے لیے مستعد ہو جاؤ
کیون اللہ کی ملائی جوڑی ضربت مردان دیدی مزہ مناظرہ چشیدی
ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون وقطع دابر الذین کفروا وقیل بعدا
للقوم الظلمین والحمد للہ رب العلمین ٥

پیکان جانگداز ... [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از نگلا اروہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع اکبر آباد مرسلہ محمد صادق علی خان صاحب شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں قلت الکذب نقص والنقص علیہ تعالی محال فلایکون من الممکنات الخ قولہ والنقص علیہ الخ لایخفی انہ موقوف علے کونہ ممتنعا بالذات ولا نسلم ذلک اذ لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد فھو ممتنع بواسطۃ انہ مناف لکمالہ تعالی فیکون ممتنعا بالغیر والامتناع بالغیر لاینافی الامکان الذاتی حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواجب الصدق المستحیل الکذب المحال علیہ بذاتہ لذاتہ کل نقص

وشین فمن تقول علیہ بامکان کذب وتطرق الیہ بخلف وعیدہ فقد استوجب لعنۃ اللہ علیہ فی الدارین قل صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا ۰ ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا ۰ ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۰ متاع قلیل ولھم عذاب الیم ۰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ اولئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ۰ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون والحمد للہ رب العلمین ۰ اللہ عزوجل کے غضب سے اوسی کی پناہ پھر اوس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ جب غضب الٰہی کسی قوم سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہی کہ عقل سلیم بفضل کریم باطل کو قبول نہین کرتی اور اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہا تذکروا فاذا ھم مبصرون ۰ جلد اونکی آنکھین کھل جاتی ہین مگر جب

لہ یہ قرآن شریف کی پانچ آیتین ہین ان کا ترجمہ یہ ہی (۱) اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (۲) جو یہان اندھا ہو آخرت مین اندھا اور زیادہ گمراہ ہی (۳) تمھاری خرابی ہو اللہ پر کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمھین عذاب سے پیس ڈالیگا (۴) بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھتے ہین اونھین چھٹکارا نہ ملیگا دنیا مین تھوڑا برتنا ہے اور آخرت مین اون کے لیے دردناک عذاب (۵) اوس سے بڑھکر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھے یا اوسکی آیتین جھٹلائے یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائینگے اور گواہ کہین گے کہ یہ ہین جنھون نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سنتا ہے اللہ کی لعنت ان ظالمون پر دوسری آیۂ کریمہ سے جناب گنگوہی صاحب کا فوٹو ملا دیکھیے ۱۲ منہ عفا عنہ

عقل نرہی (یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم و فنون کی کتنی ہی
دانش ہو لا یعقلون شیأ ولا یہتدون ○) اوسوقت انسان شیطان کا
مسخرہ ہو جاتا ہے کہ صورت مین آدمی اور باطن مین گدھا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا
کانھم حمر مستنفرۃ ○ اپنی اغراض فاسدہ کے لیے اوسکی کتاب بینی
کی مثال بالکل سوئر اور سیر باغ کی ہوتی ہے پھول مہکین کلیان چٹکین تختے
لہکین فوارے چھلکین بلبلین چہکین اوسے کسی لطف و سرور سے کام نہین
وہ اس تلاش مین پھرتا ہے کہ کہین نجاست پڑی ہو تو نوش جان کرے
بعینہ یہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے ہزار حق کی کتاب مین لاکھ باتین
نفیس و جلیل فوائد کی ہون اون سے اوسے بحث نہوگی کتاب بھر مین اگر کوئی
غلط و باطل و خطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا اوسی کو پکڑ لے گا اگرچہ واقع مین
وہ اوسکے مطلب کا بھی نہو اتنی بات اس مین خنزیر سے بھی بڑھکر ہوئی کہ وہ
نجاست لے گا تو اپنے مطلب کی اور اسے اسکی بھی تمیز نہین انبیا علیہم الصلاۃ
والثنا کے سوا کوئی بشر معصوم نہین اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بیجا
صادر ہونا کچھ نادر کالمعدوم نہین پھر سلف صالحین وائمہ دین سے آج تک
اہل حق کا یہ معمول رہا ہے کہ کل ماخوذ من قولہ ومردود علیہ الا صاحب ہذا القبر
صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس کی جو بات خلاف اہل حق و جمہور دیکھی وہ اوسی پر
چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اتبعوا السواد
الاعظم نہ کہ اجماع امت کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی شگوفہ
چھوڑ دیا اوسکی بیچ کر اوس کے پیچھے ہو لیے یہ اندھے ملاعین کا طریقہ ہوتا ہے

یا اوندھے شیاطین کا کہ رب عزوجل فرماتا ہے وان یروا سبیل الرشد
لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذلک بانھم
کذبوا بایتنا وکانوا عنھا غفلین ۝ اگر ہدایت کی راہ دیکھین تو اوس مین
چلنا پسند نہ کرین اور گمراہی کا رستہ نظر پڑے تو اوس مین چلنے کو موجود ہو جاتین
یہ اس لیے کہ وہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتون
سے غافل ہین۔ اس وصف مین تمام طوائف گمراہان مین طائفۂ وہابیہ اور
طوائف وہابیہ مین خاص طائفۂ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہین اور ہوا ہی چاہین
کہ قرآن عظیم فرماتا ہے یہ اوس کذب کی شامت ہے جو وہ ہمارے کلام کی طرف
نسبت کرتے ہین اور اللہ کی طرف نسبت کذب مین وہابیہ سب سے پیش قدم
ہین کہ اون کے پیشوا اسمعیل دہلوی جانے یکروزی مین اسکی چنائی چنی اور
وہابیون دیوبندی اس مین اگوا ہین کہ ان کے پیر گنگوہی صاحب نے براہین
مین اوسپر استرکاری کی تیز خباب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ اندھے ہونے
مین بھی اس طائفہ کو دنیا بھر کے دل اندھون پر ترجیح ہے اگر ایک آدھ آنکھ آدھی
چوتھائی بھی کھلی ہوتی تو یہ نہ سوجھتا کہ سیالکوٹی ملا تو جس کذب کو یہان ممکن
بالذات کہہ رہے ہین اوسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع بتا رہے ہین یعنی نفس کذب
کسی کا ہو جنگلی کا یا کوہی کا دہلوی کا یا گنگوہی کا اور اس کے ممکن بلکہ روزانہ لاکھون
کرورون بار واقع ہونے مین کیا کلام ہے اون کے لفظ دیکھیے کہ لو کان ممتنعا
لما وقع الکذب من احد یعنے جس طرح اجتماع نقیضین وارتفاع نقیضین اپنی
ذات مین محال ہین یونہین اگر مطلق جھوٹ خود اپنی ذات مین محال ہوتا تو کبھی کوئی

شخص جھوٹ نہ بول سکتا مگر کروڑون لوگ جھوٹ بول رہے ہین تو معلوم
ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حد ذات مین محال نہین۔ ہان جب اوسے اللہ عزوجل
کی طرف نسبت کرو تو ضرور محال ہے کہ ذات الٰہی بالذات مقتضی جملہ کمالات و منافی
جملہ نقائص ہے تو اوسپر کذب محال بالذات ہے یہ استحالہ جانب باری سے بالذات
ہوا کہ اوس کی ذات کریم ہر عیب کے منافی ہے مگر مطلق کذب جو کلی عام
شامل ہر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا اس فرد کے استحالہ سے اوسے بھی
ایک استحالہ عارض ہوا کہ ہر فرد کا حکم طبیعت من حیث ہی کی طرف ساری ہوتا ہے
یہ استحالہ مطلق کذب کے حق مین ذاتی نہوا کہ خود مطلق کذب کی ذات سے
پیدا نہوا بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے۔ بعینہ اس کی مثال وہی اجتماع نقیضین
ہے۔ مطلق اجتماع کسی کا ہو اپنی حد ذات مین محال نہین ورنہ کبھی کوئی دو چیزین
جمع نہ ہو سکتین ہان نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے کہ ذات نقیضین
منافی اجتماع ہے مگر مطلق اجتماع کہ ہر دو شے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا
وہ جو اس مادہ خاصہ مین آکر محال ہوا تو یہ استحالہ اوس کے لیے ذاتی نہین
بلکہ خصوص نقیضین کے باعث ہے تو مطلق اجتماع کہ ماہیت مطلقہ ہے ضرور
ممکن بالذات بلکہ لاکھون جگہ موجود اور اُسکے سبب اجتماع نقیضین ممکن نہین ہو سکتا
وہ قطعاً محال بالذات ہے۔ یونہین مطلق کذب کہ طبیعت مرسلہ ہے ضرور ممکن
بالذات بلکہ ہزارون جگہ موجود اور اوسکے سبب معاذ اللہ کذب باری ممکن
نہین ہو سکتا وہ یقیناً محال بالذات ہے۔ یہ ہے اس عبارت کی تقریر جس
سے اعتراض طاسیالکوٹی صاحب کی تشریح بھی ہو گئی اور اوس سے جواب

کی خوب توضیح بھی کہ یہان کلام کذب خاص مین ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب مین اور کلی کا امکان اوسکے ہر فرد کے امکان کو مستلزم نہین یہان ملا سیالکوٹی کی تو اتنی ہی خطا تھی کہ محل نزاع مین فرق نہ کیا امکانِ فرد مین بحث تھی اور لے کر چلے امکانِ طبیعت - مگر دیوبندی اپنے کفر سے کب باز آتے ہین وہ اسی کو معاذ اللہ امکان کذب باری پر دلیل بناتے اور اپنے کفریات اون کے سر منڈھا چاہتے ہین - بہت خوب اب دیوبندی سنبھل کر بتائین کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بناتے ہو تمھارے نزدیک حق ہے یا باطل - اگر باطل ہے تو کیون دانستہ اوندھے چلتے اور ناواقف مسلمانون کو چھلتے ہو اور اگر حق ہے تو تمھارے ہی موتھ ثابت ہوا کہ تم مشرک بھی نہین بلکہ نرے بت پرست ہو کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہی نہین صرف اپنے ساختہ ٹھاکر کو پوجتے ہو یون نہ مانو ہم ثابت کر دین تو سہی - جس تقریر سے اُس کا کذب معاذ اللہ ممکن ٹھہرایا بعینہٖ بلا تفاوت اوسی تقریر سے اوس کا شریک بھی ممکن ہے کہ شریک اگر محال ہوتا تو کوئی کسی کا شریک نہو سکتا تو شریک باری اس واسطے سے محال ہوگا کہ اوسکے کمال کے منافی ہے تو ممتنع بالغیر ہوا اور امتناع بالغیر امکان ذاتی کا منافی نہین بعینہٖ بلا تفاوت اوسی تقریر سے اوسکی موت و فنا بھی ممکن ہے کہ موت محال ہوتی تو کوئی کبھی نہ مرتا تو موتِ باری اسواسطے محال ہوئی کہ منافی کمال ہوئی تو امتناع بالغیر رہا تو اوس کا مرنا فنا ہو جانا ممکن بالذات ہوا تو وہ واجب الوجود نہوا تو آپ نہوا بلکہ کوئی تمھارا ساختہ ٹھاکر ہوا الا لعنۃ اللہ علی الظلمین اس عبارت کے جواب کو تو اسی قدر بس ہے مگر فقیر بعون القدیر چاہتا ہے

دیوبندی وہابی خود اپنے موتھ نرے بت پرست ہین

کہ اس بحث کو اعلے درجۂ کمال پر پہنچائے اور گنگوہی و دیوبندی مکذبانِ الٰہی نے مسایرہ و شرح مواقف کی دو عبارتون سے جو مسلمانون کو دھوکا دینا چاہا ہے ایک ضربت حیدری و صولت فاروقی سے اوسکی بھی پردہ دری ہو جائے و باللہ التوفیق اون عبارتون سے استناد اس سے زیادہ پوچ و لچر ہے جیسا اس عبارت سیالکوٹی سے تھا مگر اللہ کے مکذّبون کا مقصود صرف دو تو صرف عوام کو دھوکے دینا اور یہود کی تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق سے پورا اتر کر لینا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○

فاقول وباللہ التوفیق مسلمانو عقائد وہ ہین جو حضور پرنور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وسلف صالحین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے ثابت ہین اونھین کے بیان کے لیے کتب عقائد کے متون موضوع ہوئے ہین زمانۂ خیر مین یہ عقائد صدور وا لسنۂ ائمہ سے تلقی کیے جاتے تھے اور مسلمان اپنی سلامت صدر سے اونپر ایمان لاتے تھے اونھین چون وچرا ولم ولانسلم کی علت نتھی جب بد مذہبون کا شیوع ہوا اور گمراہ متکلمون نے عوام مسلمین کو بہکانے کے لیے اپنے عقائد باطلہ پر عقلی ونقلی مغالطے پیش کرنے شروع کیے علماے سنت وجماعت کو حاجت ہوئی کہ اُن کے دلائل باطلہ کا رد کرین اپنے عقائد حقہ پر دلائل قائم فرمائین یہان سے کلام متاخرین کی بنا پڑی اب کہ استدلال وبحث ومناظرہ کا پھاٹک کھلا خود اپنے دلائل وجوابات کی جانچ پرکھ کی بھی حاجت ہوئی اذہان مختلف ہوتے ہین اور بحث واستخراج مین خطا واصابت آدمی کے ساتھ لگے ہوئے ہین ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالف کی کسی اعتراض کا جواب

فائدہ جلیلہ عقیدہ و اجماعیات متکلمین متاخرین کا تذکرہ

دیا دوسرے نے اوسپر بحث کردی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کمزور ہے مخالف کی طرف سے اوس کا رد ہو سکتا ہے یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہین مخالف اس مین یون کہہ سکتا ہے آس رد و بحث کا اثر فقط اوسی دلیل و جواب تک ہوتا ہی عام ازین کہ اوس دلیل و جواب ہی مین قصور ہو جیسا کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے یا خود اس باحث ہی کی نظر نے خطا کی دلیل و جواب صحیح و صواب ہو بہر حال معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہین ہوتا کہ اپنا اصل مذہب باطل یا مخالف کا ضلال حق ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی کی قائم کی ہوئی ایک دلیل یا دیا ہوا جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہین ہو سکتا نہ معاذ اللہ یہ بحث کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہلسنت کو باطل جانکر اوس سے باہر نکلتا ہی یہ ایک ایسی بات ہے جسے نہ فقط اہلسنت بلکہ ہر مذہب و ملت والا اپنے یہان دیکھتا جانتا ہے پھر بھی جبتک زمانۂ خیر کا قرب تھا اس رد و کد مین ایک اعتدال باقی تھا جب فن کلام فلسفہ دان متاخرین کے ہاتھ پڑا اب تو بات بات مین وجہ بیوجہ نکتہ چینی کی نے بڑھے جس سے مقصود صرف بردومات و ردو اثبات و منع و نقض و بحث و اخذ مین ذہن آزمائی اور اپنی طاقت سخن کی رونمائی ہوتی ہے و بس نہ کہ معاذ اللہ مذہب سے پھرین دین و عقائد کو باطل کرین حاشا ہزار حاشا اللہ یہان سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متاخر شارح محشی جو کچھ بحث مین لکھ جایا کرتے ہین وہ مطلقاً خود اون کا اپنا بھی اعتقاد نہین ہوتا نہ کہ تمام اہلسنت و جماعت کا عقیدہ۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون و مسائل مین بیان کر دیا۔ بالائی تقریرین اوسکے موافق ہین تو حق ہین مخالف ہین تو وہی اون کی

بحث بازیان اور ذہن آزمائیان اور قلم کی جولانیان ہین جن کا خود اونھین اقرار
ہے کہ ان مین قواعد الحق کی پابندی نہین کیجاتی اور معرفت سامع پر چھوڑا
جاتا ہے کہ عقیدہ الحق اوسے معلوم ہے اوسکی مرعات کریگا مواقف مین ہے
انت تعرف مذهب اهل الحق وانما لا نتعرض لامثالها اعتماد علے
معرفتك بها فی مواضعها شرح مین ہے فعلیك برعایة قواعد
اهل الحق فے جمیع المباحث وان لم نصرح بها شرح مقاصد مین ہے
کثیرا ما تورد الاراء الباطلة للفلاسفة من غیر تعرض لبیان البطلان
الا فیما یحتاج الی زیادة بیان بعینه اسی طرح حسن چلپی علے السید مین ہے
تو عقائد اون کے وہی ہین جو متون اور خود اونکے کلام مین جابجا مصرح ہین اگرچہ
بحث مباحث مین کچھ کہین خصوصًا وہ جنپر فلسفہ کا رنگ چڑھا اون کو تو لم ولا نسلم
کا وہ لپکا بڑھا جس کے آگے کھائی خندق دریا پہاڑ سب یکسان ہین مطارحات
مین وہ باتین کہہ جاتے ہین کہ خدا کی پناہ شرح فقہ اکبر مین ہے سیدنا امام شافعی
رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین لقد اطلعت من اهل الکلام علی شئ
فما ظننت مسلما یقوله مین نے اہل کلام سے بعض باتین وہ سنین کہ مجھے
گمان نتھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا وہ تو سمجھ لیے کہ بحث مذہب پر حاکم نہین
ہمارے عقائد معلوم و معروف ہین لم ولا نسلم مین جو بات اوسکے خلاف ہوگی ناظرین خود
ہی سمجھ لین گے اور اونکے متعدد اکابر نے اسپر تنبیہ بھی کردی مگر مضل مغوی
کا کیا علاج وہ تو ایسے ہی موقع کی تاک مین رہتا ہے اودھر عامی بیچارہ مارا پڑا
یا وادی حیرت مین سرگردان رہا اوسے ہر بات مین قاعدۂ اہل حق کہان معلوم

کہ اوسکی مراعات کریگا یہی وہ باتین ہین جنھون نے اس قسم کے کلام متاخرین کو
ائمہ دین کی نگاہ مین سخت ذلیل وبے قدر بنا دیا یہان تک کہ امام ابو یوسف
رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا من طلب العلم بالکلام تزندق فقہاے کرام نے فرمایا
جو مال علما کے لیے وصیت کیا گیا ہو متکلمین کا اوس مین حصہ نہین نہ کتب
کلام کتب علم مین داخل ہندیہ مین محیط سے ہے لا یدخل فی ھذہ الوصیۃ
المتکلمون اوٹھین مین امام ابو القاسم صفار رحمہ اللہ تعالے سے ہے کتب الکلام
لیست کتب العلم منح الروض الازہر مین فتاوی ظہیریہ سے ہے اوصی لعلماء
بلدہ لا یدخل المتکلمون ولو اوصی ان یوقف من کتبہ کتب العلم
افتی السلف انہ یباع ما فیہا من کتب الکلام طریقہ محمدیہ مین بحوالہ تاتارخانیہ
امام حافظ ابو اللیث سمرقندی سے ہے من اشتغل بالکلام محی اسمہ
من العلماء حدیقہ ندیہ مین ہے فلا یقال لہ عالم اس کے نظائر نظر فقیر مین
کثیر ووافر سردست انھین تین کتابون سے نظائر لیجیے کہ مکذبانِ خدا نے
قرآن عظیم ونصوص صریحہ متون وعقائد واجماع قطعی ائمہ سلف وخلف کو
یکسر چھوڑ کر ابحاث زائدہ مین انکی تراشیدہ تقریرون کا دامن پکڑا ہے
یعنی مسایرہ وشرح مواقف جن کی دو عبارتین دیو بندیون کی پرانی دست
مال ہین اور تیسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال مین گزری ان
کے بعد بحمد اللہ تعالے مکذبون کا ہاتھ بالکل خالی رہ جائیگا اور وسوسہ ابلیس
مردود ومطرود ہو کر ویل یومئذ للمکذبین کا نقشہ اونپر چہین سے نظر آئیگا
وباللہ التوفیق نظیر اول ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کی سنیے منہیہ خیالی سے

نظیر اول

منقول ہوا کہ اوس مین باری عزوجل کے علم کا امور غیر متناہیہ سے تفصیلاً
متعلق ہونا ممنوع کہدیا ملانے خیالی کا خیالِ خیالی نقل کر کے اوسپر رجسٹری
کردی حیث قال قولہ فتامل نقل عنہ وجہ التامل ان علمہ تعالی الشامل
انما یشمل مالا یمتنع العلم بہ کما ان قدرتہ الشاملۃ انما تشتمل ما
لا یمتنع وجودہ وامکان تعلق العلم بالمراتب الغیر المتناھیۃ مفصلۃ ممنوع
انتھی فان قیل فیلزم الجھل علی اللہ تعالی قلت الجھل عدم العلم
بما یصح تعلق العلم بہ کما ان العجز عدم تعلق القدرۃ بما یصح ان تتعلق
بہ فتامل اھ ممنوع کہتے تو کہہ گئے لیکن اگر نظر کرتے کہ یہ وسوسۂ باطلہ جو
عدو مبین اعاذنا اللہ تعالی من شرہ المہین نے القا کیا اسکی تہ مین کیا کیا
آفات قاہرہ ہین تو ہرگز خامہ و نامہ کو اس سے آلودہ کرنا روا نہ رکھتے۔
فاقول اولاً دونون ملا صاحب فرمائین تو کہ سلسلۂ اعداد سے کس قدر پر
مولے عزوجل کا علم جا کر رک گیا کہ اوس سے آگے کا عددِ خدا کو معلوم نہین
سلسلہ ایام آخرت سے کتنے دن خدا کو معلوم ہین آگے مجہول نعیم جنان و عذاب
نیران سے کتنی مقدار علم الٰہی مین ہے زیادہ کی اوسے خبر نہین کیا کوئی عاقل مسلم
سوچ سمجھکر ایسی بات کہہ سکتا ہے حاشا و کلا دیکھو کیسی صریح تصدیق ہے
امام شافعی کے اوس ارشاد کی کہ فاظننت مسلماً یقولہ ہان اونھون نے
اطلعت علی شیٔ فرمایا وقد اطلعنا علی اشیاء اذھبن الزمان و الے
اللہ المشتکی وعلیہ التکلان ثانیاً جو حد مقرر کیجیے وہان وہ فارق بتائیے
کہ حد بندی کرے کیا سبب کہ یہان تک کا علم ہوا بعد کا نہین علم کے لیے معلوم

کا وجود خارجی درکار ہو تو آخرت در کنار معاذ اللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل
مین جملہ ماوراے عیاذا باللہ جہل مطلق ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضرور نہین
تو معدوم معدوم سب یکسان کسی حد خاص پر رکنا ترجیح بلا مرجح ہے بخلاف
علوم عالم کہ وہان مرجح ارادہ الٰہیہ ہے جسے جتنا دیا اوتنا ملا لا یحیطون
بشئ من علمہ الا بما شاء ثالثاً جو حد معین کیجیے یقیناً معلوم کہ ایام و ایلام
و انعام اوس سے آگے بڑھین گے کہ لا تقف عند حد ہین اب جو بعد کو آئے
اون کا علم باری عزوجل کو ہوگا یا نہین اگر نہین تو جہل موجود اور جو عذر کیا
تھا زاہق و مردود کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم و مشہود معہذا او نہین پیدا
کون کریگا وہی خبیر شہید تو نہ جانا کیا معنے الا یعلم من خلق وہو اللطیف
الخبیر اور اگر ہان و تنے مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا تو اوس کا علم معاذ اللہ حادث ہوا
متجدد ہوا کیا یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے حاش للہ کیا یہ اعتقاد خیالی و سیالکوٹی
کا ہے استغفر اللہ عقیدہ وہی ہے جو ہمارے رب عزوجل نے فرمایا و کان
اللہ بکل شئ علیما عقیدہ وہ ہے جو خود سیالکوٹی نے شرح عقائد جلالی
مین لکھا المعلومات فی انفسہا غیر متناہیۃ لشمولہا الموجودات
والمعدومات خود شرح مین ہے اعلم ان المتکلمین ینفون الوجود الذہنی
و یثبتون علم اللہ تعالی بالحوادث الغیر المتناہیۃ بلکہ خود اوسی حاشیہ
سیالکوٹی علے الخیالی مین ہے ہذہ التعلقات قدیمۃ غیر متناہیۃ
بالفعل ضرورۃ عدم تناہی متعلقاتہا اعنی جمیع ما یمکن ان یعلم
من الامور الکلیۃ والجزئیۃ الازلیۃ والمتجددۃ لشمولہ الممکن

والممتنع والواجب عقیدہ وہ ہے جو مقاصد و شرح مین فرمایا علمہ تعالی
لایتناهی ومحیط بما لایتناهی کالاعداد والاشکال ونعیم الجنان
وشامل لجمیع الموجودات والمعدومات الممکنة والممتنعة وجمیع الکلیات
والجزئیات سمعا وعقلا عقیدہ وہ ہے جو مواقف و شرح مین بیان فرمایا
علمہ تعالی یعم المفهومات کلها الممکنة والواجبة والممتنعة والمخالف
فی هذا الفصل فرق الاولی من قال لایعلم نفسه (الی ان قال) الرابعة
من قال لایعقل غیر المتناهی عقیدہ وہ ہے جو حدیقہ ندیہ مین فرمایا المعلومات
موجودة او معدومة محالة او ممکنة قدیمة او حادثة متناهیة
او غیر متناهیة جزئیة او کلیة وبالجملة جمیع ما یمکن ان یتعلق
به العلم فهو معلوم لله تعالی عقیدہ وہ ہے جو اس فقیر رب قدیر نے
الدولة المکیہ مین لکھا اور علمائے کرام حرمین طیبین نے مزین بتصدیقات
جلیلہ کیا ان ربنا تبارک وتعالی یعلم ذاته الکریمة وصفاته الغیر
المتناهیة والحوادث التی وجدت والتی توجد غیر متناهیة الی ابد
الابد والممکنات التی لم توجد ولن توجد بل والمحالات باسرها فلیس
شیٔ من المفاهیم خارجا عن علمه سبحنه وتعالی یعلمها جمیعا تفصیلا
تاما ازلا ابدًا وذاته سبحنه وتعالی غیر متناهیة وصفاته غیر
متناهیات وکل صفة منها غیر متناهیة وسلاسل الاعداد
غیر متناهیة وکذا ایام الابد وساعاته وآناته وکل نعیم من
نعم الجنة وکل عذاب من عقوبات جهنم وانفاس اهل الجنة و

اهل النار ولحاتهم وحرکاتهم وغیر ذلک کلها غیر متناه وا لکل معلوم
للہ تعالے انہ لا ابدا باحاطۃ تامۃ تفصیلیۃ ففی علمہ سبحنہ وتعالے
سلاسل غیر المتناھیات بمرات غیر متناھیۃ بل لہ سبحنہ وتعالی
فی کل ذرۃ علوم لا تتناھی لان لکل ذرۃ مع کل ذرۃ کانت
او تکون او یمکن ان تکون نسبۃ بالقرب والبعد والجھۃ مختلفۃ فی
الازمنۃ باختلاف الامکنۃ الواقعۃ والممکنۃ من اول یوم الے
مالا اخر لہ والکل معلوم لہ سبحنہ وتعالی بالفعل فعلمہ عز جلالہ غیر
متناہ فی غیر متناہ فی غیر متناہ کانہ مکعب غیر المتناھی علی اصطلاح
الحساب وھذا جمیعا واضح عند من لہ من الاسلام نصیب عقیدہ وہ ہے
جو فقیر نے اوس کی تعلیقات الفیوض الملکیہ مین نقل کیا حیث کتبت علی
قولی بل لہ سبحنہ فی کل ذرۃ علوم لا تتناھی ما نصہ الحمد للہ ھذا الذی
کتبتہ من عندی ایمانا بربی ثم رأیت التصریح بہ فی التفسیر الکبیر اذ
یقول تحت کریمۃ وکذلک نری ابرھیم سمعت الشیخ الامام الوالد عمر
ضیاء الدین رحمہ اللہ تعالی قال سمعت الشیخ ابا القاسم الانصاری
یقول سمعت امام الحرمین یقول معلومات اللہ تعالی غیر متناھیۃ
ومعلوماتہ فی کل واحد من تلک المعلومات ایضا غیر متناھیۃ
وذلک لان الجوھر الفرد یمکن وقوعہ فی احیاز لا نہایۃ لہا
ویمکن اتصافہ بصفات لا نہایۃ لہا علے البدل علی البدل
یہ اصل عقیدہ تو وہی لکھا جو ائمہ اہلسنت وجماعت کا ہے کہ اللہ کے سوا اصلا

نظیر دوم مسایرہ

کسی شے کا کوئی خالق نہین بندون کے افعال اختیاریہ بھی تمام وکمال اُسی
کے مخلوق ہین بندہ صرف کاسب ہے اور اسے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے روشن
کیا حیث قال الاصل الاول انعلم بانہ تعالی لاخالق سواہ فھو سبحنہ
الخالق لکل حادث جوھرا وعرض کحرکۃ کل شعرۃ وکل قدرۃ وفعل
اضطراری کحرکۃ المرتعش والنبض واختیاری کافعال الحیوانات
المقصودۃ لھم واصلہ من النقل قولہ تعالی اللہ خالق کل شیء وقولہ
تعالی واللہ خلقکم وما تعملون ومن العقل ان قدرتہ تعالی صالحۃ لکل
لاقصور لھا عن شیء منہ فوجب اضافتھا الیہ بالخلق اھ مختصرا پھر حسب
عادت متاخرین اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے کہ اگر مسلم ہو تو اوس بحر
عمیق مسئلہ قدر مین شناوری اور اُس سرآبی کی جلوہ گری چاہے جس مین بحث
سے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے صدیق اکبر و فاروق اعظم
رضے اللہ تعالے عنہما کو ممانعت فرمائی اور آخر نتیجہ وہی ہو جو ہونا چاہیے کہ گوہر
کی جگہ خزف پر ہاتھ پڑے اور وہ بھی محض لایسمن ولا یغنی من جوع وہ بحث
یہ کہ عزم کو نصوص سے مخصوص مان لیجیے اس کا آغاز لقائل ان یقول سے
کیا یعنی کوئی کہنے والا یون کہہ سکتا ہے اور وہی شبہات جو معتزلہ پیش کرتے
ہین اوسکی تقریر مین بیان کرکے کہا فلنفی الجبر المحض وتصحیح التکلیف وجب
التخصیص وھو لا یتوقف علی نسبۃ جمیع افعال العباد الیھم بالایجاد (اے
کما فعلت المعتزلۃ) بل یکفی ان یقال جمیع ما یتوقف علیہ افعال الجوارح
من الحرکات وکذا التروک التی ھی افعال النفس من المیل والداعیۃ

والاختيار بخلق الله تعالى لا تاثير لقدرة العبد فيه وانما محل قدرته
عزمه عقيب خلق الله تعالى هذه الامور في باطنه عزما مصمما بلا
تردد وتوجهه توجها صادقا للفعل طالبا اياه فاذا اوجد العبد ذلك
العزم خلق الله له الفعل فيكون منسوبا اليه تعالى من حيث هو حركة
والى العبد من حيث هو زنا ونحوه (الى ان قال) وكفى في التخصيص لتصحيح
التكليف هذا الامر الواحد اعني العزم المصمم وما سواه مما لا يحصى من
الافعال الجزئية والتروك كلها مخلوقة لله تعالى متاثرة عن قدرته
ابتداء بلا واسطة القدرة الحادثة المتاثرة عن قدرته تعالى والله
سبحنه وتعالے اعلم مسایرہ کے بیان سے کسی نافہم کو دھوکا نہو کہ یہ حنفیہ
کا مذہب ہے حاشا بلکہ اون کا مذہب وہ ہے جو اون کے امام امام ائمۃ الانام
سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فقہ اکبر و وصایاے شریفہ مین تصریح
فرمائی کہ افعال عباد جمیع وتمام وکمال بلا تخصیص و بلا استثنا مخلوق الٰہی ہین
خود مسایرہ کے لفظ صاف بتا رہے ہین کہ یہ ایک طبعزاد بحث ہے نہ کہ مذہب
منقول بلکہ فی الواقع یہ صاحب مسایرہ کا بھی عقیدہ نہین بحث عقیدہ نہین ہوتی
عقیدہ یون نہین کہا جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے اون کا عقیدہ وہی ہے
جو اصل مسئلہ یہان بیان کیا اور آخر کتاب مین عقیدہ اہلسنت وجماعت کی
فہرست مین لکھا یہ سب عبارات عنقریب انشاء اللہ مذکور ہوتی ہین یہان مجھے
اس بحث کا ناموجہ و بیجا اصل ہونا بتانا ہے جو ضرورت اس بحث کی بیان کی
اوس کا باذنہ تعالے شافی وکافی جواب فقیر کے رسالہ ثلج الصدر[۱۳۲۵] لایمان القدر

سے کر تحفہ حنفیہ مین طبع ہوا ملے گا اور اس بحث کا نامفید و بے ثمر ہونا اُس
حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہان ہامش مسایرہ پر لکھا وہ یہ ہے **قولہ**
فاذا اوجد العبد ذلک العزم **اقول** معاذ اللہ ان نقول بان العبد
یخلق شیأ واحدا ولا عشر عشیر معشار شئ الا لہ الخلق والامر تبارک
اللہ رب العلمین أفمن یخلق کمن لا یخلق ما کان لہم الخیرۃ هل من
خالق غیر اللہ وکون هذا قلیلا بالنسبۃ الی مقدورات اللہ تعالی
لا یجدی نفعا فانہ کثیر شہیر فی نفسہ جدا فان الانسان لا یحصی
ما لہ من العزمات فی یوم واحد فکیف فی عمرہ فکیف عزائم الاولین
والاخرین من الانس والجن والملک وغیرهم فتخرج هذہ الکثرۃ التی
تفنی دون عد بعضها الاعمار عن مخلوقات العزیز الغفار بلا واسطۃ
وتدخل فی مخلوقات العبید فیکون جواب هل من خالق غیر اللہ
بالایجاب والعیاذ باللہ ای بلی هناک الوف مؤلفۃ خالقون غیر اللہ
وکم تثبت المعتزلۃ اکثر من هذا اذ شنع علیهم ائمتنا من مشایخ
ما وراء النهر وغیرهم رحمهم اللہ تعالی قائلین انهم اقبح من المجوس
حیث ان المجوس لم یقولوا الا بخالقین اثنین فما اثبتوا الا شریکا
واحدا والمعتزلۃ اثبتوا شرکاء لا تحصی وذلک انها انما قالت بخلق
العبد فعلہ الاختیاری وکل فعل اختیاری لا بد لہ من عزم فعدد العزمات والافعال
سواء بل ربما تکون العزمات اکثر اذ قد یعزم العبد علی فعل ثم یصرف
عنہ فلا یقع قال سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجهہ عرفت ربی بفسخ العزائم

فان كانت العزمات يشملها اسم واحد وهو العزم فكذلك الافعال
ينتظمها اسم واحد وهو الفعل فلا طائل تحت ما قدم الشارح ويأتى
انفا المصنف انه يكفى اسناد جزئى واحد الى العبد وهو العزم بل لو فرضنا
انه واحد بالشخص فالله تعالى متعال عن ان يشاركه احد فى خلق شئ
ولو جزئيا واحدا اما اعتذار المصنف بان البراهين اى الايات الناصة
باختصاص الخلق به تعالى عمومات تحتمل التخصيص وقد اوجبه العقل
اذ ارادة العموم فيها تستلزم الجبر المحض المستلزم لضياع التكليف
وبطلان الامر والنهى وتعلق القدرة بلا تاثير اى كما تقوله الاشاعرة
لايدفعه لان موجب الجبر ليس سوى ان لا تاثير لقدرة العبد فى
ايجاد فعل اه ملخصا فاعترضه القارى فى منح الروض بان ذلك العزم
المصمم داخل تحت الحكم المعمم اه **اقول** هذا من اعجب ما تسمع من الرد
فابن الهمام متى انكر دخوله تحت العام ولو انكره فما كان يحوجه الى
التخصيص بل النظر فيه بما ستسمع بتوفيق الله تعالى **فاقول اولا**
بل الايات عمومات لا تحتمل التخصيص لاجماع ائمة السنة على اجرائها
على سننها وان الخلق مختص بالله تعالى لاحظ فيه للعبد فماذا ينفع كون
اللفظ فى ذاته محتملا للخصوص مع الاجماع على ان لا خصوص ومن كان
فى ريب مما قلنا فليأتنا بنقل من الصحابة او التابعين او من بعدهم
من ائمة السنة المتقدمين قبل حدوث هؤلاء المتاخرين يكون فيه
ان للعبد ايضا قسطا من الخلق والايجاد ولن يأتى به حتى يؤب القارظان

ويمكن التكلف بارجاع ما للقارى الى هذا اى الاجماع قائم على عدم التخصيص فذلك العزم ايضاً غير مخرج من الحكم وثانياً لا حاجة بنا الى تخصيص النصوص واثبات منصب افاضة الوجود لمن لا وجود له فى حد ذاته بل تندفع الحاجة على وزان ما تزعمون اندفاعها ههنا باثبات تاثير القدرة الحادثة فى شئ دون الوجود كما هو مذهب الامام ابى بكر الباقلانى ان للانسان قدرة مؤثرة لكن لا فى الوجود بل فى حال زائدة على الوجود وقد ارتضاه جمع من المحققين ذاهبين الى ان تاثيرها فى القصد والقصد حال لا موجود ولا معدوم اى هو من الامور الاعتبارية التى وجودها بمناشيها والخلف فى الحال لفظى كما فى الفصول البدائع وغيرها فليس افاضتها خلقا فانه افاضة الوجود بل هو احداث والاحداث اهون من الخلق كما فى المسلم والفواتح وعليه تدور كلمات الامام المحقق صدر الشريعة فى التوضيح والعلامة الشمس الفنارى فى الفصول البدائع وتبعه العلامة قاسم تلميذ المحقق ابن الهمام فى تعليقاته على المسايرة وغيرهم رحمهم الله تعالى وهم مع تنوع منازعهم يرجعون الى ذلك الحرف الواحد ولم ار احدا منهم يرضى بتخصيص العمومات اللهم الا ما حكى عن الامام ابى المعالى على الاضطراب فيه فتارة يثبته وتارة ينفيه كما فى اليواقيت عن الشيخ ابى طاهر القزوينى بل الكلام فى ثبوته عنه كما سيأتى والمنقول عن الحنفية فى كتب المتاخرين هو هذا القدر اعنى ان للقدرة الحادثة

اثرا فی القصد اما انه خلق وایجاد والنصوص مخصصة فکلا لا یوجد
هذا الا للمحقق وقد قال الامام صدر الشریعة فی التوضیح بعد ما استفرغ
وسعه فی التوضیح والتنقیح فالحاصل ان مشایخنا رحمهما الله تعالے
ینفون عن العبد قدرة الایجاد والتکوین فلا خالق ولا مکون الا الله
تعالی لکن یقولون ان للعبد قدرة ما علے وجه لا یلزم منه وجود امر
حقیقی لم یکن بل انما یختلف بقدرته النسب والاضافات فقط کتعیین
احد المتساویین وترجیحه اه فهذا النص صریح فی ان مذهب الحنفیة
علے خلاف ما بحث المحقق ولولا نسبحه الکلام علے منوال الالتزام لقلت
انه ابداه نقضا علے القدریة اللئام بانه لو سلم ان الحاجة الے
تصحیح التکلیف والجزاء تؤدی الی ذلك ولا بد فهی تندفع بشئ واحد
وهو القصد فلم قلتم فی جمیع الافعال بخالقیة العبد ولعمری هذا
قاطع لهم لا یمکنهم الخروج عنه هذا وقال الامام محمد السنوسی
رحمه الله تعالی فی شرح ام البراهین مقدمته فی التوحید وبالجملة
فلیعلم ان الکائنات کلها یستحیل منها الاختراع لاثر ما بل جمیعها
مخلوق لمولنا جل وعز ومفتقر الیه اشد الافتقار ابتداء ودواما بلا واسطة
فبهذا اشهد البرهان العقلی ودل علیه الکتاب والسنة واجماع
السلف الصالح قبل ظهور البدع ولا تصغ باذنیك لما ینقله بعض من
اولع بنقل الغث والسمین عن مذهب بعض اهل السنة مما یخالف
ما ذکرناه لك فشد یدك علے ما ذکرناه فهو الحق الذی لا شك فیه

ولا يصح غيرہ واقطع تشوفك الى سماع الباطل تعش سعيدا وتمت انشاء الله تعالى طيبا رشيدا والله المستعان اھ قال محشيه الفاضل محمد الدسوقی اشار بهذا لثلثة اقوال نقلت عن اهل السنة قول القاضی بتاثیر قدرة العبد فی حال الفعل وقول الاستاذ الاسفرائنی توثر فی اعتبار لان الاستاذ لا یقول بالاحوال وقول امام الحرمین فی ذات الفعل علی وفق مشیئة الرب وهذہ الاقوال غیر صحیحة لمخالفتها لاجماع السلف الصالح فان قلت کیف یصح من هؤلاء الائمة مخالفة الاجماع قلت قال فی شرح الکبری لا یصح نسبتها لهم بل هی مکذوبة عنهم ولئن صحت فانما قالوہ فی مناظرة مع المعتزلة جر الیها الجدل اھ ملخصا **اقول** اما مخالفة ما نقل عن ابی المعالی للاجماع فظاهر وقد صح عنه خلافه کما ستسمع اما قول امام اهل السنة الباقلانی والاستاذ الامام ابی اسحق علی ما نقل ههنا فلیس فیه رائحة خلاف ما استمر علیه الاجماع و الاتفاق لما علمت انه لیس فی شئ من الایجاد والتکوین علی الاطلاق وقال العلامة فی شرح المقاصد المشهور فیما بین القوم والمذکور فی کتبهم ان مذهب امام الحرمین ان فعل العبد واقع بقدرته وارادته کما هو رای الحکماء وهذا خلاف ما صرح به الامام فیما وقع الینا من کتبه قال فی الارشاد اتفق ائمة السلف قبل ظهور البدع والاهواء علی ان الخالق هو الله ولا

خالق سواه وان الحوادث كلها حدثت بقدرة الله تعالى من غير فرق
بين ما يتعلق قدرة العباد به وبين ما لا يتعلق فان تعلق الصفة بشيء لا يستلزم تاثيرها
فيه كالعلم بالمعلوم والارادة[له] بفعل الغير فالقدرة الحادثة لا تؤثر في مقدورها

له ۲ قول الارادة فعل الغير وان لم تكن من الارادة المبحوث عنها اعني صفة من شانها
تخصيص احد المقدورين كما لا يخفى بل بمعنى المحبة والهوى لكنه يريد الاستيضاح
بصفات اخر الا ترى انه ذكر العلم ثم التقييد بفعل الغير ليكون اوضح واظهر
والا فارادة فعل نفسه ايضا غير مؤثرة في الفعل انما شانها التخصيص والتاثير
شان القدرة كما نص عليه في المسايرة غير انه يتجه لهم الجواب بان الكلام في
القدرة وليس من شانها الا التاثير عند تعلق الارادة اما العلم والارادة فبمعزل
عن التاثير وكانه لهذا عدل عنه الامام حجة الاسلام في قواعد العقائد فمثل
بنفس القدرة اذ يقول وليس من ضرورة تعلق القدرة بالمقدور ان يكون
بالاختراع فقط اذ قدرة الله تعالى متعلقة في الازل بالعالم ولم يحصل الاختراع
بها اذ ذاك وعند الاختراع تتعلق به نوعا اخر من التعلق فبطل ان القدرة
تختص بايجاد المقدور اه وانت تعلم ان القدرة انما تؤثر على وفق الارادة
وانما تعلقت الارادة في الازل ان توجد الكائنات في اوقاتها المخصوصة فيما
لا يزال فلا نسلم ان القدرة تعلقت مع العلم عن الاختراع بل اثرت واخترعت
على وفق الارادة اما ههنا فتعلق بلا تاثير اصلا فلم تكن الا اسما بلا مسمى
ولفظا بلا معنى وهذا حاصل ما ناقشه به في المسايرة اقول ولا ارى هذه
العقدة تنفك الا باحد امرين الاول ليست القدرة ما تؤثر حتما ولو مع الارادة
ولا محيد عنه للمعتزلة ايضا الا ترى ان الكفرة بذلوا جهدهم في ايذاء النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم وهموا بما لم ينالوا ورد الله الذين كفروا بغيظهم فانما القدرة
صفة من شانها التاثير وتؤثر مع الارادة لولا مانع وقد قال في المسامرة
شرح المسايرة اعلم ان الاشعرية لا ينفون عن القدرة الحادثة الا التاثير
بالفعل لا بالقوة لان القدرة الحادثة عندهم صفة شانها التاثير والايجاد
لكن تخلف اثرها في افعال العباد لمانع هو تعلق قدرة الله تعالى بايجادها كما حقق
في شرح المقاصد وغيره اه قلت وصرح به الامدي ثم رأيت (بقيه حاشيه بر صفحه آئنده)

اصلا وانفقت المعتزلة ومن تابعهم من اهل الزيغ على ان العباد
موجدون لافعالهم مخترعون لها بقدرتهم ثم المتقدمون منهم
كانوا يمنعون من تسمية العبد خالقا لقرب عهدهم باجماع السلف
على انه لاخالق الا الله تعالى واجترأ المتأخرون فسموا العبد خالقا
على الحقيقة هذا كلامه ثم اورد ادلة للاصحاب واجاب عن شبه
المعتزلة وبالغ في الرد عليهم وعلى الجبرية واثبت للعبد كسبا وقدرة
مقارنة للفعل غير مؤثرة فيه اه فهذا اصرح نص على ان معتقده
رحمه الله تعالى هو معتقد اهل السنة سواء بسواء فلم يبق احد
تسايره المسايرة **اقول** ولكن العجب كل العجب من العلامة بحر العلوم
اللكنوي عفا الله تعالى عنا وعنه جنح في الفواتح الى ما في المسايرة

(بقيه حاشيه صفحه گزشته) في شرح المقاصد من بحث القدرة الحادثة من مقصد الاعراض
نسبة له ولم يات بتحقيق يزيد على ما مر اقول وفيه حزازة والقلب لا يطمئن بما
ولا يسكن اليه والا لكان كل انسان بل كل حيوان ولو اخس ما يكون واضعفه
قادرا على الخلق والايجاد وان لم يتفق له ذلك لعروض مانع وهو سبقة الخلق الالهي
وماذا تفعل الاشاعرة الاقدمون حيث يقولون لو قدر العبد على فعله لقدر على
خلق الاجسام والجواهر اذ لا مصحح سوى الحدوث والامكان وهما مشتركان افتراهم
قائلين ان كل انسان وحيوان حتى الخنافس والديدان يقدر على خلق السموات
والارض وان لم يقع لهم لسبقة خلق الله تعالى وقد نص الاشعرية ان ليس للعبد من
الفعل الا المحلية فتدبر وانصف والثاني ان الحادثة تحدث ولا تخلق وكفى به تاثيرا وهذا هو
محل الحنفية والقاضي والاستاذ وجماعة من المحققين على القول بان للحادثة تاثيرا فيما دون الوجود
والحق ان العقل لا يستقل بادراك تلك الحقائق فنؤمن بما اتى به القرآن وشهدت
به الضرورة واداه اليه البرهان ان الفرق بين الانسان والحجر وبين حركة البطش
والارتعاش والصعود والهبوط والوثبة والسقوط بين بين وان ليس للانسان الا ما سعى
ولا خالق لشيء الا العلي الاعلى وان لا مشيئة للانسان الا بمشيئة الله تعالى ولا نزيد على هذا ولا نقتحم بحارا لا نقدر على سباحته والله الهادي ١٢ منه

مع تصريحه فيما قبله باسطر بما نصه (وما فهموا) اى المعتزلة بل
هؤلاء الجهلة ايضا (ان الامكان ليس من شانه افاضة الوجود) فان
من هو فى نفسه باطل الذات محتاج فى الواقعية الى الغير وكل[ف] على مولاه
كيف يقدر على ايجاد الافعال من غير اختلال بالنظام الاجود وهذا
ظاهر لمن له اقل حدس من اصحاب العناية الالهى[ع] لكن من لم يجعل الله
له نورا فما له من نور (وعند اهل الحق) اصحاب العناية الذين هم
اهل السنة الباذلون انفسهم فى سبيل الله بالجهاد الاكبر (له قدرة
كاسبة) فقط لاخالقة الخ فكيف رضى مع هذا بان جعل الممكن الباطل
الذات خالقا لعزائمه مع ان قول التاثير فى امر اعتبارى كان
بمرأى عينيه وقد كان بينه هو بنفسه على وجه كاف ولم يتعقب
فالكان مختارا ولابد فكان اختيار ما عليه جمع من المحققين وليس فيه
مخالفة نص ولا اجماع اولى واحرى ولكن الله يفعل ما يريد هذا
وتلميذ المحقق العلامة الكمال بن ابى شريف وان سايرهما ههنا شيخه
رحمهما الله تعالى لكنه اشار بعده الى ان هذا خلاف ما عليه اهل
السنة حيث قال فى المسامرة عند قول المصنف قدمنا ان المكلف
اختيارا وعزما يصمم ما نصه (اختيارا) على ما عليه اهل السنة
(او عزما) على ما اختاره المصنف اه وتلميذه الاخر العلامة الزين

ف استعمله بمعنى المحتاج وانما هو بمعنى الثقيل والله متعال ان يكون احد كلا عليه ۱۲ منه ع لعله من خطاء الناسخ والوجه الالهية ۱۲ منه

بن قطلوبغا فی تعلیقه علی المسایرة لم یرض به من اول الامر وقال
للطریق الذی سلکه المصنف انه المرضی عند الرافع للجبر ولم یندفع
به کما سانبه علیه ثم اورد طریقا اختاره العلامة الفناری
فی الفصول واقره ومحصله هو التاثیر فی الاعتباری ولولا غرابة المقام
لاوردته مع مایرد علیه اقول وبما ذکرنا ظهر ان الفرق بین
ما سار فی المسایرة وقضی به القاضی کالفرق بین الغرب والشرق
فما قال فی المسامرة ان حاصل کلام المصنف رحمه الله تعالی تعویل
علی مذهب القاضی الباقلانی الخ وتبعه علی القاری فی منح الروض الازهر
فقال ما اختاره هو قول الباقلانی من ائمة اهل السنة الخ فمما لا وجه له نعم انما وافقه
فی لفظ وهو انه یکون منسوبا الیه تعالی من حیث هو حرکة والی العبد من حیث هو زنا
ونحوه وقال القاضی قدرة الله تعالی تتعلق باصل الفعل وقدرة العبد بوصفه من
کونه طاعة او معصیة فمتعلق تاثیر القدرتین مختلف کما فی لطم الیتیم تادیبا او
ایذاء فذات اللطم واقعة بقدرة الله تعالی وتاثیره وکونه طاعة علی الاول ومعصیة
علی الثانی بقدرة العبد وتاثیره لتعلق ذلک بعزمه المصمم اه فانما الاشتراک
فی نسبة صفة الفعل الی تاثیر قدرة العبد واین ما ادعی المحقق
من خلقه عزمه اقول ما ذکر من ان الصفة اثر قدرة العبد
حق بلا مریة لکن لا علی الوجه الذی قرر المصنف بل الامر ان المولی
تعالی اجری سنته بان العبد اذا اراد فعلا یخلقه الله تعالی فیه
فالارادة بخلق الله تعالی والفعل بخلق الله تعالی ولیس للعبد من الخلق

شئ لكن كون الفعل ارادیا یتوقف علی ارادة العبد توقفا عقلیا
قطعیا اذ لو خلق الله فیه فعلا من دون ان یخلق فیه ارادة له لکان
کحرکة الحجر بالتحریک فلم یکن ارادیا والفعل لا یکون طاعة ولا معصیة
الا اذا کان ارادیا فهذا لصفة للفعل لا تحصل الا بارادتنا ای لکونه
مصحوبا لارادة خلق الله تعالی فینا ولولا ذلک لم یکن طاعة ولا معصیة
قطعا ثم انی رأیت المحقق ذکر فی التحریر اما الحنفیة فالکسب صرف
القدرة المخلوقة الی القصد المصمم فاثرها فی القصد ویخلق سبحنه الفعل
عنده بالعادة فان کان القصد حالا غیر موجود ولا معدوم فلیس
بخلق وعلیه جمع من المحققین وعلی نفیه فکذلک (ای لیس الکسب
بخلق ایضا) علی ما قیل (ای قول صدر الشریعة) الخلق یقع به
المقدور لا فی محل القدرة ویصح انفراد القادر بایجاد المقدور والکسب
یقع به فی محلها ولا یصح انفراده بایجاده ولو بطلت هذه التفرقة (بین
الخلق والکسب) علی تعذره (ای بطلانها) وجب تخصیص القصد المصمم من
عموم الخلق بالعقل اه باختصار مزید ما بین الهلالین من شرحه
التقریر والتحبیر لتلمیذه المحقق ابن امیر حاج رحمهما الله تعالی فقد ابان البون
البین بین ما بحثه فی المسایرة وبین ما ذهب الیه الامام القاضی وظهرت
بحمد الله تعالی منه علی فائدة نفیسة وهو انی کنت کتبت علی المسایرة
قبل هذا بنحو اربع سنین ما نصه نرجو ان المصنف رحمه الله تعالی
رجع عنه اذ لم یذکره فی فذلکة ما یعتقد الا ما علیه اهل السنة

كما سيأتي ونرجوان المولى سبحنه وتعالى جعل هذه النزلة الواحدة وان
عظمت مغمورة فيما اولاه من بحار الحسنات الجميلة ونسأل الله الثبات على
الحق وهداية الصواب في كل باب وصلے الله تعالى على سيدنا محمد
واله وسلم ابدا امين اه فبحمد الله تعالى قد حقق الله رجائي وظهر
رجوع المحقق عن اختيار ما بحثه اذ علقه ههنا على تعذر التفرقة
بين الخلق والكسب وصرح ببطلان التعذر فاذا بطل المبنى وجب تهدم
البناء ولله الحمد وتصنيف التحرير متأخر عن تاليف المسايرة كما لا يخفى على
من طالعه وذلك قوله تعالى يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت
في الحيوة الدنيا وفي الاخرة والحمد لله رب العلمين اما ما اورد الشيخ القزويني
على الامام ابي بكر الباقلاني كما نقله في اليواقيت الامام الشعراني مقرا
عليه انه يقال له هذه الحال مقدورة لله تعالى ام لا على الثاني
لا محالة تكون مقدورة للعبد وهو مذهب المعتزلة بعينه وعلى
الاول لم يكن للعبد شئ البتة وذلك هو مذهب الجبرية بعينه فلا
فائدة للتمسك بالحال اه باختصار **اقول** وتلك شكاة ظاهر عنك
عارها ولا لما يترأى ظاهرا ان هذا سؤال عام الورود لا محيص عنه لشئ
من الاقوال فان من اثبت للقدرة الحادثة تاثيرا ما في شئ من عين
اوحال فيقال له كما قلتم فان قال ان ذلك الشئ ليس مقدورا لله تعالى
فهو الاعتزال او قال مقدور له لم يبق للعبد شئ وهو الجبر ومن لم
يثبت كسادتنا الاشعرية فقد افصح بالشق الاخير من الاول فيقال اذن

لا شئ للعبد البتة فهو الجبر بعينه وذلك لانه انما يريد انكم لجأتم الى
هذا نفيا للجبر فاذا اعترفتم انه واقع بقدرة الله تعالى لا بقدرة العبد
لاستحالة اجتماع مؤثرين على اثر فقد انتفى الملجأ ولزم القرار على
ما منه الفرار فالمعنى هو الجبر بعينه عندكم بل لما اقول بحثه انه مقدور
الله تعالى بل ومراده ايضا لكن اراد ان يريد العبد فيكون فلا جبر
ولا اعتزال والى منحى هذا ينحو ما فى المسايرة غاية ما فيه انه تعالى
اقدره على بعض مقدوراته تعالى كما انه اعلمنا بعض معلوماته
سبحانه تفضلا الخ وبالجملة لا تنافى بين كونه مقدورا لله تعالى ومقدورا
العبد باقداره حتى يقال لم يكن للعبد شئ وايضا لا يلزم من كونها
مقدورة للعبد الاعتزال لانهم يقولون بخالقية العبد والخلق
افاضة الوجود والحال غير موجود هذا وليعلم انى لا اريد بالدفاع
عن هذا القول ان اقول به انما اقول انى لا اعلم ما يرده من نص
او اجماع وقدره وان ههنا ثلثة اشياء حال بين عينين ارادة العبد
وفعله وتعلقها به فان لم يكن للعبد مدخل فى شئ من ذلك خرج
من البين قطعا وهو الجبر حقا كما الزم به الحنفية الاشعرية بل قد
نصت الاشاعرة انفسهم فى مبحث عقلية الحسن والقبح ان فعل العبد
اضطرارى غير اختيارى فوجب ان لا يوصف بحسن ولا قبح عقلا و
نص الامام ابو الحسن الاشعرى ان العبد محل الفعل فحسب وصرح كبراء
الاشاعرة كالامام الفخر والعلامة سعد فى اخرين ان المآل هو الجبر